واصحاب الشمال ما اصحاب الشمال فی سموم وحمیم وظل من یحموم

حصہ دوم

سیف اللہ الاولی والاکبر
ملقب
حیدر المنتقم القہار
معروف
اسکات اللئام
بنقض
منتہی الکلام

از تصانیف علم علامہ فاضل فہامہ کاسر اعناق منکری الامامہ مرغم اناف المنحرفین عن طریق الاستقامۃ وجادۃ السلامۃ ذو السیف الشاہر والنفس الطاہر والمجد الباہر والکمال الظاہر الطبیب الحاذق الماہر صاحب الشرف الازہر مولانا الحکیم السید علی اظہر ابن العلامۃ الفقیہ المتبحر المؤتمن مولانا السید حسن ادام اللہ معالیہما وبارک فی ایامہما ولیالیہما

مع رسالہ ارغام اللئیم والجام القسیم

در مطبع نوبستان مرتضوی واقع لکھنؤ طبع شد

Presented by Ziaraat.Com

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعلنا من اصحاب الیمین المتمسکین بولایة امیر المؤمنین
واولاده المعصومین ولم یجعلنا من اصحاب الشمال الکفرة الشاکین والفجرة
المرتابین والفسقة الضالین المعاندین المحدثین والصلوٰة والسلام علی
سید المرسلین خاتم النبیین واخیه وصنوه وصهره سید الوصیین واهلبیته الطیبین
الطاهرین حجج الله فی الارضین الذین نصبهم اعلاما للدین ورضوان الله
وغفرانه علی اصحابه الذین صاحبوه ونصروه فی اشاعة الدین
المتین لا الذین یقال فیهم انهم لن یزالوا مرتدین والی اعقابهم القهقری
راجعین اما بعد پس کہتا ہے بندۂ افقر الی رحمۃ اللہ الاکبر سید علی اظہر
بن المولی الاوحد الفقیہ المؤتمن السید حسن خلد اللہ ظلہ العالی
وحشرنا فی زمرة الموالی کہ یہہ جلد ثانی ہے مجلدات کتاب سیف اللہ
الاکبر ملقب بذو الفقار حیدر سے بذیل شرح حدیث متفق علیہ
مشہور بحدیث اصحابی جسکو علمای اہل حق شکر اللہ سعیہم قدیم الایام
سے واسطے ابطال قضیہ کلیہ مقبولہ سنیہ الصحابۃ کلہم عدول کے پیش

کرتے ہین چونکہ صاحب ضرب منکر نے بڑے فخر اور افتخار و ابتہاج و مباہات
و استبشار سے اس حدیث کو اپنے رسالہ منکرہ مین درج کیا اور
بدانست خود جواب اوسکا لاجواب جانا لہذا فقیر نے بھی بنظر کشف
تام حقیقت حال فوائد اشتمال اس مادہ مین بامراعات اختصار
قدری تفصیل احوال کے امید ناظرین بانکمین اندک تطویل سے
ملول اور دلگیر نہون کہ الضرورات تبیح المحظورات اور بحسب
ایمای مخاطب خوش نام اس حصہ کو مشتہر کیا بہ اسکات اللئام
بنقض منتہی الکلام وان عثرتم علی غفلۃ وسہو فنرجوا منکم العفو وقلما
یخلو الانسان من النسیان والذہول والعذر عند کرام
الناس مقبول قال المنکر المعاند الجاحد للحق المبین مع العلم
والیقین المسمی بقیم الدین فی رسالتہ المنکورۃ المسماۃ بالضرب
المنکر ومنہا قد ظہر ان شراد انابا ہر ولیس غیر الجہل
حظہ ماھذا لفظہ واضح رای ارباب عقل سلیم و فہم مستقیم ہو کہ
جس وقت اس اضعف العباد نے رسالہ ابتر مذکورۃ الصدر کو
سراسر دیکھا جواب مجیب مصیب مین سے کہ جواب مین سوالات
سائل کیئے گی ہے اولاً اسیقدر عبارت کو مولف متعسف نے
لکھا ہے اور اوسپر اعتراضات کئے ہین کہ جواب حدیث اول
انتہی اس عبارت کے دیکھنے سے شک گذرا کہ مولف متعسف نے
یہان کا طریقہ اسلاف معدن اختلاف کا اپنی اختیار کیا ہے اور
وا تحریف کی دی ہے چنانچہ ہر گاہ برادر ریحان برابر باعث تردید رسالہ
ابتر اعنی برادرم مولوی محمد عبد الحق سلمہ اللہ الاکبر نے اصل

٭ چنانچہ بابو صف ... رسالہ ایجاز و اختصار ... جلدون ... جواب بابا ... طرق استدلال ... جلد دوم ... انطباق اس حدیث ... اہلسنت ... مخصوص ... وجوہ انطباق اس حدیث ... بالغ ... عمدۃ ... ١٢

٭ جملہ خبطیہ ہو کر بطور شرط واقع ہوا ... حرف جزا جملہ ... ٣ یہ عبارت بالکل مہمل ہے ... ہوتا رسالہ مذکورۃ الصدر کو ... تو معلوم ہوا کہ مولف متعسف ... اسیقدر عبارت نقل کی ہے ... اول اور اوسپر اعتراضات کئے ہین ... ٤ ... کی وجہ ... بالکل خبط ہے ... مجیب مصیب ... معلوم ہوتا ہے

جواب مجیب مصیب کا نوشتہ دست خاص مجیب مصیب میرے پاس
بھیجا صاف روشن کالشمس فی نصف النہار ہوگیا کہ مولف
متعسف محرف بعید لی اور متعسف بی مثیل ہے الغرض ایسی حالت
مین اول نقل کرنی اصل عبارت جواب مجیب مصیب کی ضرور ہوئے تاکہ
مادہ تحریف مولف متعسف ظاہر اور اس فعل قبیح سے اسکے
ہر شخص ماہر ہو جاوے نقل عبارت مجیب مصیب غفرہ اللہ
درجواب سوال سائل کئیب ہداہ اللہ بلفظہ بلاریب مریب
حدیث من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاہلیۃ یہ حدیث
فریقین ہے اسمین کچھ شک نہین ہے پس اب بتائیے کہ آپ لوگ کا
امام زمانہ کون ہے بیان فرمائیے جب امام زمانہ آپکا کوئی نہوا اور
بغیر پہچانے ہوئے امام زمانے کے مرگئے تو موت آپکی جاہل کی ہوئے
اور جاہل کے واسطے نہین ہے مگر جہنم اور حدیث اصحابی کی صحاح ستہ
مین آپ کی موجود ہے مگر یہ نہین اسوقت بخوبی معلوم ہو کہ صحیح مسلم
یا بخاری مین ہے اس حدیث کا کوئی انکار نہین کرسکتا اور حدیث
اوپر کی صحیح مسلم و صحیح بخاری و اور کتاب مین بھی موجود ہے
واضح رہے کہ محل و ملل جواب خدشہ اول قولہ من مات الخ اقول
ترجمہ اسکا یہ ہے کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے اپنے زمانے کے
امام کو مرا مانند موت اہل جاہلیت کے قولہ یہہ حدیث فریقین ہے
الخ اقول ہم انشاء اللہ تعالی عنقریب امام زمانہ کو بتا دینگے
اور اس حدیث کا جواب شافی دینگے لیکن باقرار آپ ہی کے
ثابت ہے کہ یہہ حدیث آپکے یہان بھی ثابت ہے اب ہم استفسا

کرتے ہین کہ آپ امام زمانہ کو پہچانتے ہین یا نہین اگر نہین پہچانتے
اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے تو موت آپکی مثل موت
اہل جاہلیت کے ہوئے اور آپ خود مقر ہین کہ جاہل کے واسطے نہین ہے
مگر جہنم اور اگر پہچانتے ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ وہ کون ہین ایمہ
اثنا عشر ہین یا سوا انکے اگر سوا انکے ہین تو یہہ ممکن نہین کیواسطے کہ امامت
آپ کے یہان منحصر ہے ائمہ اثنا عشر ہین پس غیر انکا امام زمانہ نہین
ہوسکتا اور اگر ائمہ اثنا عشر ہین تو ہم پوچھتے ہین کہ گیارہ امام سابقین
سے ہین یا امام مہدی آخر الزمان لیکن شق اول پس باطل ہے اسواسطے
کہ زمانہ ائمہ احد عشر اولین منقضی ہوچکا پس اونمین کا کوئی اب امام زمانہ
نہین ہوسکتا - باقی رہی شق ثانی وہ بھی ممنوع ہے اسواسطے کہ اگر مراد
امام مہدی آخر الزمان ہون تو ضرور ہے آپ پر اثبات انکی وجود کا اسواسطے
کہ وجود اصل ہے اور معرفت فرع اور وجود فرع کا بدون اصل
کے ممکن نہین ہے وہ ورنہ خرط القتاد اور اگر فرض کیا جاوے وجود
امام مہدی عم کا پس ہم آپ سے استفسار کرتے ہین کہ امام موصوف کی
صورت و شکل کیسی ہے اور قد کتنا بڑا ہے اور ڈاڑہی کیسی ہے اور کتنی
بڑی ہے اور رنگ آپکے بدن کا کیسا ہے اور کب پیدا ہوئے اور کہان
پیدا ہوئے اور بالفعل کہان ہین وقس علے ذلک غیرہا من الحالات
اور جب آپ اسکو بدلیل بیان نہ کرسکے تو عارف امام زمانہ کی نہوئے
اور جو مرے تو بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے مرے اور ایسے شخص
کے واسطے آپ خود ارشاد فرماچکے ہین کہ نہین ہے مگر جہنم مین حشر
ہوگا لاخیہ فقد وقع فیہ تو لیجئے اب بتائیے الخ اقول ہم لوگ کے امام

زمانہ جناب رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین
کسواسطے کہ امام کا اطلاق نبی پر بھی آیا ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے خطاب
کرکے طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انی جاعلک للناس اماما
ترجمہ مین تجکو کرونگا سب لوگون کا پیشوا انتہی اور حضرت ابراہیم
نبی تھے پس ترجمہ حدیث مذکور کا یہہ ہوا کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اوسنے
نبی آخر الزمان کو مرا مثل مرنے اہل جاہلیت کے اور اہل سنت و جماعت
نبی آخر الزمان کو خوب پہچانتے ہین تو موت اونکی مثل مؤمنین کے ہوگی نہ
مثل اہل جاہلیت کے یا مراد امام سے حدیث موصوف مین قرآن ہے اور
اہل السنت والجماعت قرآن کو خوب جانتے ہین اظہر من الشمس ہے کہ کسقدر
حفاظ اس فرقہ سنیہ مین موجود ہین بلکہ یہہ نعمت عظمیٰ انہین کے نصیب
مین ہے اور ناظرہ خوان تو لاتعد و لاتحصے ہین پس موت اہل السنت والجماعت
کی مثل موت مؤمنین کی ہوئی نہ مثل اہل جاہلیت کی اور اگر امام سے حدیث
موصوف مین خلیفہ ارادہ کیا جاوے تو بھی مضائقہ نہین اسواسطے کہ معنے
حدیث مسطور کے یہہ ہین کہ جو شخص مرا اور نہ پہچانا اپنے زمانہ کے
خلیفہ کو درصورت وجود خلیفہ کے تو مرا مثل موت اہل جاہلیت کی کیونکہ معرفت
شخص موقوف ہے اوپر وجود شخص کے کما لایخفے قولہ جب امام زمانہ الخ اقول
امام زمانہ ہمارے یہان کیون نہین ہین ہم ثابت کرچکے کہ امام زمانہ پیغمبر آخر الزمان
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین یا قرآن مجید اور اگر خلیفہ مراد لین تو بھی کچھہ قباحت
نہین کما مر ہان آپ کے یہان البتہ کوئی امام زمانہ نہین معلوم ہوتا اگر ہو تو دلیل
سے ثابت کیجیے قولہ اور بغیر پہچانے ہوئے امام زمانہ کے الخ اقول ہم ثابت
کرچکے امام زمانہ کو لیکن آپکے یہان ابھی تک امام زمانہ ثابت نہ ہوا فتد بر انہم لا یسکے

آپ ہی لوگون کے اوپر مترتب ہے قولہ تو موت آپکی الخ اقول صواب
یہ ہے کہ کہا جاوے تو موت آپکی مثل موت اہل جاہلیت کے ہوئی فتدبر
قولہ اور جاہل کے الخ اقول یہ قضیہ غلط ہی ہم پوچھتے ہین کہ ایک شیعہ
جاہل ہے اور عزادار ہی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوب کرتا ہی اور وقت
ذکر واقعہ کربلا کے خوب روتا پیٹتا ہی تو ایسا شخص جنتی ہے یا جہنمی اگر جنتی ہی
تو یہ قول آپکا باطل ہوا کہ جاہل کے واسطے نہین ہی مگر جہنم اور اگر جہنمی ہے تو
من بکی علی الحسین علیہ السلام او ابکی او تباکی دخل الجنۃ کے کیا معنی ہین ہان
اگر جاہل سے مراد اہل جاہلیت لیا جاوے تو البتہ یہ خدشہ دفع ہو جاوے گا
لیکن یہ ارادہ خلاف ظاہر ہے قال ولا تکن من الغافلین جواب خدشہ
ثانی قولہ اور حدیث اصحابی کی الخ اقول اول و آخر حدیث کو حذف کر کے ایک
لفظ حدیث کا لکھا اور اپنی مطلب کو بھی بیان نہ کیا کہ مطلب اس حدیث کے
نقل کرنے سے کیا ہی لیکن ہم کہتے ہین کہ غرض اس حدیث سے یا طعن کرنا
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر منظور ہے یا کوئی غرض آخر ہے اگر کوئے
غرض آخر ہے تو اوسکو بیان کرنا چاہیے کہ اوسمین نظر کیجاوے اور اگر طعن
کرنا صحابہ پر منظور ہے پس کلا و حاشا کہ اس حدیث سے کسیطرح مذمت صحابہ
ثابت ہوتی ہو اب ہمین ضرور ہوا کہ بالکل حدیث کو نقل کرین بعد اسکے
رفع خدشہ کرین فیجاء برجال من امتی فیوخذ بہم ذات الشمال فاقول
اصحابی اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیہم وانت علی کل شیء شہید فیقال لن یزالوا مرتدین
علی اعقابہم منذ فارقتہم ترجمہ لائے جاوینگے بعض مرد امت میری سے

پس پکڑ لے جاوینگے اونکو بائین طرف تو کہونگا مین یار میرے ہین یار میرے ہین کہا جاویگا تو نہین جانتا ہے جو کچھ نو پیدا کیا ان لوگون نے بعد تیرے تب کہونگا مین جیسا کہ کہا بندہ صالح یعنے عیسے علیہ السلام نے (ترجمہ آیت) مین انسے خبردار تہا جب تک انمین رہا پھر جب تو نے مجھے پھیر لیا تو تو ہی خبر رکھتا انکی اور تو ہر چیز سے خبردار ہے (انتہی) پس کہا جاویگا یہہ گروہ رہے پھرے اپنی ایڑیون پر جب سے جدا ہوا تو انسے انتہی - اب غور کرنا چاہیئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا اور یہہ دلالت کرتا ہے قلت پر پھر آگے چلکے اصیحابی کا لفظ فرمایا کہ وہ صیغہ تصغیر کا ہے دلالت کرتا ہے تقلیل پر اس سے معلوم ہوا کہ اشخاص قلیل ہین اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا ارتداد سوای پانچ چھہ شخص کے سمجھنا نہایت بعید ہے آگے چلکے اخیر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا یہہ دلالت صریح کرتا ہی کہ مراد اشخاص مذکور سے مراد چند قوم ہین کہ عہد خلیفہ اول و خلیفہ ثانی مین مرتد ہوگئے اور اونکے ساتہہ خلیفہ اول و خلیفہ ثانی نے قتال کرکے زیر و زبر کیا اور ان لوگون کو کسی نے اہل سنت و جماعت سے صحابہ نہین کہا ہے اور نہ کوئی اونکی عظمت و بزرگی کا معتقد ہے اگر کوئی کہے کہ لفظ اصیحابی کا فرمایا کہینگے ہم کہ اصحاب کے معنے لغت مین ساتھی کے ہین اور چند اشخاص انکے برسم رسالت و ایلچی گری کے زیارت سے آن حضرت صلعم کی مشرف ہو جاتے تھے اور چند اشخاص منافقین بطمع حصول غنیمت کے لڑائیون مین آپ کا ساتہہ دیتے تھے تو لغتہً انپر اصحاب کا لفظ صادق آگیا اور کلام اہل سنت والجماعت کا انمین نہین ہے بلکہ کلام انکا ان صحابہ مین ہے کہ قاتلین انکے ہین اور جب

زندہ رہے خوب اجرای اسلام کیا اور کفار کو مسلمان کرتے گئے اور
تاحین حیات انکے حضرت علی کرم اللہ وجہہ شریک انکے رہے اور
نماز وغیرہ احکام دینی مین اتباع انکا کیا اور اونکے ساتھ لڑائیون مین
شریک رہے ہان اگر انکے حق مین کوئی روایت موجود ہو تو پیش
کیجیے وردہ خرط القتاد اقول بعون اللہ العلی الاکبر ارباب
عقول زاکیہ واصحاب اذہان صافیہ پر واضح ولائح ہو کہ ہر چند فقیر کو تابحال
نہین معلوم کہ کسینے اہل حق سے دربارہ حدیث اصحابی کوئی سوال صحیح
سے کیا تہا یا نہین چنانچہ اسیوجہ سے رسالہ فاروق اکبر مین اسکا ذکر بہی
نہین ہوا شاید مولف ضرب منکر نے بعرض ابطال اعتراض فاروق یہ حیلہ
لیکن خدشہ اول یہ پیش بندی کی ہو تو ممکن ہے بہرکیف ہرگاہ صاحب
ضرب منکر نے اس حدیث کا ذکر چھیڑا اور بڑی طمطراق سے یکمال فخر و
مباہات اس جواب کو بیان پیش کیا اور بزانست خود ممتنع الجواب سمجہا لہذا
فقیر بہی حسب مواہی ؏ رشتۂ در گردنم افگندہ دوست + می برد ہر جا کہ خاطر
خواہ اوست + تعاقب مخاطب مین اصل کیفیت اس جواب کی اور حقیقت اس
حدیث کی مصادیق کی انشاء اللہ بیان کرونگا اور چونکہ حدیث سن مات
کے متعلق رسالہ فاروق اکبر سابقاً تحریر ہو چکا ہے اب جہان منکر اوس
رسالہ پر اعتراض کریگا وہان جواب اوسکا دیا جاوے گا اس جلد مین
صرف حدیث ثانی یعنے حدیث اصحابی سے بحث وفحص کیجاتی ہے جسکو ناحق
مخاطب نے اس طمطراق سے لکہا جو باعث پردہ دری اسلاف اہلسنت ہوا
اور اہل الحق کو احوال صحابہ اہلسنت لکہنا پڑا حالانکہ عبارت مجیب مذکور بالکل
تحفہ اثنا عشریہ سے مسروق ہے جسکا جواب متعدد اہل حق کیطرف سے

ہوچکا ہے اور یہ بحث ایسا عظیم الشان ہے کہ قبل سے علماے فریقین اس
مین معرکہ آرا ہوچکے ہین چنانچہ منجملہ سعی علماے اہلسنت کے لئے منتہی الکلام
ملقب بہ تنبیہ اہل الخوض فی حدیث الحوض شاہد قوی موجود اور غلبہ علماے
کرام اہلحق شیعہ اثنا عشریہ رضوان اللہ علیہم کے لئے اس معرکہ مین کتاب
مستطاب **استقصاء الافحام واستیفاء الانتقام** فی رد منتہی الکلام
بحمد اللہ المعبود دلیل کافی و برہان شافی کالشمس فی وسط النہار واضح و
آشکار صاحبان ادراک ان دونون کتابون کو ملاحظہ کرین اور حقیت حق
وبطلان باطل کا اذعان کرین ہرچند فریقین سے اب کسی کو منصب مناظرہ
ومباحثہ نہ تہا تا وقتیکہ اہلسنت تردید رد منتہی الکلام نہ کرین وہو محال مگر
چونکہ اس زمانہ کے حضرات اہلسنت کا معمول ہوگیا ہے کہ جو کچھہ کتاب
شاہ عبد العزیز و حیدر علی مین پاتے ہین اوسکو وحی منزل سمجھکر عوام مین
اوڑاتے ہین نہ جوابات وندان شکن کو اوسکے ملاحظہ کرتے ہین نہ ذرا شرماتے
ہین بلکہ وہی بے تکا ہانک اوٹہاتے ہین اور حافظونکی طرح آنکھین بند کرکے بے
تال وسر وہی گایا ہوا راگ گاتے ہین اور وہی پرانا ربانا بجاتے ہین چنانچہ صاحب
ضرب منکر بہی اوس طریقہ پر چلے ہین لہذا بندہ نے بہی ذو الفقار حیدری علم
کیا اور بالغرض اسکات لئام عصاے موسوی کو بجاے قلم لیا علاوہ بران اس
رسالہ مین بہی منتہی الکلام کی ابحاث متعلقہ بہذا المقام کے پوری خبر لی گئی ہے
پس قبل از توجہ باصل مطلب ورد جواب غیر مصوب اصل مقصود
علماے اہلحق کو دربارہ ذکر مطاعن خلفا وصحابہ مخصوصین اہلسنت
سمجھنا چاہیے اور فوائد ومقاصد کو اوسکے ہر وقت خیال رکھنا
چاہیے اول یہ کہ چونکہ بمقابلہ حکم خدا و رسول بہ تمسک ثقلین

مطاعن صحابہ و خلفا

Presented by Ziaraat.Com

و متابعت ذریات معصومین جیساکہ آیہ قل لا اسئلکم الخ اور حدیث
تمسک وسفینہ سے ظاہر ہے اہلسنت نے یہ اختراع جدید کیا کہ متابعت
ثقلین کو ترک کرکے اطاعت صحابہ بلکہ خلفاے ثلثہ مین سرگرم ہوے
اور ایسی بنیاد فاسد پر بمقابل عصمت اہلبیت طاہرین یہ قاعدہ بنایا
کہ الصحابۃ کلہم عدول لہذا علماے اہلحق واسطے اظہار حقیت و تائید
احکام خدا و رسول بتمسک عترت طاہرہ و ابطال قضیہ کلیہ موضوعہ
اہلسنت کے فسق و فجور صحابہ مخصوص کو آیات و احادیث سے ثابت
کرتے ہین تا حقیت مذہب حق و بطلان اس عقیدہ باطلہ کا بخوبی واضح
و آشکار ہوجاوے دوسرے یہ کہ چونکہ یہ خلافت ساختہ و پرداختہ اونہین
صحابہ کے تھے اسلئے حضرات اہلسنت واسطے تصحیح خلافت بکری کے
قائل بفضیلت عموم صحابہ ہوے ہین استدلیل سے کہ انہین صحابہ کے
فضایل مین آیات کثیرہ و احادیث متعددہ وارد ہین پس کیونکر ممکن ہے
کہ وہ لوگ ایسے امر باطل پر اجماع کرین لہذا علماے اہلحق بغرض ابطال
خلافت بکری و بطلان اجماع کذائی اون صحابہ کے بارہ مین آیات قطعیہ
و احادیث صحیحہ جنسے فضایح و قبایح اون صحابہ کے ثابت ہون پیش
کرتے ہین جس سے فسق و فجور اون صحابہ کا ثابت ہوجاے اور اس اجماع
کا بطلان عقلاے عالم پر واضح و لایح قرار پاوے تیسرے یہ کہ چونکہ اہلسنت
اون آیات و احادیث کو جو فضایل مہاجر و انصار مین بسبیل جزئیت مشروط
بایمان و عمل صالح و دیگر قیود و شروط وارد ہین تمامی مہاجر و انصار کے
حق مین بطور کلیہ پیش کرتے ہین تا کہ بشمول اونکے خلفا کی
فضیلت ثابت ہو لہذا اہلحق اون آیات و احادیث کو جن سے

Presented by Ziaraat.Com

فسق و فجور اونکے ثابت ہوتے ہین پیش کرتے ہین تاکہ امر حق واضح ہو جاے
کہ جو لوگ ممدوح ہین وہ مصداق احادیث فضیلت ہین اور فاسقین و فاجرین
مصادیق احادیث قسم ثانی چوتھے یہ کہ خلفای ثلثہ و دیگر مہاجر و انصار سے
ترقی کرکے اہلسنت از راہ معاندہ اہلبیت طاہرین بغرض پردہ پوشی
امثال معاویہ وغیرہ کے عموم آیات و احادیث سے استدلال کرتے ہین اسوجہ
سے علمای اہل حق اون آیات و احادیث کو جس سے بطلان ان دعاوی
کاذبہ کا ظاہر ہو پیش کرتے ہین تا مکر و فریب اہلسنت کا واضح ہو جاوے اور
جو جس مرتبہ کا مستحق ہے اوسپر قرار پاکے ازینجاست کہ بہت سے آیات اور
بیشمار احادیث فضائح و قبائح صحابہ مین نزد اہلسنت موجود ہین مگر با غراض
فاسدہ اپنے اونکی تاویلات دور از کار کرتے ہین اور مقبوح کو ممدوح اور
ممدوح کو مقبوح بناتے ہین لہذا اصحاب انصاف کو ضرور ہے کہ جدل و
اعتساف سے درگذر کرکے مطلب آیات و احادیث پر غور کرین اور جو
جس مرتبہ کا لائق ہے اوس مرتبہ پر اوسکو پہونچائین نہ یہ کہ ظلمت و نور
آفتاب و شب دیجور کو ایک درجہ مین قرار دین اور از آنجا کہ احصا اون
آیات و احادیث کا اس مختصر مین ناممکن ہے لہذا ایسی حدیث اصحابی کی
طرف بنظر انصاف دیکھین کہ اوس حکیم عالم عقل مجسم نے کسطرح پوست
کندہ اپنے اصحاب کے احوال پر اختلال کو الفاظ مختصرہ مین بیان کیا
اور کیسے کیسے علامات بینہ کا اعلان کیا کہ اگر بنظر غور اس حدیث کو ہر پہلو
و جانب پر انسان نظر کرے تو مثل آئینہ کے حالات اون صحابہ کے
معلوم ہو جاوین اور بالیقین معلوم ہو کہ کون لوگ اسکے مصداق ہین
اصل حدیث جسکو خطیب نے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ صحیح مسلم مین ہم

جواب اجمالی دربارہ حدیث اصحابی

عن ابن عباس قال قام فینا رسول اللّٰہ خطیباً بموعظه فقال یا
ایها الناس انکم محشورون الی اللہ حفاة عراة کما بدانا اول خلق نعیده
وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلائق یکسی یوم القیمه ابراهیم
الا وانه سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال فاقول یارب
اصحابی اصحابی فیقال انك لاتدری مااحدثوا بعدك فاقول کما قال
العبد الصالح وکنت علیهم شهیدا مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت
انت الرقیب علیهم وانت علی کل شئ شهید فیقال انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم الحدیث یعنے حضرت ابن عباس سے
منقول ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا ہم لوگ کو وعظ فرما رہے تھے اوسی
حالت مین فرمایا کہ ایہا الناس حشر تم لوگون کا بروز قیامت عریان ہوگا جیسا
کہ خدا نے فرمایا ہے اور سب سے پہلے جسکو لباس عطا ہوگا وہ ابراہیم خلیل اللہ
ہونگے اور کچھ لوگ ہمارے اصحاب سے گرفتار ہو کر آئینگے ہم کہینگے
کہ پروردگار یہ تو میرے اصحاب ہین تب خطاب باری ہوگا کہ تو نہین جانتا
ان لوگون نے کیا کیا امور بعد وفات تیری حادث کئے ہین پس ہم اوس
آیت کی تلاوت کرینگے جسکو خدا نے حضرت عیسے سے نقل کی ہے (کہ خداوندا
جب تک ہم اون لوگون مین رہے اونکے احوال سے مطلع تھے اب بعد وفات
تو ہی خوب اونکے حالات کو جانتا ہے پس خطاب باری ہوگا کہ یہ اصحاب
بعد تیرے مرتد ہوگئے اور اولٹے پاؤن پھرگئے جس وقت سے تو ان لوگون
سے جدا ہوا انتہی پس اس حدیث سے یہ امر بخوبی ثابت ہوا کہ وہ حضرت
اپنے بعض اصحاب کو مرتد فرماتے ہین کہ بعد آن حضرت کے وہ لوگ مرتد ہوئے
اور اون لوگون نے بدعتین دین مین قایم کین تو اب عجب کا یہ کہنا کلا

دعا شاکہ اس حدیث سے کسی طرح مذمت صحابہ ثابت ہوتی ہو یقینا
باطل ہوا ہان اگر مرتد ہونے سے بہی مذمت نہ ثابت ہو تو خیر اور اہلحق
یعنی شیعہ اس درجہ سے بڑہکر تو کوئی درجہ اونکے لیئے ثابت بہی نہین
کرتے اگر اہلسنت اسپر شیعون سے اتفاق کرلین کہ ہان صحابہ مرتد ہوئے
مگر مرتد ہونے سے کوئی مذمت نہین ثابت ہوتی تو پہر کوئی اختلاف ہی
نہین رہتا اور اس حدیث سے یہ بہی ثابت ہوا کہ یہ صحابہ وہی لوگ ہین
جو دنیا مین حضرت کے اصحاب کہلاتے تہے اور سب لوگ اونکو اصحاب
جانتے تہے چنانچہ تصریح اسکی مابعد باوضح طرق مذکور ہوگی انشاء اللہ
تعالی نہ وہ لوگ جنکو کوئی صحابی بہی نہین کہتا جیسا کہ خود مجیب نے
کہا ہے پس ضرور ہے کہ وہی صحابہ مراد ہون جو ہر وقت حضرت کے
پاس حاضرباش رہتے تہے اور اکثر امور مین دخل انداز ہوا کرتے تہے
کہ حضرت اکثر اونپر ناراض و غضبناک بہی ہوئے مگر بوجہ خلق عظیم
چندان تعرض اونسے نہ کیا کہ بمقتضاے شفقت عامہ روز قیامت بہی
فرماوینگے خدایا یہ تو میرے اصحاب تہے یہ انکی کیا حالت ہے کہ کشان
کشان جہنم کیطرف چلے جاتے ہین نہ وہ لوگ جنکو کبہی حضوری بہی
حضرت کے نصیب ہوتی تہی بلکہ گاہے گاہے بذریعہ ایلچی گری کے
شرف زیارت سے آنحضرت کی مشرف ہوجاتے تہے اور وہ لوگ
کافر ہوکر مری کیونکہ خود مولوی حیدر علی نے لکہا ہو کہ قیامت کے روز کافر
کا فرقہ الگ ہوگا اور مومنون کا فرقہ الگ پس کب ممکن ہو کہ وہ حضرت کافرونکی
شفاعت فرماوین اور معاذ اللہ ایسا کذب صریح فرماوین کہ یہ لوگ میرے اصحاب تہے
پس معلوم ہوا کہ یہ دار و گیر اون لوگونسے ہوگی جو بظاہر حضرت کے روبرو

Presented by Ziaraat.Com

پیش پیش رہا کرتے تھے کہ بسبب بدی اعمال کے خدا کا اونپر عذاب ہوگا اور
حضرت رسول اونکی بظاہر شفاعت خواہ ہونگے از ینجاست کہ خود رسول نے
اس حدیث کے مضمون کو بمقابلہ حضرت خلیفہ اول صدیق اعظم اہلسنت
ارشاد فرمایا جب اونہون نے کہا کیا ہملوگ مثل شہداء احد کے اصحاب آپکے
نہین ہین تو حضرت نے فرمایا اصحاب کیون نہین ہو لیکن کیا معلوم تملوگ
ہمارے بعد کیا احداث کروگے جسپر خلیفہ صاحب بہت روئے جیسا کہ جذب القلوب
عبدالحق دہلوی و موطائی امام مالک و دیگر کتب اہلسنت مین موجود ہے پس
اس حدیث و دیگر احادیث سے بخوبی معلوم ہوا کہ مراد آنحضرت اصحابی
سے اس حدیث مین امثال خلیفہ اول ہین جنہون نے بعد وفات سرور
کائنات بلا انتظار غسل و کفن سقیفہ مین جاکر انصار رسول مختار سے کہ
منکم امیر و منا امیر کہتے تھے کما فی صحیح البخاری لڑجھگڑ کر خلافت لی اور
برادر و داماد رسول کے حق کو غصب کیا اور اسی جرم پر کہ بیعت انکی
نہ کی بضعۂ رسول کے گھر جلانیکو آگ لکڑیان لے گئے اور قسم کہا یا کہ اگر نہ
نکلوگے تو گھر جلا دینگے اور دختر رسول کو ناراض کیا ہر چند بابرہ
فدک اپنے حق ہبہ و حق میراث کو اوس بضعۂ رسول نے پیش کیا
مگر کسی طرح اون لوگون نے اوس معصومہ کو کسی دعوی مین سچا نہ سمجھا
جسپر وہ معصومہ مظلومہ ناراض رہین اور بد دعا فرماتی رہین اور ان صحابہ
نے کسی طرح اس حدیث کا بھی خیال نہ رکھا کہ حضرت نے فرمایا تھا فاطمة بضعة
مني من اذاها فقد اذاني ومن اذاني فقد کفر اور مدة العمر جناب امیر
اونکو کاذب غادر خائن اثم جانتے رہے بقول خلیفہ ثانی کما فی صحیح مسلم جسکی تفصیل
بعد اسکے انشاء اللہ مذکور ہوگی پس بعد ملاحظہ ان احادیث و ان حالات کے کسی عاقل کو شک

بھی نہو گا کہ مقصود اس حدیث سے سوائی ان لوگون کے اور کوئی نہین ہے
یہ جواب اجمالی تہا اس تقریر کا مجیب کے اب جواب تفصیلی کی طرف متوجہ
ہونا چاہیے کہ انشاء اللہ یقین واثق و اعتقاد صادق حاصل ہوگا واللہ
ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق اور قبل اسکے کہ ہم جواب تفصیلی
کی طرف متوجہ ہون بیان بعض طرق اس حدیث کے ضرور ہین وقد نقل
بعضها العلامة الدهلوی اعلی الله مقامه فی المجلد الرابع من النزهة
الاثنا عشریة فلنقتصر علیها از انجملہ بخاری در صحیح خود روایت کردہ
ان رسول الله صلی الله علیه و سلم قال یرد علی یوم القیمة رهط
من اصحابي فیحلئون علی الحوض فاقول یا رب اصحابي فیقول انك لا علم
لك بما احدثوا بعدك انهم ارتدوا علی ادبارهم القهقری نیز بخاری
روایت کردہ عن النبی صلی الله علیه وسلم قال بینما انا قائم اذا زمرة حتی
عرفتهم خرج من بیني وبینهم فقال هلم فقلت این قال الی النار والله
قلت ما شانهم قال انهم ارتدوا بعدك علی ادبارهم القهقری ثم
اذا زمرة حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بیني وبینهم قلت این قال الی النار
والله قلت ما شانهم قال ارتدوا بعدك علی ادبارهم القهقری فلا اراه یخلص
منهم الا مثل همل النعم نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی
صلی الله علیه وسلم انا فرطكم علی الحوض ولیرفعن معی رجال منكم
ثم لیختلجن دونی فاقول یا رب اصحابي فیقال انك لا تدري ما احدثوا
بعدك نیز بخاری در صحیح بخاری روایت کردہ عن النبی صلی الله علیه
وسلم قال لیردن علی ناس من اصحابي الحوض حتی اذا عرفتهم اختلجوا
دوني فاقول اصحابي فیقول لا تدري ما احدثوا بعدك نیز بخاری در صحیح

[illegible]

خود روایت کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال انا فرطکم علی
الحوض من مر علی یشرب ومن شرب لم یظما ابدا لیردن علی اقوام اعرفهم
ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم قال ابو حازم فسمعنی النعمان بن ابی عیاش
فقال هکذا سمعت من سهل فقلت نعم فقال اشهد علی ابی سعید الخدری
لسمعته وهو یزید فیها فاقول انهم منی فیقال انک لا تدری ما احدثوا
بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی وقال ابن عباس سحقا بعدا
فیقال سحیق بعید سحقه واسحقه ابعده مسلم در صحیح خود روایت کرده
عن ابن عباس قال قام فینا رسول الله صلی الله علیه وسلم خطیبا
بموعظة فقال یا ایها الناس انکم محشورون الی الله حفاة عراة کما بدانا
اول خلق نعید وعدا علینا انا کنا فاعلین الا وان اول الخلایق یکسی
یوم القیمة ابراهیم الا وانه سیجاء برجال من امتی فیوخذ بهم ذات الشمال
فاقول یا رب اصحابی فیقال انک لا تدری ما احدثوا فاقول کما قال العبد
الصالح کنت شهیدا ما دمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم الی
قوله وان تغفر لهم فانک انت العزیز الحکیم قال فیقال لی انهم لن یزالوا
مرتدین علی اعقابهم منذ فارقتهم وفی حدیث وکیع ومعاذ فیقال انک
لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از عایشه روایت کرده که میفرمود سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول وهو بین ظهرانی اصحابه انی علی
الحوض انتظر من یرد منکم فوالله لیقتطعن دونی رجال فلاقولن ای
رب منی ومن امتی فیقال انک لا تدری ما عملوا بعدک مازالوا یرجعون
علی اعقابهم نیز مسلم در صحیح خود روایت کرده قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم یرد علی امتی الحوض وانا اذود الناس عنه کما یذود الرجل

ابل الرجال عن ابله قالوا یا نبی الله اتعرفنا قال نعم لکم سیماء لیست
لاحد غیرکم تردون علی غراً محجلین من آثار الوضوء ولیصدن عنی
طائفة منکم فلا یصلون فاقول یا رب هولاء من اصحابی فیجیئ ملک
فیقول وهل تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم از انس بن مالک روایت
کرده عن النبی صلی الله علیه وسلم قال لیردن علی الحوض رجال ممن
صاحبنی حتی اذا رأیتهم ورفعوا الی اختلجوا دونی فلاقول ای رب اصحابی
اصحابی فیقال لی انک لا تدری ما احدثوا بعدک نیز مسلم وبخاری روایت کرده اند
قال النبی انی علی الحوض حتی انظر من یرد علی منکم وسیوخذ ناس دونی
فاقول یا رب ومن امتی فیقال هل شعرت ما عملوا بعدک والله ما برحوا یرجعون
علی اعقابهم فکان ابن ملیکة یقول اللهم انا نعوذ بک ان نرجع علی
اعقابنا ونفتن علی دیننا وقال ابو عبدالله علی اعقابکم ینکصون ترجعون
علی العقب مالک در موطا روایت کرده قال النبی صلی الله علیه وسلم
بشهداء احد فقال هولاء اشهد علیهم فقال ابو بکر السنا باخوانهم یا
رسول الله صلی الله علیه وسلم اسلمنا کما اسلموا وجاهدنا کما جاهدوا
فقال صلی الله علیه وسلم بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی فبکی
ابو بکر ثم بکی ثم قال وانا لکائنون بعدک یعنی گذشت پیغمبر خدا صلی الله
علیه وسلم بر شهدای احد پس فرمود اینها آن گروه اند که من گواهی میدهم
بر آنها یعنی به ثبات دین وقوت ایمان پس گفت ابو بکر آیا ما برادران اینها
نیستیم ای پیغمبر خدا صلی الله علیک وسلم اسلام آوردیم چنانچه آنها اسلام
آوردند وجهاد کردیم چنانچه آنها جهاد کردند پس فرمود آن حضرت صلی الله
علیه وسلم بلی ولیکن من در نمی یابم که بعد من چها خواهید کرد پس گریست ابو بکر

Presented by Ziaraat.Com

وگریست پس گفت آیا بدرستی کہ مابعد تو باقی خواہیم بود- اور اس مضمون
کی سیکڑون حدیثین صحاح وغیر صحاح اہلسنت مین موجود ہین اور چونکہ مطلب
سبہون کے قریب ہی قریب ہین اسوجہ سے بلحاظ اختصار ترجمہ سب کا نہ لکھا
گیا اور ہرگاہ مطلب اس حدیث شریف کا بالاجمال معلوم ہوا اور بعض طرق
اسکے بہی مرقوم ہوئے تو اب جواب تفصیلی استدلالات اہلسنت کیطرف متوجہ ہونا
چاہیئے وان کان فی التفصیل نوع من التطویل لکنہ لایخلوا عن التحصیل
وانما نستعین من اللہ الجلیل وھو حسبی نعم المولے ونعم الکفیل
قولہ اب غور کرنا چاہیئے کہ برجال من امتی کا لفظ فرمایا الی قولہ نہایت بعید
ہے اقول بعون اللہ العلی الاکبر امام المتکلمین سنیہ مولوی حیدر علی
منتہی الکلام مین فرماتے ہین اول آنکہ تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردن بکدام
وجہ است وجوابش آنکہ لفظ رجال در روایات این حدیث آمدہ وفعال در
جموع باستعمال قلت است پس تصغیر را بر تقلیل عدد حمل کردند تا بالفظ رجال
کہ در مفتح حدیث واقع است مرتبط شود وایضاً لفظ رہط کہ بخاری بلفظ
بروایت ابوہریرہ آوردہ بتحقیق صاحب قاموس وامثالش دلالت
برقلت عدد میکند زیراکہ او در بیان معنی این لفظ چنین فرمودہ قوم
الرجل وقبیلتہ من ثلثۃ او سبعۃ الی عشرۃ او مادون العشرۃ وما فیھم
امراۃ وہرچند بعضی از شارحین صحیح بخاری اطلاقش بر کمتر از اربعین
ہم تجویز نمودہ اند لیکن خالی از ضعف نیست چنانچہ الفاظش
براین شہادت میدہد کمالایخفی علے المحدثین ومؤید تضعیفش ہست
آنچہ محدث جزری در نہایہ تحقیق آن نمودہ حیث قال والرہط من
الرجل مادون العشرۃ وقیل الی الاربعین ولایکون فیھم امراۃ

دیکھو منتہی الکلام

وتنوین رجال وآن را بصورت نکرہ وارد فرمودن نیز مشعر بر تقلیل و تحقیر است
وعجب نیست کہ جمیع طرق این حدیث را تتبع میکنی بقول بعضی از محدثین
الفاظ دیگر نیز مؤید این حمل بہم رسد انتہی **اقول** ہر چند الحق کو چندان
غرض تقلیل و تکثیر سے نہین ہے کہ اس امر مین زیادہ بحث کیجاوے کیونکہ
مقصود اونکا ابطال قضیۂ کلیہ مقبولہ اہلسنت الصحابۃ کلہم عدول ہے وہ
ہر حال حاصل ہے خواہ محمول بر تقلیل ہو یا محمول بہ تکثیر کیونکہ لا اقل بعض
صحابہ کا مصدر احداث ہونا ثابت ہوگا پس یہ بعض بہی ابطال قضیۂ
کلیہ الصحابۃ کلہم عدول کے لیئے کافی ہین ہان اگر غرض مولوی صاحب تقلیل
سے اشعار کرنا ہے اوس حدیث کی طرف جو الحق کے یہان ائمہ ہدی علیہم
السلام سے منقول ہے اور مسلک ثانی مین مولوی صاحب نے اشعار بہی

منتہی الکلام

کیا ہے کہ کہا در خاتمہ حدیث لفظ مرتدین صریح موجود ست و این نص است
درین کہ این حدیث مثل احادیث آخر اعنی ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون الا
ثلثۃ بسبق اہل ردہ وارد گردیدہ انتہی اور خود مجیب نے بہی اوس طرف اشارہ
کیا ہے بقولہ اب اس حدیث سے بالکل صحابہ کا مرتد ہونا سوای پانچ چھہ شخص
کے سمجھنا نہایت بعید ہے الخ تو بحولہ و قوتہ تعالی مین اسکو ثابت کرونگا
کہ ہرگز تقلیل پر حمل کرنا یہان صحیح نہین ہے اما اولاً پس اسلیئے کہ خود مولوی

ابطال دعوی مولوی صاحب بر تقلیل عدد صحابہ

صاحب فرماتے ہین کہ لفظ رجال اس حدیث مین وارد ہے جو دلالت کرتا ہے
قلت پر یعنے اقل من العشرۃ پر اور بالیقین معلوم ہے کہ جن لوگون کو یہہ
حضرات مرتد بیان کرتے ہین اور اونکو مصداق اس حدیث کا ٹھہراتے
ہین وہ لوگ ہرگز دس سے کم نہ تہے پس اگر حدیث نبوی مین تقلیل مراد
لیجائے تو عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کیونکہ حضرت نے بقول مولوی صاحب

Presented by Ziaraat.Com

خبر دی تھی کہ کم از دہ مرتد ہونگے اور واقع مین مرتدین اضعاف اضعاف
وہ سے ہوئے پس یا تکذیب رسول خدا کو عیاذاً باللہ گوارا کرین وان
کانوا مزعنین بہ یا حمل بر تقلیل سے دست بردار ہون یا اون مرتدین کے
لیئے کوئی دوسری حدیث لاوین اور اس حدیث کو اپنے عشرہ مبشرہ کے
الکز افراد کے حق مین قرار دین تاکہ مطابق افادات صاحب نہایہ و مجمع
البحار و شاہ عبد الحق دہلوی وغیرہ ہو جیسا کہ مابعد مذکور ہوگا انشاء اللہ
تعالے ثانیاً سلمنا کہ اس حدیث مین لفظ رجال مفید تقلیل ہے اور
حمل رہط بر مافوق العشرہ بھی ضعیف ہے لیکن دوسری احادیث مین
مثل حدیث صحیح بخاری کے جو لفظ زمرہ وارد ہے اوسکو کیونکر محمول بر تقلیل
کرینگے کہ خود قاموس مین ہے الزمرۃ الفوج والجماعۃ اور حدیث صحیح مسلم
مین جسکو خود مولوی صاحب نے نقلا عن الشرعۃ عن المشکوۃ نقل کیا ہے ص ۴۵۵ منتہی الکلام
بلفظ اقوام وارد ہے جو جمع قوم ہے اور بتصریح صاحب قاموس القوم
جماعۃ اقوام جمع اوسکی ہے اور نیز مسلم مین بلفظ طائفہ وارد ہے اور طائفہ
کا اطلاق بتصریح قاموس ہزار تک ہوتا ہے کذلک ناس وغیرہ جو الفاظ
تکثیر ہین پس یا قائل بہ تناقض احادیث مذکورہ ہون یا جمعا بین الاحادیث
قائل بہ تکثیر ہون بطابق الواقع ایضاً ثالثاً یہ کہنا کہ عجب نیست الخ
بھی غلط ہے بلکہ معاملہ برعکس ہوا کہ تتبع سے تکثیر حاصل ہوتی ہے نہ تقلیل
جیسا کہ سابقاً بعض طرق احادیث منقول ہوئے جسمین ناس و زمرہ و اقوام
و طائفہ وارد ہے فصح قول الامام علیہ السلام ارتدت الصحابۃ کلہم اجمعون
الخ رابعاً لفظ اصحابی بھی اکثر طرق احادیث مین بلا تصغیر ہے چنانچہ ص ۴۱۵ منتہی الکلام
فتح الباری مین ہے جیسا کہ منتہی الکلام مین ہے قولہ فاقول یارب

اصحابی فی روایۃ احمد وفی روایۃ احادیث الانبیار باصحابی بالتصغیر الخ یعنے ایک روایت مین احمد کی اصیحابی بتصغیر ہے پس ایک یا بعض کا حکم اکثر پر جاری کرنا بہر طور نا زیبا ہے خامسًا اگر مراد مرتدین سے کل مرتدین مقتولین بید الخلفا ہین جیسا کہ شاہ عبد العزیز وغیرہ کا مسلک ہے تو باتفاق ارباب سیر و تواریخ وفن احادیث معلوم ہے کہ وہ کہین زیادہ دس سے بلکہ سیکڑون بلکہ ہزارون سے تھے چنانچہ خود مولوی صاحب تفسیر نیشاپوری سے نقل کرتے ہین کہ زمانۂ خلیفۂ اول مین سات قبیلہ مرتد ہوئے اور ایک فرقہ عہد خلیفۂ دوم مین غسان قوم حبلہ بن ایہم پس کون عاقل کہہ سکتا ہے کہ ان آٹھون قبیلہ مین کل نو یا دس آدمی تھے بلکہ حسب تصریح شاہ ولی اللہ وغیرہ معلوم ہوتا ہے کہ سوای مسجد مکہ و مدینہ و قریۂ جواثا کے سب لوگ مرتد ہو گئے تھے اور خود مولوی صاحب بھی اس روایت کے ناقل ہین پس اگر حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حدیث اصحابی مین انہین مرتدین کو مراد لیا ہے تو سراسر عدم مطابقت واقع لازم آتی ہے کہ حضرت خبر دیتے ہین کل نو دس آدمی مرتد ہونگے اور مرتد ہوئے سیکڑون بلکہ ہزارون پس کسیطرح تطابق خبر اور واقع کی نہین ہوسکتی ولا یقول بہ احد فی حق الرسول سابعًا بنا بر اسکے قتال مرتدین مین خلیفۂ اول کو کوئی فضیلت بھی حاصل نہین ہوتی ہے جسکے اثبات کے لئے شاہ ولی اللہ نے کیا کچھہ خاک اوڑائی ہے اور جز کے جز ازالۃ الخفا کے سیاہ کیے اور مولوی صاحب نے بھی بدالنست خود کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا کیونکہ نو دس آدمی کے قتل کرانے مین کونسی ایسی خوبی و لطافت ہے

جو خلیفہ صاحب کی اسدرجہ فضیلت ثابت ہو سابعًا اگر مرتدین سے
اصحاب کبائر و منافقین و ارباب بدعت و اہوا الی یوم القیامت
مراد ہون جیساکہ ابن التین سے خود مولوی صاحب نے نقل کیا ہے
تو دائرہ تکثیر اور بہی وسیع ہوتا ہے اور شرف صحابیت کل
منافقین روی زمین کو الی یوم القیامۃ ملتا ہے ثامنًا اگر مرتدین
سے بالتخصیص قوم مالک وغیرہ مراد ہون جیساکہ مولوی صاحب
فرماتے ہین تو باوصف مخالفت صریحہ دیگر علمای کبار بلکہ خود شاہ
صاحب استاد البریہ صاحب تحفۂ اثنا عشریہ جب تک مولویصاحب
قوم مالک کو کم از دہ منحصر نہ کرین یہ دعوی پیش نہین ہو سکتا ہے
جو ہر طرح خارج از امکان ہے جیساکہ خود مولویصاحب تعداد
منکرین زکوۃ کو خارج از امکان بیان کرتے ہین تاسعًا بنا بر قاعدۂ
مسلمہ بین الفریقین کہ الاحادیث یفسر بعضها بعضًا مین کہہ سکتا ہون
کہ حمل اس حدیث کا اقل من العشرۃ پر کسیطرح ممکن نہین اسلیئے
کہ یہہ ارتداد فتنہ تہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے بعد ازان فتنہ
بغایت ردت بلند شد ثم قال و ان سر قول آن حضرتؐ بود درین
فتنہ العصمۃ فیها السیف رواہ حذیفۃ اور حصول فتنۂ قلیل مردم
سے خصوصًا اقل من العشرۃ سے جو قابل شمار بہی نہین ہین ناممکن ہے
جیساکہ شرح صحیح مشکوۃ مین شاہ عبدالحق دہلوی فرماتے ہین عن
حذیفۃ قال واللہ ما ادری انسی اصحابی ام تناسوا گفت حذیفہ
بخدا سوگند کہ در نمی یابم من کہ آیا فراموش کردند یاران من
و یا فراموشی می نمایند یعنے فراموش نکردہ اند و لیکن تکلف

میکنند وخود را فراموش کار می نمایند واللہ ما ترک رسول اللہ
بجدا سوگند نگذاشت پیغمبر خدا من قائد فتنة ہیچ کشندۂ فتنہ را
و پید اکننده و برپا دارنده آن را مثل عالمی که احداث بدعت کند
که سبب ضلالت گردد و مردم را بدان دعوت نماید یا امری که باعث
بر محاربه و مقاتله و قود کشیدن چاروا چنانکه سوق راندن الیس
الی ان ینقضی الدنیا تا سپری شدن دنیا من معه ثلث مائة فصاعدا
صفت قائد فتنہ این ہست که میرسید کسانیکه با وپیند و تبعیت او میکنند
عدد سی صد را و زیاده از ان قد سماه لنا باسمه مگر تحقیق ذکر کرد
او را آن حضرت برای ما بنام او و اسم ابیه و قبیلته و نام پدر و نام
قبیله وی و قید عدد سی صد ظاہر از برای آن کرد که اجماع این قدر از
مردم باعث بر وجود مفسده و لحوق ضرر بیشتر میگردد و اما اگر کمتر
ازین باشند اعتبار ندارند واللہ اعلم جس سے معلوم ہوا کہ تین سے
آدمی سے اگر کم ہون تو اونکا اعتبار ہی نہین ہے پس اگر وہ مرتدین دس
یا دس سے کم تھے تو اونکا اعتبار کیا اور اونسے مقاتلہ و محاربہ پر افتخار
کیا بالجملہ یہان تقلیل مراد لینا کسیطرح درست نہین ہے اور بفرض
تسلیم منافی مقصود اہل حق نہین ہے بلکہ تخفیف مؤنت ہوتی ہے کہ بنا بر
تکثیر اکثر صحابہ کا احداث بیان کرنا ہوگا اور بنا بر تقلیل ثلثہ ہی پر جو
اقل عدد جمع ہے اختصار ہوگا ع زہر طرف کہ شود کشتہ سود اسلام است
قولہ آگے چلکے آخر حدیث مین لفظ لن یزالوا مرتدین کا فرمایا
یہہ دلالت صریح کرتا ہے کہ مراد اشخاص مذکورہ سے مرتدین ہین
کہ موت انکی کفر پر ہے الخ اقول بعون اللہ العلی الاکبر جبتک

کلام علمای اعلام مین بخوبی غور نکرے اور اس بحر ذخار ناپید اکنار کو بخوبی طے نکرے میدان مناظرہ مین قدم نہ دہرے کہ بجز اظہار جہالت اور کوئی فائدہ نہین ہو سکتا ارباب علم و کمال پر واضح ہو کہ جس حدیث کی مراد سمجھنے مین مجیب نے اس اختصار کو صرف کیا ہے اوسمین علمای اعلام و فضلای فخام انکی آجتک سرگردان تیہ ضلالت ہین کیونکہ بعد اختلاف شدید متقدمین اہلسنت نے مقصد اس حدیث شریف کو چند فرقون میں دائر کیا ہے اور محصل اوسکا جو منتہی الکلام مین ہے یہ ہے کہ صاحب فتح الباری نے کہا کہ مراد حدیث سے وہ لوگ ہین جو زمانۂ خلیفہ اول مین مرتد ہوئے اور اونسے ابوبکر نے مقاتلہ کیا یہانتک کہ وہ اوسی حالت پر قتل ہوئے اور کفر پر مرے اور ابن تین نے کہا کہ ممکن ہے کہ اس حدیث سے منافقین مراد ہون یا وہ لوگ جو اصحاب کبائر و اصحاب بدعت ہین کہ موت اونکی اسلام پر ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد اس سے وہ مرتدین نہین ہین جو اصل اسلام سے مرتد ہوئے بلکہ وہ لوگ جو استقامت سے مرتد ہوئے اور اپنے اعمال صالحہ کو ساتھ اعمال سئیہ کے بدل دیا اور شاہ عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوۃ مین فرمایا کہ مراد اس حدیث سے وہ لوگ ہین جنہون نے حقوق اہلبیت نبیؐ مین تقصیر کی بالجملہ متقدمین محدثین کو اس حدیث کی مراد درحالت کرنے مین اختلاف تھا مگر متکلمین نے بوجہ دار وگیر اہلحق کے اسپر اتفاق کیا کہ مراد اس حدیث سے وہی مرتدین ہین جنکی موت کفر پر ہوئی اور بدست خلفا مقتول ہوئے تاکہ اپنے خلفا و صحابہ مخصوصین کو انطباق سے اس حدیث

Presented by Ziaraat.Com

کے نجات دین چنانچہ فضل ابن روزبہان نے اپنی کتاب ابطال الباطل
مین اسپر دعوی اتفاق کیا ہے حیث قال فلزم من ہذہ المقدمات
ان ہذا الحدیث وامثالہ فی ہذا الباب فی شان اہل الردۃ کما قالہ
العلماء ثم قال قد وقع التصریح فی ہذہ الحدیث علی ما ذکرناہ
ان المراد منہم ارباب الارتداد الذین ارتدوا بعد رسول اللہ وقاتلہم
ابوبکر الصدیق انتہی یعنے یہہ حدیث اور امثال اوسکی دربارۂ اہل
ردہ وارد ہے جیساکہ علمانے بالاتفاق تصریح کی ہے کہ مراد اس سے
وہ مرتدین ہین کہ جو بعد وفات رسول خدا مرتد ہوئے اور اونسے ابوبکر
نے مقاتلہ کیا اور اسی مضمون کو شاہ صاحب نے بہی تحفہ مین لکہا ہے
اور مختار فاضل معاصر مولوی عبدالحی بہی یہی ہے جیساکہ اپنی تعلیق صـ ۱۷ تعلیق عجیب مطبع علوی
عجیب مین فرماتے ہین وان ارید الاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب
النبی یکون الصفۃ المذکورۃ احترازا عن الذین ارتدوا بعد
الوصول الی الحق بعد موت النبیؐ کما یدل علیہ ما روی البخاری
عن عبداللہ بن مسعود قال رسول اللہ انا فرطکم الخ مگر چونکہ اس
تفسیر وتشریح مین مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین لہذا امام المتکلمین
اہلسنت مولوی حیدر علی نے علی الرغم اپنی استاد صاحب تحفہ
کے مصداق اس حدیث کا مالک بن نویرہ وامثالہ مانعین زکوۃ کو
بالتخصیص قرار دیا مع الاقرار بایمانہ حملاً للاحداث بانکار الزکوۃ
وانکان ما ؤلا فی عدمہ اتیانہ چنانچہ منتہی الکلام مین فرماتے ہین صـ ۶۲
دوم آنکہ باعث عدول این بزرگان از معنے حقیقے ارتداد کہ برگردیدن
از اصل دین اسلام ست بسوی تبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ وتغییر

Presented by Ziaraat.Com

رسوخ بتزلزل یعنی ردتیکه عین کفر نباشد چیست وجوابش آنکه باعث
عدول چند دلیل است درین مقام بر دو دلیل اکتفا ورزم یکی آنکه
در کتاب مجید پروردگار عالم و خطاب پیغمبر بافخر بنی آدم بر جای خود
بآیات قاطعه و بینات ساطعه تقرر یافته که خاشاک ظلمات غم و اندوه
بشآمت اعمال فاسده و عقائد زائغه بر وجوه کفار نگونسار خواهد ریخت بلکه
آن گروه شقاوت پژوه را در روز قیامت بر عکس اهل ایمان درسواد
وجه خواهد انگیخت تا هر یکی در محشر از مؤمنین و کافرین باهمدگر ممتاز گردد
و پردهٔ ناموس کفار رو بروی تمام خلق اولین و آخرین دریده شود
بالجمله بهر صورت ثابت شد که این هر دو گروه مؤمنین و کفار نزد هر کس ممتاز
خواهند بود و التباس یکی بدیگرے در قیامت باقی نخواهد ماند اما احادیث
که ازان اثبات این مدعا بکار آید در کتب فریقین باستفاضه و شهرت
رسیده و این اهم تقریرین کتاب و سنت تافته که شفاعت در حق کفار
خصوصاً وقتیکه کفر و شرک اینها بر همه کس از اهل محشر نمایان باشد
حظی از جواز نیافته لاجرم حمل ردت و احداث بر تبدیل و تاخیر از حقوق
بحکم دقیق نظر ضرور افتاد دوم آنکه در روایت ابو سعید خود موجود است
که جناب خاتم النبیین چون خواهند دید که ملائکه آنها را بشفاعت من
نمیگذارند و برای تعذیب همه را بسوی دوزخ میکشند خواهند
فرمود که سحقا سحقا لمن غیر بعدی لهذا بر تغییر و تبدیل محمول شد هر چند
رجوع از اصل دین یکی از افراد تغییر و تبدیل باشد لیکن چون در نفس
حدیث موجود است فلا اراه یخلص منهم الا مثل همل النعم کما
سیجیئ انشاء الله تعالی یعنی بشفاعت ازان وارو گیر نجات نخواهند یافت

Presented by Ziaraat.Com

مگر قلیل ارتداد را بر بعضی از شقوق و تاخیر از بعضی حقوق فرود آوردہ اند
فان الحدیث یفسر بعضہا بعضاً و بدیہی است کہ اگر بر رجوع از اصل
دین و اختیار مذہب کفار و مشرکین محمول می نمودند خلاص بعضی
از انہا ولو کان اقل قلیل از محالات و مستعدات می بود زیرا کہ نجات
کفار نگونسار از عذاب دائمی نزد متکلمین فریقین مخالف نصوص قرآنی
و احادیث رسول ربانی است فکیف کہ بی تعذیب رہا شوند و در جہنم
نروند و ہو ظاہر پس معلوم شد آن جماعت ردت حقیقی متصف نبودہ اند
گو بارتکاب کبائر مستحق جہنم باشند اما حمل حدیث بر فساق و کفار جمیعاً
پس اگرچہ از اشکال رہائی و نجات میشود ولیکن بعضے از الفاظ مساعدت
نمیکند چنانچہ مفصل جوابش خواہی دانست انشاء اللہ و حضرت مؤلف
نیز از حمل ردت بر اختیار کفر بعد الاسلام نکیر شدید خواہد کرد انتہی مختصراً
اقول ولنعم ما قیل ؎ انچہ دانا کند کند نادان * لیک بعد از خرابی بسیار
؎ کل تقریر موافق مذہب منصور الحق ہے کہ مراد اس حدیث سے مرتدین
حقیقی نہیں ہین جنکی موت کفر پر ہوئی بلکہ صحابہ معروفین کے بعض یا اکثر
افراد مراد ہین لیکن معلوم نہین کہ اہلسنت کو کیا داعی ہوتا ہے کہ اس حدیث
کو خواہی نخواہی ان نہین اہل ردہ پر محمول کرتے ہین جنکو بابت علی الکفر
مقتول بید خلفا جانتے ہین جیسا کہ استاد البریہ انکے تحفہ اثنا عشریہ
مین بذیل آیہ مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ کہتے ہین و مقاتلہ مرتدین بالاجماع
از خلیفہ اول و اتباع او واقع شد زیرا کہ در آخر عہد پیغمبر سہ فرقہ مرتد
شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار کہ در یمن دعوای نبوت
کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب

تحقیق مولوی حیدر علی کہ تمام مرتدین حقیقتاً اس حدیث سے مراد نہین ہین ۱۲

صہ

که در ایام خلافت خلیفه اول بدست وحشی قاتل امیر حمزه کشته شد
سوم بنو اسد قوم طلیحه بن خویلد متنبی که حضرت پیغمبر خالد را برو فرستاد
و او از دست خالد گریخته بشام رفت و در عاقبت ایمان آورد و در زمان
خلیفهٔ اول هفت گروه مرتد شدند اول بنو فزاره قوم عیینه بن حصین
دوم غطفان قوم قرة بن سلمه سوم بنو سلیم قوم ابن عبد یالیل چهارم
بنو یربوع قوم مالک بن نویره پنجم بعضی بنو تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیه
زوجه مسیلمه کذاب ششم بنو کنده قوم اشعث بن قیس کندی هفتم
بنو بکر در بحرین و یک فرقه در زمان خلیفهٔ ثانی نیز مرتد شدند به نصاری
ملحق شدند و هر یک از فرقه های مذکوره را خلیفهٔ اول از بیخ و بن برکند
و در اسلام آورد چنانچه مورخین براین امر اجماع دارند و حضرت امیر با قتال
مرتدین گاہے اتفاق نیفتاده بلکه خود فرموده است که ابتلیت بقتال
اهل القبلة کما رواه الامامیة فی کتبهم و اگر امامیه آنها را بنابر امامت مرتد
نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد منکر اصل دین را گویند و اگر بتاویل
باطل جزئی را از عقائد اسلام منکر شوند آن را منکر نامیدن در عرف
جاری نیست و حمل معانی بالاجماع بر معانی عرفیه لغت است نه بر معانی اصطلاحیه قوم دون قوم
و معهذا لفظ عن دینکم صریح است در آنکه انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا
باشد نه یک مسئله را از مسائل آن و مانعین زکوة را که در عهد خلیفهٔ اول
مرتد نامیدند بجهت آنست که آنها منکر وجوب زکوة بودند و هر که منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کرده باشد انتهی بقدر الحاجة اور صحیح جواب اسی
حدیث اصحابی کے افادہ فرماتے ہیں جواب ازین طعن آنکه این حدیث
صریح ناطق است که مراد از اشخاص مذکورین مرتدین اند که موت آنها بر کفر

شدند یکسر از اہلسنت الجماعت بر اصحابی نیکو ید و معتقد خوبی
و بزرگی آنہا نمی شود اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق وفادت بزیارت
آن حضرت مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خائب و خاسر
شدند کلام اہلسنت دران صحابہ است کہ با ایمان و عمل صالح ازین جہان
درگذشتند و باہم بجہت اختلاف آرا مناقشات و مشاجرات نمودہ
بودند و طرفین ہمدیگر را تکفیر و تبدیع ننمودند و شہادت بایمان دادند در حال
این قسم اشخاص اگر روایتی موجود داشتہ باشند بیارند قصہ مرتدین
مجمع علیہ فریقین است حرف در قاتلان این فریق است انتہی اس عبارت
سے کئی فائدے حاصل ہوئے جو ہر طرح تحقیقات مولویصاحب کو خاک
سیاہ کر دیتے ہین پہلے یہہ کہ جملہ مرتدین گیارہ قبیلے تھے تین عہد رسول مین
سات قبیلے عہد ابوبکر مین اور عہد خلیفہ دوم مین ایک قبیلہ کہ مجموع اونکے
گیارہ تھے پس اگر قبیلے کو بفرض محال واحد فرض کرین جب بھی تقلیل
حاصل نہین ہوتی جو مفاد جمل رجال بر اقل من العشرۃ ہے جیساکہ مولویصاحب
کا دعوی ہے دوسرے یہہ کہ ظاہر کلام سے ان گیارہون قبیلے کا ارتداد
فی نفس الامر یکسان معلوم ہوتا ہے گو وجوہ اوسکے مختلف ہین اور یہی
وجہ ہے کہ ایک کا حکم دوسرے پر جاری کرتے ہین چنانچہ علاوہ تین
فرقہ سابقہ کے قوم سجاح بنت منذر متنبیہ اور غطفان کی ارتداد کو
جو بوجہ نصرانیت و دعوی نبوت کاذبہ تہا شاہ صاحب نے سبکو ایک
حکم مین ڈالا اور کسیکو حتی کہ مانعین زکوۃ کو بھی مختلف عن الواجبات
نہ کہا جیساکہ مولویصاحب لکھتے ہین طرفہ یہہ ہے کہ مولویصاحب بھی خود
ان دونون قبیلون کو جو یقینی مرتد تھے مانعین زکوۃ کے ہم پلہ بتاتی

ازالۃ الغین مولوی حیدر علی از کلام شاہ عبد العزیز

ہین جو مرتد واقعی نہ تھے بلکہ متخلف عن الواجبات تھے جنکو مورد حدیث اصیحابی بناتے ہین جیساکہ تفسیر نیشاپوری سے جو نقل فرماتے ہین اوس سے ظاہر ہے تیسرے یہہ کہ مالک بن نویرہ حقیقۃً مثل سب مرتدین کے مرتد تہا نہ متخلف عن الواجبات سے پس یہہ سارا دمدمہ مولویصاحب کا مالک کے بارے مین ہوا ہوگا کیونکہ مولوی صاحب اسی تخلف عن الواجبات کی بنیاد پر مالک کو مورد حدیث اصیحابی بناتے تھے اور تقریر شاہ صاحب سے وہ مرتد حقیقی قرار پایا تو مورد حدیث اصیحابی نہوا کیونکہ کفار ومشرکین ومرتدین اوسکے مورد نہین ہوسکتے بنا بر تحقیق خود مولویصاحب اور مولویصاحب کے بیان سے وہ صرف مانع زکوٰۃ تہا نہ مرتد حقیقی اگرچہ بوجہ انکار ضروری دین ہو لیس شاہ صاحب کا دعوی بارتداد مالک بہی غلط ہوا وہو مطلوب فخرج من خرج وولج من ولج چوتھے یہ کہ خلیفۂ اول انسے مقاتلہ کرکے انکو اسلام مین لائے جس سے معلوم ہوا کہ وہ اصل اسلام سے مرتد ہوگئے تھے پانچوین یہہ کہ جناب امیر علیہ السلام مبتلا بقتال اہل قبلہ ہوئے جس سے معلوم ہوا کہ مقاتلین ابوبکر اہل قبلہ نہ تھے چھٹے یہہ کہ عرف قدیم وجدید مین مرتد منکر اصل دین کو کہتے ہین جس سے معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے مرتدین مذکورین منکر اصل اسلام تھے ساتوین اگر بتاویل باطل کسی چیز کا عقائد اسلام سے کوئی منکر ہو تو وہ مرتد نہین ہے آٹھوین عن دینکم صریح ہے کہ وہ لوگ یعنے کل مرتدین خواہ وہ مرتد حقیقی ہون یا مانعین زکوٰۃ سے ہون سب کے سب اصل دین کے منکر تھے نوین یہہ کہ عہد خلیفۂ اول مین جو لوگ مرتد ہوئے بوجہ انکار زکوٰۃ کے وہ بہی حقیقۃً مرتد تھے کیونکہ منکر ضروریات دین

گویا منکر اصل دین ہے پس وہ بہی مرتد حقیقی سمجہے نہ متخلف عن الواجبات
وغیرہ جیساکہ مولویصاحب لکھتے ہین اور اسیوجہ سے مصداق حدیث
بناتے ہین مگر افسوس ہے کہ شاہ صاحب نے اس جملہ سے خلیفۂ دوم وخلیفۂ
اول و دیگر صحابہ کی جہالت کو ثابت کر دیا کہ اونکو یہہ بہی نہ معلوم تہا کہ منکر
ضروری دین کافر ہوتا ہے جو قتل مالک کو سب ناجائز تصور کرتے تہے اور
بالخصوص خلیفۂ دوم کو ایسا اصرار تہا کہ خلیفۂ اول کو مجبور کیا کہ خالد قاتل
مالک مسلم کو قتل کرین یا رجم کرین یا معزول کرین یہانتک کہ آخر مالک کی
دیت بیت المال مین سے دلوائی اب ضرور ہے کہ شاہ صاحب بغرض
بہارت ذمگی شیخین وصحابہ عار جہالت سے اسکے قائل ہون کہ اوس
زمانے مین ضروری دین منقح نہوا تہا تو دوسرا افساد لازم آتا ہے
کما سیجئی دوسرے یہہ کہ وہ لوگ جو بدولت خلیفۂ اول قتل ہوئے
خواہ بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد ہوئے یا اصل اسلام سے وہ سب کفر
پر مرے اور یہہ امر یعنے کفر اون مرتدین کا مسئلہ اجماعی ہے بین الفریقین
اور ابن حزم یہان بہی مدعی اجماع ہین اور شاہ ولی اللہ نے بہی بڑی
شرح وبسط سے ازالۃ الخفا مین اونکے مرتد وکافر ہونے کو ثابت
کیا ہے اور قاضی عبد الجبار معتزلی صاحب مغنی نے بہی اونکو کافر
کہا ہے گیارہوین یہہ کہ مورد حدیث اصیحابی مذکور اکثر بنی حنیفہ و
بنی تمیم ہین جو لوگ بنابر تحقیقات تمامی اہلسنت یقینی مرتد عن الدین
اور کافر تہے چنانچہ ابہی قول شاہ صاحب مذکور ہوا دوم بنو حنیفہ
اصحاب مسیلمہ کذاب بہم بعضی بنی تمیم قوم سجاح بنت المنذر متنبیہ
زوجہ مسیلمہ کذاب اور مولوی حیدر علی نے بہی بڑی شرح وبسط سے

ارتداد مسیلمہ کو ثابت کیا ہے اور اسی وجہ سے مورد حدیث حوض
ہونے سے خارج کیا ہے بارہوین اکثر کمنا ان لوگون کو مبطل دعواے
تقلیل مولویصاحب ہے کہ وہ بھی قلت بلکہ اقل ہین بفرض مطابقت
منفح حدیث تیرہوین بات بالا ہبتلا گشتن کمنا شاہجی کا منشر حصر جنس
مسلم ہوا کہ یہی دو فرقہ یعنی بنو حنیفہ و بنو تمیم مصداق اس حدیث
صحابی کے ہین جو دونون یقینی کافر اور مرتد حقیقی تھے نہ غیر انکا جیساکہ
مولویصاحب نے مالک بن نویرہ کو بالخصوص مورد اس حدیث اصحابی
کا قرار دیا ہے بالجملہ اس تحریر سے شاہ صاحب کی معلوم ہوا کہ وہ لوگ حقیقۃ
مرتد تھے خواہ بوجہ اعتقاد نبوت مدعیان نبوت ہو خواہ بوجہ نصرت
خواہ بوجہ انکار ضروری دین کیونکہ منکر اصل دین کو مرتد کہتے ہین اور
عرف قدیم اور جدید مین اطلاق مرتدین کا ایسے ہی لوگون پر ہے پس
معلوم ہوا کہ وہ سب مرتدین حقیقی تھے او ہوت او نکی کفر پر ہوئی
اور ہرگاہ وہ لوگ مرتد حقیقی اور کافر تھے تو بنا بر تحقیق و تدقیق مولویصاحب
وہ لوگ مورد حدیث اصحابی نہین ہو سکتی کیونکہ آپ مولویصاحب نے
بادلہ عقلیہ و آیات قاطعہ و بینات ساطعہ ثابت کیا ہے کہ کفار و مرتدین
مورد حدیث حوض نہین ہو سکتے والا مفاسد عدیدہ لازم آتے ہین اور
شاہ صاحب کی تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بنو حنیفہ و بنو تمیم جو مرتد
حقیقی ہوئے وہی لوگ مورد اس حدیث کے ہین نہ مالک بن نویرہ پس
الحمد للہ کہ انہین استاد و شاگرد کی تحقیقات رشیقہ و تدقیقات صحیح
و دقیقہ سے اون مرتدین مانعین زکوۃ کا عموماً اور مالک بن نویرہ کا خصوصاً
مورد حدیث حوض ہونا باطل محض ہوا پایا اور کرمانی و عسقلانی کی تحقیقات

جسپر مولوی صاحب کو بڑا ناز تھا خاک سیاہ ہو گئے لیکن بنا بر تحقیق
مولوی صاحب پس مثل آفتاب تابان نمایان ہے کہ وہ مورد حدیث
حوض مسلمین مقصرین فے بعض الواجبات کو قرار دیتے ہین جس سے
یہہ مرتدین و مانعین زکوۃ بوجہ کفر خارج ہین لیکن بنا بر تحقیق شاہ صاحب
پس اسلیئے کہ اگرچہ اونہون نے مورد حدیث حوض ان مرتدین کافرین کو
قرار دیا ہے مگر اونکے شاگرد رشید بلکہ ارشد نے دو دلیلون سے جو
آیات قاطعہ و بینات ساطعہ سے ہین مرتدین کافرین کا مورد حدیث
حوض ہونا باطل کیا ہے پس تقریر شاہ صاحب بہی کہ مورد حدیث وہی
مرتدین ہین باطل ہوئی چنانچہ شکل اول سے نتیجہ نمایان ہے باین طور کہ مانعین
زکوۃ مرتد حقیقی تہی اور جو مرتد حقیقی ہے وہ مورد حدیث حوض نہین
ہے پس نتیجہ یہہ ہوا کہ مانعین زکوۃ مورد حدیث حوض نہین ہین لیکن صحت
صغری پس بنا بر تحقیق شاہ صاحب ہی اور صحت کبری بنا بر تحقیق مولوی صاحب
یعنے مولوی حیدر علی پس الحمد للہ کہ انہین دونون اوستاد و شاگرد
کی تحقیقات سے بطلان اونکی اسلاف کے دعاوی کاذبہ کا ظاہر ہوا و
کفی اللہ المؤمنین القتال بہرکیف اب بقیہ عبارات مولوی صاحب جو
بعد عبارت سابقہ فرمایا ہے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ وہ مضمون بلاغت
مشحون بہی قابل تماشای اولی الالباب ہے حیث قال المنون باستماع
خلاصہ معنے عبارت فاضل کرمانی کہ بجوامع الکلم تعبیر و تقریر فرمودہ
متوجہ باید شد کہ تصغیر لفظ اصحاب باصیحاب برای قلت عدد آنہاست
و خواص و حواریین سلطان سریر ختم رسالت کہ ملازمین آن جناب
و عارفین حقوق العالی قباب بودند و ہزاران مدائح و مناقب آنہا

Presented by Ziaraat.Com

بعد نزول وحی وکشف حقائق برزبان صدق ترجمان سید کافہ خلائق
گذشتہ مراد نیستند زیراکہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق
وتبدیل اخلاق حسنہ بسیئہ ہم بظہور نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید
دین واسلام نمودند واساس کفر ونفاق را بانہدام رسانیدند داد
عدالت وانصاف دادند ودر صدد قلع ارکان جور واعتساف باوجود
کمال زہد وتقوی در خوف وخشیت خدا افتادند پس مصداق این تبدیل وتغییر
وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے در دین وحظی
کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند وبمجرد استماع خبر وفات سید کائنات
از دادن زکوۃ واخذ صدقات دست کشیدند بلکہ بظلمت باطنے وعدم
رسوخ دینی بمکر وحیلہ یعنے از اعذار کہ بدتر از گناہ بود پیش آوردند واز
فرضیتش بعد حیات نبوی منکر شدند وحق تلفی عباد وتاخیر از حقوق
ذمہ ایشان لازم افتاد وبالجملہ از تبدیل وتحول شان کہ اسلام را بوجہ
بصیرت قبول نکردہ بودند وبعد از وفات سرور عالم علم تعنت و
عناد برافراشتند قدحی در صحابہ کبار سید ابرار لازم نمی آید والحمد للہ
رب العالمین اینست مقصود فاضل متبحر چنانچہ لفظ خواص اصحاب
وجفاۃ اعراب بجرین ہر دو امیر شاہد عدل است انتہی اقول اولاً
وہ عبارت فاضل کرمانی جسکی شرح مولوی صاحب نے بیان کی
ہے بنابر نقل مولوی صاحب یہہ ہے کما قال اقول الکنون عبارت
نسخہ شرح کرمانی کہ توصیفش بار بار برزبان خامہ رفتہ واز عنایات
مجددہ سبحانی نزد فقیر ورود یافتہ باید شنید تا اطمینان تام حاصل
واختلاج قلوب خاص وعام مستاصل شود محدث کرمانی میفرماید

فی کتاب الانبیاء فی باب ابراهیم الخطابی اصیحابی تصغیر الاصحاب
وهو تقلیل عددهم ولم یرد به خواص اصحابه الذین لزموه وعرفوا
الصحبة فقد صانهم الله وعصمهم من التبدیل ولا من الارتداد
الرجوع عن الدین انما هو التاخر عن بعض الحقوق والتقصیر فیه
ولم یرتد احد من اصحابه والحمد لله وانما ارتد قوم من جفاة
الاعراب من المولفة قلوبهم ممن لا بصیرة لهم فی الدین وذلک
لا یوجب قدحاً فی الصحابة المشهورین رضوان الله علیهم اجمعین

خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ اصیحابی تصغیر اصحاب ہے واسطے قلت
عدد کے اور خواص اصحاب نہین مراد ہین کیونکہ وہ محفوظ ہین تبدیل
سے اور ارتداد بھی مرتد عن الدین ہونا نہین مراد ہے بلکہ تاخیر وتقصیر
کیونکہ مرتد نہین ہوئے مگر جفاۃ اعراب جنکو بصیرت نہین حاصل
ہوئی تہی اور صحابہ مشہور سے الحمد للہ کوئی مرتد نہین ہوا اسکے
قبل از اظہار اختلال کلام مولویصاحب کہ شرح اس متن کی ہے
وجوہ اختلال کلام کرمانی کو بغور ملاحظہ کرنا چاہیئے پہلے یہہ کہ تصغیر
کا حال قبل اسکے معلوم ہوا کہ کسطرح درست نہین ہے دوسرے یہہ
کہنا کہ خواص اصحاب مراد نہین ہین غلط ہے جیسا کہ مابعد معلوم ہوگا
تیسرے یہہ کہنا کہ کوئی اصحاب سے آن حضرت کے مرتد نہین ہوا
محض غلط ہے کیونکہ علاوہ جفاۃ اعراب کے جنکے ارتداد پر اسی حدیث
کو حمل کرتے ہین اور اونکو مورد حدیث اصحابی بیان کرتے ہین جو
بنا بر تحقیق شاہ صاحب نزد اہلسنت اصحاب بھی نہین تہے کئی ایک
صحابی یقینی مرتد ہوئے بلکہ اگر جفاۃ اعراب بعض واجبات کے

مقصر ہوئے تھے تو یہہ صحابہ شرعی مرتد کافر ہوگئے اور اصل اسلام سے دست بردار ہوئے چنانچہ نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں فی تعریف الاصحاب وقولی ومات علی الاسلام فصل ثالث یخرج من ارتد بعد ان لقیہ مومناً به ومات علی الردۃ کعبید اللہ بن جحش وابن خطل وقولی ولو تخللت ردۃ ای بین لقیہ له مومناً به وبین موته علی الاسلام فان اسم الصحبۃ باق له سواء رجع الی الاسلام فی حیوته او بعدہ وسواء لقیہ ثانیاً ام لا وقولی علی الاصح اشارۃ الی الخلاف فی المسألۃ ویدل علی رجحان الاول قصۃ الاشعث بن قیس فانه کان ممن ارتد واتی به الی ابی بکر الصدیق اسیراً فعاد الی الاسلام فقبل منه ذلک وزوجه اخته ولم یتخلف احد عن ذکرہ فی الصحابۃ ولا عن تخریج احادیثه فی المسانید وغیرها انتہی یعنے تعریف اصحاب میں موت

نہیں سمجھے کہ جو

لکے مرتد ہوگئے وہ نکل جائیں مثل عبید اللہ بن جحش اور ابن خطل کے اور اضافہ لو تخللت ردہ یعنے اگرچہ مرتد ہوا ہو لیکن بعد اوسکے اسلام لاوے اور اسلام ہی پر مرے خواہ بعد وفات آن حضرت اسلام لاوے اور ملاقات کرے یا نہ کرے اس غرض سے ہے کہ تا مثل اشعث بن قیس داخل ہو کیونکہ وہ مرتد ہوا اور خلیفہ اول کے سامنے گرفتار ہو کر آیا ابوبکر نے اوسکا اسلام قبول کیا اور اپنی بہن کا اوس سے نکاح کر دیا چنانچہ اسیوجہ سے کل علمانے اوسکو صحابہ میں لکھا ہے اور سب نے اوس سے احادیث نقل کیے انتہی اور اوسکے حالات

نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر مطبوعہ

شاگرد رشید اونکے تحریر کرتے ہین قال الملعں وکذا من روی عنہ
ثم مات مرتدا بعد وفاتہ ع کربیعہ بن امیہ بن خلف فانہ لقیہ
مومنا وروی عنہ واستمر الی خلافۃ عمر فارتد ومات علی الردۃ
انتہی قال السخاوی وما وقع لاحد فی مسندہ من ذکر حدیث ربیعہ
بن امیہ بن خلف الجمحی وہو ممن اسلم فی الفتح وشہد مع النبی
حجۃ الوداع وحدث عنہ بعد موتہ ثم لحقہ الخذلان فلحق فی
خلافۃ عمر بالروم وتنصر بسبب شیٔ اغضبہ یمکن التوجیہ
بعدم الوقوف علی قصۃ ارتدادہ شرح الشرح یعنی اسیطرح وہ
شخص جسنے روایت کیا آن حضرت ص سے اور بعد وفات آن حضرت ص
مرتد ہوا اور اوسی حالت پر وہ مرا مثل ربیعہ بن امیہ کے کہ حضرت سے
ملاقات کی حالت ایمان مین اور تا خلافت عمر اسلام پر رہا بعد اوسکے
مرتد ہوا اور اوسی حالت مین مرا کہا سخاوی نے کہ احمد بن حنبل نے
ربیعہ بن امیہ سے روایت کیا ہے جو بروز فتح مکہ مسلمان ہوا اور
رسول خدا کے ساتھ حجۃ الوداع مین شریک رہا اور حضرت سے
حدیث بہی روایت کی بعد وفات آن حضرت کے بعد اوسکے خلافت
عمر مین مرتد ہوا اور نصرانی ہو گیا پس شاید وجہ روایت امام احمد
یہہ ہے کہ وہ اسکے ارتداد سے واقف نتھے انتہی پس حسب
تصریح ان لوگون کے معلوم ہوا کہ عبد اللہ بن جحش اور ابن خطل
اور اشعث بن قیس اور ربیعہ بن امیہ جو ملازمین رکاب سعادت
انتساب بہی تھے نجفاۃ اعراب سے اور سب نے بالاتفاق اونکو
فرد اصحاب مین ذکر کیا ہے اور احمد بن حنبل نے امام اجل نے

اونسے روایت کیا ہے یقینی مرتد و کافر ہو گئے پھر یہہ کہنا کہ کوئی صحابی
رسول مرتد نہوا کیونکر صحیح ہو گا اور کتاب زین الفتی مین ہے فاما اول
من تنصر فی الاسلام فانہ الحارث بن سنان یعنے پہلا شخص جو اسلام
سے مرتد ہو کر نصرانی ہوا وہ حارث بن سنان انصاری ہے جس سے
معلوم ہوا کہ پانچ صحابی مرتد یقینی ہو گئے اور دو نصرانی ہو گئے اگر جفاۃ
اعراب مرتد ہو گئے تھے تو اونہون نے فقط اداے زکوۃ کا بدست خلیفہ
انکار تہا نہ یہہ کہ اصل اسلام سے مرتد ہو گئے بخلاف ان صحابہ کے جن سے
روایتین موجود ہین اور امام حنبل اونسے حدیث نقل کرتے ہین وہ لوگ
اصل اسلام سے مرتد ہو کر نصرانی ہو گئے پس اب بغیر اسکے انکو کوئی چارہ
نہین ہے کہ لفظ اصحاب کو مخصوص کر دین ساتھہ خلفاے ثلثہ کے جیسا
کہ اصلی مقصود انکا یہی ہے اور بظاہر بغرض فریب دہی عوام عموماً
صحابہ کی بزرگی کے قائل ہین جیساکہ صاحب رجوم الشیاطین نے
اسکی تصریح بہی کی ہے اور تعبیہ کلام کا اختلال نظام شرح صاحب
منتہی الکلام سے معلوم ہو گا کہ بنا بر تصریح عینی وغیرہ ممن کان بصیرۃ
ھو فی اللہ بن کے خود خلیفہ ثانی با آن ہمہ دانی شریک اعظم بلکہ جزء
اعظم بلکہ بے بصیرت مجسم قرار پاتے ہین کما سیجئ اور ہرگاہ اختلال
کلام کرمانی معلوم ہوا پس مولوی صاحب کا حال بہی قابل لحاظ و
لائق خیال ہے لیکن یہ کہنا مولوی صاحب کا خواص و حواریین
سلطان سریر ختم رسالت مراد نہین ہین پس مراد اس سے آیا وہ اصحاب
کرام ہین جو باتفاق تمامی فرق اسلامی ان اوصاف حمیدہ کے
ساتھہ موصوف تھے یا وہ صحابہ مراد ہین کہ ہنوز اسلام اونکا

ف حارث بن سنان انصاری صحابی نصرانی ہوا

ف خلیفہ دوم کو علامہ عینی بے بصیرون سے تحریر کرتے ہین

مین متنازعہ فریقین ہے کہ مآل کار اوسکا بجز ثبوت اسلام و یا عدم اسلام
کچھ نہین ہے پس اگر اول مراد ہے تو نعم الاتفاق و لا ریب فیہ عند اهل
المذاق و الاتفاق خیر من النفاق و لا الاختلاف و الشقاق اور ظاہر
ہے کہ وہ صحابہ جو باتفاق فریقین بلکہ باتفاق کل فرقہ مہدی صفات و رضی صفات
حمیدہ موصوف ہین اور اخص خواص و حواری سلطان رسالت و ملازم
رکاب با سعادت و مورد ہزاران مناقب و مصدر آیات و احادیث رفیع
المراتب ہین وہ نہین ہین مگر امثال حضرت بوذر و سلمان فارسی و مقداد
و عمار و حذیفہ و خزیمہ بن ثابت ذو الشہادتین وغیرہم من الصحابۃ الکرام
علاوہ اہلبیت الاطہار کہ باتفاق فریقین ممدوح و مقبول ہین اما عند
الشیعہ پس جیسا کہ خود مولوی صاحب نے اسکا اعتراف کیا ہے اور جا بجا
منتہی الکلام مین اون لوگون کو مقبولین اہل حق سے قرار دیا ہے اما عند
السنہ پس خود شاہ ولی اللہ نے ان حضرات کو نجبای و رقبای ازین امت
سے اپنی ازالۃ الخفا مین شمار کیا ہے اور فضل بن روزبہان نے انکو کہا ہے
لان فیہم من لم یتغیر و لم یبدل بعدہ بلا خلاف فہو من اهل النجاۃ
بلا نزاع انتہی یعنے بعض ان صحابہ سے وہ لوگ ہین جنہون نے بعد آنحضرت
کسی امر مین تبدل و تغیر نہ کیا بلا خلاف پس وہ لوگ اہل نجات سے ہین بلا نزاع
اور اگر شق ثانی مراد ہے یعنے مقبولین فرقہ واحدہ اہلسنت تو ہنوز
کل تقاریر الحق در بارہ عدم ایمان اونکے بحال خود قائم و برقرار ہین
بلا وقعت اونکے متصف ہونا اون صحابہ کا ان اوصاف کے ساتھ ناممکن
و ممتنع و محال ہے جیسا کہ ناظرین کتب سیر و احادیث پر مثل رابعۃ النہار
واضح و آشکار ہے اور جملہ عارفین حقوق مین بھی وہی سب کلام باقی

ہے اگر براہ اتفاق فریقین ہے تو مسلم ہے لیکن مخاطب کو غیر مفید ہے
اور اگر براہ شقاق اتفاق مقبول نہو تو اثبات اس جملہ کا اون فرقون
کے لیئے از قبیل ممتنعات ہے خصوصًا در صورتیکہ نصوص صریحہ ایسا
مین موجود ہون کہ ابتدای فطرت سے تا اختتام مدت نہ وہ لوگ عارف
خدا ہوئے نہ عارف حقوق رسول اور کون کہہ سکتا ہے کہ جن لوگون کی
اکثر عمرون کا حصہ بت پرستی و شراب خواری و زنا کاری مین گذرا ہو
اور بعد اسلام ظاہری ہمیشہ احکام خدا و رسول پر طعن و اعتراض کرتے
ہون اور حضرت اون پر ناراض ہوتے ہون وہ لوگ عارف بحقوق ہونگے
کیا عرفان اسیکا نام ہے کہ ہمیشہ احکام رسول پر اعتراض کرین حتی کہ خود
حضرت بقسم فرمائین کہ شرک کی ریشہ دوانی تم لوگون کے دلون مین چیونٹی
کی چال سی بھی زیادہ مخفی ہے اور توریت کے نسخہ پڑھ پڑھ حضرت کے
اور اوسکی طرف میلان اپنا ظاہر کرین یہانتک کہ حضرت کا چہرہ غصہ
سے متغیر ہو جائے اور خلیفہ اول کی نسبت ثکلتک الثواکل یعنی رونے والیان
تیرے لیئے زنان پسر مردہ فرمائین اور حضرت اگر کسیکو بشارت دینے کا حکم
دین اور علامت واضح عطا فرمائین کہ لوگون کو یہ نعلین میری دکھا کر
بشارت دین اوسکو اس زور سے صدمہ پہونچا دین کہ چوتڑ کے بل گرے
اور اگر حضرت کسی پر بمصالح باطنیہ نماز جنازہ پڑھنا چاہین تو حضرت کا دامن
مبارک پکڑ کے پشت کی طرف کھینچین اور عتاب کرین اور حضرت کی نبوت
مین شک کرین اور بروز حدیبیہ سب سے زیادہ اونکو شک اور جبکہ
حضرت بحکم خدا مصالحہ فرمائین اونسے یہ حضرات آمادہ جنگ اور
کہ اگر اسی آدمی یا چالیس آدمی پاتے تو ضرور جنگ کرتے اور جسکے قول

کرنے کا حکم تعیین آن حضرت دین اوسکو قتل نکرین اور دوسرے صاحب
یہہ بات بناوین کہ جو ہمسے بہتر تہا اوسنے قتل نہ کیا اور جسکا خون عام
طور سے آن حضرت حلال کرین دیدہ و دانستہ اوسکو چہوڑ دین اور بمقابلہ
حضرت کے جان نثارون اور فدویون اور صحابہ مخصوصین کے حضرت
کے دشمن جانی کافر محض کی پاسداری کرین بلکہ ایک صاحب کی طرفداری
کرنے پر جو حضرت غضبناک ہون اور دوسرے صاحب سے مشورہ فرمائین
تو وہ بہی انکی طرفداری کرین اور حضرت کے غضب کا کچہہ خیال نکرین
اور حضرت اگر اون سے پوچہین کہ ہمکو کسقدر دوست رکہتے ہو تو کہین
اپنے نفس سے کم جسپر حضرت فرمائین کہ واللہ آدمی کبہی مومن نہین ہو سکتا
جبتک ہمکو اپنے نفس سے زیادہ دوست نرکہے اور حضرت کو لشکر اعدا
مین یکہ و تنہا چہوڑ کر بہاگ جائین اور حضرت اونکو حکم قطعی دین نام بنام کہ
تم لوگ فلانے لشکر کے ساتہہ جاؤ اور عین بیماری مین جب افاقہ ہو پوچہین
کہ وہ لشکر روانہ ہوا وہ لوگ جو نامزد ہوئے تہے گئے مگر حضرت کا حکم نہ مانین
اگرچہ آن حضرت لعن اللہ من تخلف فرمائین یعنے لعنت خدا کی اوسپر جو
اس لشکر مین نامزدگان سے نجائے اسپر بہی وہ لوگ حکم رسول کو نہ مانین
اور حسب خواہش باطل اپنے حکم خدا و رسول کو بالکلیہ بادہوائی تصور
کرین اور جسکو حضرت اون لوگون کا امیر و سردار بنائین اوسکی امارت
اور سرداری پر اعتراض کرین اور جسکو آن حضرت اپنی قرب وفات
مین حسب حکم خدا باہتمام شدید کہ عین اثنای راہ مین وقت نصف
النہار اونٹون کے کجاوون کا منبر بناکر حضرت اپنا وصی اور خلیفہ اور
جانشین اور امام و مولی تمامی امت کا بناوین کہ خود خلیفہ دوم و صحابہ

ازالۃ الخفا جلد دوم ص

وازواج نبی صلعم نے مبارکباد دی اوسکی خلافت اور امامت سے انکار
کریں اور علی علیہ السلام وقت وفات یا قریب اوسکے جو حضرت بکمال خیرخواہی
امت ودلسوزی تمام خلقت وبغرض اشتمال منفعت دنیا وآخرت
وصیت نامہ تحریر فرمانا چاہیں اور فرمائیں کہ کاغذ ودوات لاؤ کہ ہم
وصیت نامہ تحریر کریں جسکے بعد پھر کوئی گمراہ نہو تو اوسکو روکدیں
اور لکھنے ندیں بلکہ ایسا کہیں کہ معاذ اللہ یہہ شخص غلبۂ درد سے ہذیان
بکتا ہے انکی وصیت کی کیا ضرورت ہے کتاب خدا ہمکو کافی ہے اور
ایسا غل غپاڑا وشور وہنگامہ مچائیں کہ وہ رسول جو مصداق اِنَّکَ
لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہے اون لوگوں کو اپنی دولت سرا سے نکالدیں کون
عاقل یا احمق کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ عارف بحقوق خدا ورسول تھے
زندگی میں انکی یہہ حالت ہو بعد وفات اون سرور کائنات کے ان
حضرات کی یہہ حالت ہو کہ نہ حضرت کا انکو غم ہو نہ رنج اہلبیت کی محزون
رہنے پر شماتت کریں بلکہ خود اپنی احباب خاص کے مغموم رہنے پر تعجبانہ
سوال ہو کہ ای طلحہ اسکی کیا وجہ کہ جب سے رسول نے وفات پائی تم زرد
مو غبار آلودہ رہتے ہو شاید اپنی ابن عم کی خلافت گران گذرتی ہے
نہ اہلبیت رسول کو تسلی وتشفی دیجاوے بلکہ نہ اوس جثۂ مقدسۂ نبوی
کے دفن وکفن کی فکر ہو ادہر روح مقدس نے جسم اقدس سے
طرف عالم قدس کے پرواز کی اور یہہ حضرات جو منتظر وقت تھے
اور اسی غرض سے لشکر اسامہ کے ساتھہ روانہ نہوئے تھے بلا انتظار
غسل وکفن سقیفہ بنی ساعدہ میں دوڑتے ہوئے جائیں بلکہ یہہ
جلدی ہو کہ ایک دوسرے کو کھینچتا جائے اور سلطنت وخلافت

کذا فی ملل ونحل صفحہ ۱۱ [illegible] و تحفہ اثنا عشریہ صفحہ [illegible] ملل ونحل [illegible] ازالۃ الخفا صفحہ [illegible] ازالۃ الخفا مقصد ۲ صفحہ [illegible]
× × × ×

کے لیئے آپسمین دنگا اور تکرار کرین اور بیہودہ نزاعون مین آمادہ
قتل صحابی رسول ہون اور اقتلوا سعداً قتلہ اللہ کا غل مچائین اور
تحصیل دنیا مین ایسا مشغول ہون کہ تین[۵۲] روز تک جثہ مطہرہ رسول
بے دفن چھوڑدین اور جب تک استحکام اساس سلطنت و خلافت
سے فارغ نہون متوجہ دفن و کفن نہون یہانتک کہ اسی دنیا طلبی
مین شریک دفن رسول نہو سکے کما فی بعض الروایات اسکے بعد بھی
تسلی و تشفی اہلبیت رسول کی فکر نہو بلکہ وہ اہلبیت رسول جو فراق مین
ایسے نبی کریم کے مشغول گریہ و بکا ہون اور ساون لوگون کے امور
دنیاوی مین شریک نہون اور حسب وصیت مشغول جمع قرآن ہون
اور شریک بیعت نہون تو اونکے لیے ایک صاحب حکم دین کہ
جاکر قتل کرو اور دوسرے[۵۳] صاحب قسم کہائین کہ ہم گہر جلا دینگے بلکہ
آگ لکڑیان لیکر اونکا گہر جلانا چاہین اور دختر رسول اور داماد رسول
اور نواسہای رسول کو عیاذاً باللہ اسی جرم کی بدولت کہ یہہ لوگ
ہماری بیعت کیون نہین کرتے چاہین کہ جلا دین اور اوس گہر مین
آگ لگا دین اگرچہ بعض اونکے عشرہ مبشرہ[۵۴] مین داخل ہون مگر چونکہ
تسلی بنت رسول کے لیئے اوس معصومہ کے مکا[ن] نہین آتے ہین اور
وہان پناہ لیا ہے وہ مفسد[۵۵] قرار دیئے جائین اور اونکے قتل اور جلا
دینے کا ارادہ کرین اور بضعۂ رسول کو ایسی ایذا پہونچائین کہ اسقاط[۵۶]
حضرت محسن ہو جائے اور دختر رسول[۵۷] جو اپنے باپ کا متروکہ جسکو خود
رسول نے اپنی زندگی مین ہبہ کردیا ہو مطالبہ کرے تو نہ دین جسکی
بدولت[۵۸] وہ پارۂ جگر رسول مدۃ العمر ناراض اور غضبناک رہے

اور تا دم وفات اونسے کلام نکرے بلکہ اپنے جنازہ کی شرکت پر روادار
نہو یہانتک کہ وصیت کر جائے کہ یہ لوگ کبھی ہمارے جنازہ پر شریک
نہون اور وہی متروکہ دوسرونکو دیدیا جائے بلکہ اگر کوئی اور صحابی کچھہ
مانگے تو بلا عذر دیدیا جائے بلکہ کفار و منافقین کے لیے بخشش عام اور
جود و فیاضی کام مین لائی جائے اور وثیقہ لکھکر حوالہ کردین مگر بنت رسول
کو ایک پارۂ زمین کے دینے مین یہہ دقت کیجاوے کہ گواہی و شاہدی
کے بعد بہی محروم رہے اور جسکو خدا اور رسول نے حق اہلبیت نبی
مقرر کیا ہو اوس سے بہی وہ محروم کیے جائین ورخود وہ لوگ اقرار کرین
کہ داماد رسول و عم رسول ہمکو کاذب و غادر و خائن و آثم جانتے ہین
وغیر ذلک من الافعال کہ جنکا احصا یہان دشوار ہے پس ایسے لوگون
کون عاقل یا احمق بہی عارف حقوق رسول اور مصدر ہزاران مدائح او
مناقب کہہ سکتا ہے حاشا وکلا بخدا کوئی منصف مزاج ایسون کو دوست
وخیرخواہ و عارف حقوق رسول نکہے گا والا ہر کافر و فاسق یقینے
انسے بڑھکر مؤمن کامل و عارف حقوق رسول قرار پا لیگا ازینجاست
کہ بعض حضرات اہلسنت نے بہی مجبور ہوکر ایسون کو غیر عارف اور جاہل
ومنافق کہا ہے چنانچہ علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین فرماتے
ہین کما نقل فی تشئید المطاعن وفی کتاب الجہاد ھجر بدون
الھمزۃ وفی روایۃ الکشمیہنی ھناک ھجر ھجر رسول اللہ صلعم بتکرار
لفظ ھجر وقال عیاض معنے ھجر افحش ویقال ھجر الرجل اذا ھذی
واھجر قلت نسبۃ مثل ھذا الی النبی لایجوز لان وقوع مثل ھذا
لفعل عنہ علیہ الصلوۃ والسلام مستحیل لانہ معصوم فی کل حالۃ

۴۵

فی صحته و مرضه بقوله تعالی و ما ینطق عن الهوی و لقوله ع انی
لا اقول فی الغضب و الرضا الا حقا و قد تکلموا فی هذا المواضع کثیرا
و اکثره لا یجدی نفعا و الذی ینبغی ان یقال الذین قالوا ما شانه
اهجر او هجر بالهمزة و بدونها هم الذین کانوا قریبی العهد بالاسلام
و لم یکونوا عالمین بان هذا القول لا یلیق فی حقه ع لانهم ظنوا انه
مثل غیره من حیث الطبیعة البشریة اذا اشتد الوجع فیهم تکلم من
غیر تحریر فی الکلام انتهی یعنے ہجر بدون ہمزہ اور بروایت کشمیہنی مین
اہجر رسول رحلت بیکار ہے کہا قاضی عیاض نے معنے ہجر کے بری بات ہے
لوگ کہتے ہین ہجر زبل جس وقت کوئی ہذیان بکے عینی کہتے ہین کہ اوسکے یعنے
ہذیان کی نسبت حضرت کی طرف کسیطرح جائز نہین ہے کیونکہ نبی سے ہذیان
صادر ہونا محال ہے اسلیئے کہ وہ حضرت ہر حال مین معصوم ہین خواہ
صحت ہو خواہ بیماری کیونکہ خدا فرماتا ہے میرا نبی خواہش نفس سے کوئی
کلام نہین کرتا بلکہ کلام اوسکا بوحی ہوتا ہے اور خود حضرتؐ نے فرمایا ہی
کہ مین خوشی اور ناخوشی مین سوای حق کے کوئی بات نہین کہتا اور اس
مقام پر لوگون نے بہت سی باتین بنائی ہین مگر کوئی بکار آمد نہین ہے
اور میرے نزدیک مناسب یہہ ہے کہ کہا جاوے کہ جنہون نے ہذیان
کی نسبت حضرت کی طرف کی اور ہجر یا اہجر کہا یہہ وہ لوگ تھے جو تازہ
مسلمان تھے اور مدارج نبیؐ سے ناواقف تھے اور رتبہ کو پہچانتے نہ تھے
اور نہ یہہ جانتے تھے کہ ایسا کلمہ حق مین حضرت کے کہنا جائز نہین ہے
اون لوگون نے حضرت کو بھی مثل اور لوگون کے خیال کیا کہ جب درد کا
غلبہ ہوتا ہے ہذیان بکنے لگتے ہین انتہی ترجمہ کلام علامہ عینی اور ابن حجر

عسقلانی شرح فتح الباری مین کہتے ہین قلت ویظہر لے ترجیح ثالث
الاحتمالات التی ذکرھا القرطبی ویکون قائل ذلک بعض من قرب دخوله
فی الاسلام وکان یعہد ان من یشتد علیه الوجع قد یشتغل به
عن تحریر ما یرید ان بقوله الخ یعنے تاویلات قرطبی سے زیادہ میرے
نزدیک ترجیح ثالث یہہ معلوم ہوتی ہے کہ قائل اس کلمہ کا وہ شخص تہا
جو قریب قریب مسلمان ہوا تہا الخ پس معلوم ہوا کہ قائل اس کلمہ کا
بے بصیرت اور جاہل اور تازہ اسلام تہا کہ وہ واقف نہ تہا حضرت کے
مراتب سے اور مدارج رفیعہ سے بیخبر تہا کہ امر ناجائز کا دربارہ حضرت
مرتکب ہوا اور باتفاق اکثر اعاظم محدثین و علمای سنیین مثل ابن اثیر
جزری فی النہایہ و خفاجی سے نسیم الریاض و امام نووی فی شرح
صحیح المسلم و شیخ عبد الحق دہلوی فی شرح المشکوۃ و غیرہم من الثقات
جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب قائل اس جملے کے تہے تو اب بہ ترتیب
مقدمات یہہ نتیجہ حاصل ہوگا کہ حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان
جاہل قدر نبی آخر الزمان تہے باین طور کہ حضرت عمر نے رسول کو ہیجر کہا
اور جو شخص رسول کو ہیجر کہے وہ بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل
ہے پس حضرت عمر بے بصیرت فی الدین تازہ مسلمان جاہل ہین وہو المطلوب
بالجملہ یہہ کلام مولویصاحب کہ جو لوگ مورد ہزاران محامد و مناقب
ہین وہ مصداق اس حدیث کے نہین ہین پس صحیح ہے جو لوگ واقعی
مصدر ہزاران فضائل و مناقب ہین وہ ہرگز مصداق حدیث حوض
نہین ہین مگر یہہ وہ لوگ ہین جو مقبول عند الفریقین و مسلم الثبوت عند
الطرفین ہین لیکن جن لوگون کو فقط آپ مصدر فضائل و مناقب

Presented by Ziaraat.Com

بیان کرتے ہین وہ لوگ اون فضائل و مناقب کے مصداق نہین
ہین بلکہ فی الواقع وہی لوگ حقیقۃً مورد حدیث حوض ہین جیساکہ
مابعد بتفصیل تمام مصدر احداث ہونا اونکا مذکور ہوگا پس فرق تعیین
و تشخیص مین ہے و الاتفاق خیر من الاختلاف باقی یہہ دلیل جو مولویصاحب
پیش کرتے ہین زیراکہ ازین بزرگان بعنایت الٰہی تاخیر از حقوق ہم بظہور
نہ پیوستہ بلکہ ایشان اقدام بتائید دین اسلام نمودند الخ پس شاید
مولویصاحب کا یہہ خیال ہے کہ درمیان تبدیل و تاخیر بعض حقوق و
اقدام بتائید دین اسلام منافات اور تناقض ہے کہ دونون ایک جا
جمع نہین ہوسکتی ہین تو پھر کیونکر ہوسکتا ہے کہ یہہ بزرگوار باوصفیکہ تائید
اسلام کرتے تھے مصدر احداث ہون مگر صد شکر کہ خود مولویصاحب اپنی اس
دلیل کو باطل کرتے ہین چنانچہ دربارۂ مالک بن نویرہ کہتے ہین وان
عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن بعض الحقوق و احداثہ
فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ سبحانہ فہب انہ کان کذلک لکن
لایمتنع اجتماع الاسلام مع ہذہ المرتبۃ یعنے اگر تم ارتداد مالک سے
یہہ مراد لیتے ہو کہ وہ بعض حقوق سے منحرف ہوا اور شریعت مین
احداث کیا پس ایسا ہی ہے لیکن اسلام کا جمع ہونا ایسے مرتبہ کے
ساتھہ محال نہین ہے پس یہی تقریر بعینہ دربارۂ صحابہ مقبولین اہلسنت
بھی بطریق اولے جاری ہے کہ وہ لوگ بھی باوصف اقدام بتائید دین
اسلام جامع مرتبۂ تقصیر بعض حقوق و احداث فی الشریعۃ ہوئے چنانچہ
حدیث نبوی مین بھی اسکی تصریح ہوئی ہے کیونکہ آپ خود اس حدیث
کو ازالۃ الغین مین صحیح و معتبر بیان کرتے ہین جو صحیح بخاری مین ہے

[illegible]

ان اللّٰہ یؤید ھذا الدین بالرجل الفاجر وباقوام لاخلاق لھم وبرجال ما ھم
من اھلہ ازالۃ الخفا مین ہے واگر این داعیہ از دل کسے بظہور شد اورا خلیفہ
خاص نتوان گفت اگر فاجر است مصداق ان اللہ یؤید ھذا الدین بالرجل
الفاجر گردید واگر فاجر نیست مثل سنگ و چوب اورا تحریک کنند و تحریک او کار
مطلوب بہ اثبات رسانند واورا ہیچ فضیلتی نہ جس سے معلوم ہوا کہ محض
اقدام بتائید دین اسلام کرنا اور کفار سے مقابلہ کرنا ہرگز موجب فضیلت
نہین ہے جب تک شرائط دیگر کا مثل ایمان وحقیت وغیرہ کے تحقق نہو اور
یہان ویسا ہی ہے کہ گو بظاہر دین اسلام کی تائید ہوئی مگر شرائط مقبولیت
مفقود ہین از ینجاست کہ باوصفیکہ خالد بن ولید جو عہد رسول مین سردار
لشکر ہوا اور خلیفہ اول کی خلافت بدولت اوسکے قائم رہی کہ مجاہد کہلانے
لگے اور خلیفہ صاحب نے اونکو سیف اللہ کہا مگر جناب خلیفہ دوم کے
نزدیک واجب القتل لازم العزل رہے اور یہی کثرت قتل ذریعہ ملامت خلیفہ
دوم نے خلیفہ اول سے کہا اعزلہ فان فی سیفہ رھقا کیف یقتل مالکا
ویاخذ زوجتہ کما فی انسان العیون لبرھان الدین الحلبی یعنے خدمت
خلیفہ اول مین خلافت مآب نے عرض کیا کہ خالد بن ولید کو معزول کرو
کیونکہ اسکی تلوار مین بڑی تیزی ہے مالک کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر
متصرف ہوا اور تاریخ کامل التواریخ ابن اثیر مین ہے قال عمر لابی بکر
ان سیف خالد فیہ رھقا یعنی عمر نے ابوبکر سے کہا کہ سیف خالد مین
تیزی ہے پس اگر مطلقا جہاد کرنا اور جنگ و پیکار موجب فضیلت ہے
تو پھر خالد بن ولید باوصف ان فتوحات کے اس تیزی سیف کی باعث
کیون خلیفہ دوم کے نزدیک معیوب و معتوب ٹہرا اور فتوح شام واقدی مین ہے درمیان اسکے

ازالۃ الخفا

ص
انسان العیون
سریۃ خالد بن الولید
الی بنی خزیمۃ ۱۲

کہ ابو عبیدہ نے خالد کو واسطے نصرت عبداللہ بن جعفر کے روانہ کیا
تو خالد نے کہا والآن اشہدک انی جعلت نفسی فی سبیل اللہ حبسا وسوف
لصاحل امیر المؤمنین اذ قال انی لا ارید الجہاد الا لاجل النمو الخ کہا نے
تشید المطاعن جس سے معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم نے خالد کو کہا کہ خالد ص ۱۹۲
ارادہ جہاد نہین کرتا مگر واسطے بلند نامی کے پس اگر مطلق جہاد حسب طرح
ہو موجب فضیلت نہین تو خلیفہ صاحب نے کیون مذمت کی اور انکو
قلب خالد پر کیونکر اطلاع ہوئی بہر کیف اس تقریر سے بخوبی ثابت
ہوا کہ مطلق جہاد اور تائید دین خدا مین جنگ وجدال کرنا موجب
مدح نہین ہے جب تک شرائط ایمان وحقیت وخلوص نہ ثابت ہو
اور اثبات ان امور کا یہان محال ہے یہین سے ہے کہ خود شاہ صاحب
حاشیہ تحفہ مین فرماتے ہین ولاشک ان کان یشہد معہ المشاہد ص ۲۰۱
ویحضر المغازی المنافق یطلب الغنائم والرقیق الدین والمرتد والشاک
الخ یعنے حضرت کے ساتھ مشاہد ومعرکہای جہاد مین منافقین ومرتدین
وشاکین بھی شریک ہوتے تھے الخ جنہین یقینی کچھہ نہ کچھہ کسی غرض سے
ہو تائید دین ہوتی تھی پس اگر محض شرکت جہاد موجب فضیلت ہے
تو وہ منافق کیونکر کہے جا سکتے ہین اور ان امور سے اگر ہم قطع نظر بھی کرین
تو خود بنص رسول حضرت شیخین کا غیر متصف ہونا ساتھ نصرت دین کے
ثابت ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا صفحہ ۲۵۶ مین ہے کہ حضرت نے قریش سے
فرمایا واللہ خدا اوس شخص کو تم پر بھیجے گا کہ جسکے قلب کا خدا نے واسطے
ایمان کے امتحان کیا ہے اور تم لوگون کو قتل کرے گا واسطے حمایت دین کے
تو ابوبکر نے کہا یا حضرت کیا ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا حضرت

ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین لیکن یہہ وہ شخص ہے جو مرمت میرے
میرے نعل کی کرتا ہے اور اوسوقت جناب امیرؑ کو نعل مبارک واسطے
درست کرنے کے دیا تھا پس ہرگاہ بنص رسول شیخین کا ضاربین علے
الدین کا ہونا معلوم ہوا اور مابعد انشاء اللہ اسلام وعدم تبدیل و تغیر
مالک وغیرہ مانعین زکوۃ بتصریح تمام مذکور ہوگی پس اب شیخین و خالد
وغیرہ پر وہ حکم جاری ہوگا جو صحیح بخاری صفحہ ۶ مین ہے سمعت
رسول اللہ ص یقول اذا التقی المسلمان بسیفہما فالقاتل والمقتول
فی النار الخ یعنے جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کرے تو
قاتل اور مقتول دونون جہنم مین ہین اور کیونکر کوئی مسلمان اسکا قائل
ہوسکتا ہے کہ جن لوگون کو نفس رسول زوج بتول مصداق علی مع
الحق والحق مع علے کاذب غادر خائن آثم جانتا ہو کما فی صحیح المسلم صفحہ
۱۵ جلد ۲ وہ لوگ کبھی مؤمن و دیندار ہونگے حالانکہ صحیح بخاری مین ہے
ص۶ ورق کہ فرمایا حضرت نے چار علامت نفاق ہے جسمین چارون
جمع ہون وہ منافق خالص ہے اور جسمین ایک ہو اوسمین ایک شعبہ
نفاق ہے جب امانت رکھی جائے اوسکے پاس وہ خیانت کرے یعنے
خائن ہو اور جب کلام کرے جھوٹ بولے یعنے کاذب ہو اور جب عہد
کرے غدر کرے یعنے غادر ہو اور جب مخاصمہ کرے تو فجور کرے
یعنے فاجر ہو پس باوصف ثبوت ان اوصاف اربعہ کے شیخین مین
نزد جناب امیر حسب بیان خلیفہ ثانی اسلام کہان رہا بجز نفاق کے
الا ان یکون مخالفا للرسول ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین
لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم

وساءت مصیرًا لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ پس مصدر این
تبدیل وتغییر وتاخیر از حقوق نیستند مگر غیر ملازمین اعراب کہ بصیرتے
در دین وحظے کامل در اسلام حاصل نکردہ بودند پس بغرض تسلیم
کلام عینی وعسقلانی سے معلوم ہوا کہ خلیفہ دوم کو وقت وفات
رسالت مآب تک بصیرت کامل اور حظ وافر اسلام سے نہ تہا پس اگر صاف
صاف اقرار کر دیتے کہ وہی یا وہ بہی مصداق اس حدیث کے
ہین فنعم الاتفاق لیکن یہہ کہنا مولویصاحب کا دیکہو واستماع خبر
وفات سید کائنات الخ پس یہہ جملہ بہی مفید آپکے مطلب کا نہین ہے
کیونکہ اگر مقصود آپکا تعمیم ہے یعنے جملہ منکرین زکوۃ مصداق اس حدیث کے
ہین تو موافق آپکی رائے کے مفتح حدیث کے بالمرہ مخالف ہوتا ہے اسلیئے
کہ آپ وہان تقلیل کے قائل ہین حتے کہ اقل من العشرۃ تین کا ذکر کیا ہے
اور یہان منکرین زکوۃ کی تعداد سیکڑون سے بہی متجاوز ہوتی ہے
جیسا کہ کلام شاہ ولی اللہ سے ظاہر ہے عن قتادۃ قال انزل اللہ ہذہ
الآیۃ وقد علموا انہ سیرتد مرتدون من الناس فلما قبض اللہ
نبیہ ارتد عامۃ العرب عن الاسلام الا ثلثۃ مساجد اہل المدینۃ
واہل المکۃ واہل الجواثا من عبد القیس وقال الذین ارتدوا نصلی
الصلوۃ ولا نزکی واللہ لا تغصب اموالنا فکلم ابو بکر فی ذلک
لیتجاوز عنہم وقیل اما لو قد فقہوا ادوا الزکوۃ فقال واللہ
لا افرق بین شیء جمعہ اللہ ولو منعونی عقالا مما فرضہ اللہ
ورسولہ لقاتلتہم علیہ فبعث اللہ بعصائب مع ابی بکر فقاتلوا
حتے قتلوا واقروا بالماعون وہو الزکوۃ قال قتادۃ فکنا نتحدث

ص ۱۷۶ ازالۃ الخفا
بیان منعین زکوۃ

ان ھذہ الآیۃ فی ابابکر واصحابہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و
یحبونہ الخ یعنے قتادہ سے منقول ہے کہ خدا نے یہہ آیت نازل کیا اور
وہ جانتا تھا کہ کچھہ لوگ مرتد ہونگے جب آن حضرت نے انتقال فرمایا تو عام
عرب اسلام سے مرتد ہوگئے مگر تین مسجد اہل مدینہ اہل مکہ اور اہل جواثا
قبیلۂ عبد القیس سے اور جو لوگ مرتد ہوئے وہ کہتے تھے کہ ہم نماز پڑھینگے
مگر زکوۃ نہ دینگے قسم بخدا کہ ہم مال اپنا غصب ہونے نہ دینگے پس ابو بکر
سے لوگون نے کہا کہ انسے درگذر کرو بعض نے کہا اگر یہہ واقف ہوتے
تو زکوۃ دیتے ابو بکر نے کہا واللہ ہم جدا نکرینگے اوس چیز مین جسکو
خدا نے جمع کیا ہے اگر یہہ لوگ وہ ریسمان جسمین جانور باندہی جاتے
ہین نہ دین مفروضہ خدا سے تو ہم انسے قتال کرینگے پس خدا نے اس
لشکر کو ہمراہی ابو بکر او نپر مسلط کیا یہانتک کہ اونکو قتل کیا اور زکوۃ
اونسے لیا کہا قتادہ نے کہ پس ہم لوگ باخود ہا بیان کرتے تھے کہ یہہ
آیۂ دربارۂ ابو بکر نازل ہوا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ یہہ لوگ یعنے
جسقدر لوگ مرتد ہوئے وہ اصل زکوۃ کے منکر تھے اور اونہین
پر مرتد عن الاسلام کا بہی اطلاق ہوا اور سوای مکہ اور مدینہ او جواثا
کے جتنے لوگ مسلمان تھے وہ سب کے سب بوجہ انکار زکوۃ کے مرتد
ہوگئے او ببوجہ اقرار زکوۃ پہر مسلمان ہوئے اور کتاب زین الفتے
مین ابو محمد احمد بن محمد بن علی عاصمی بذیل ذکر ارتداد حارث بن سنان
اسدی لکھتے ہین وکان اول من ارتد فاما اھل الردۃ فکانوا لا ینتصرون
ولا یتھودون ولا یتمجسون انما قالوا نصلی ونصوم ولا نودی
الزکوۃ فاما اول من تنصر من الاسلام فانہ حارث بن سنان انتھی

یعنے حارث بن سنان اول شخص ہے جو مرتد ہوا اور اہل ردۃ نہ نصرانی
ہوئے تھے نہ یہودی نہ مجوسی وہ یہی کہتے تھے کہ ہم نماز پڑہینگے روزہ
رکہینگے مگر زکوۃ نہ دینگے پس اس سے بہی بخوبی واضح ہوا کہ جتنے لوگ مرتد
ہوئے تھے وہ اصل اسلام سے نہین مرتد ہوئے تھے بلکہ بوجہ انکار
زکوۃ مرتد ہوئے اور ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین بذیل انکار ابن
مسعود از قرانیت معوذتین فرماتے ہین وقد قال ابن الصباغ فے
الکلام علے مانعی الزکوۃ وانما قاتلھم ابو بکر علے منع الزکوۃ ولم یقل
انھم کفروا بذلک الخ یعنے قتل نہ کیا ابو بکر نے اون لوگون سے مگر بوجہ
منع زکوۃ کے اور یہہ نہ کہا کہ وہ لوگ کافر ہوگئے الخ پس اگر کل مرتدین
کو جو بتصریح اکابر اہلسنت حقیقۃً مانعین زکوۃ سے تھے مورد اس حدیث
اصحابی کا قرار دین جیسا کہ مولویصاحب نے فرمایا و بمجرد استماع خبر وفات
سید کائنات از دادن زکوۃ و اخذ صدقات دست کشیدند الخ تو
خود اونکے کلام مین تناقض صریح لازم آتا ہے کیونکہ ابتدا مین تقلیل
کے قائل ہوئے جسکو اقل من العشرۃ بنایا تہا اور اب مرتدین کی مقدار بہت
کثیر قرار پاتی ہے ولا یرضی بہ عاقل فضلاً عن فاضل پس معلوم ہوا
کہ مراد مولویصاحب کل افراد مرتدین مذکورین نہین ہے بلکہ مالک
بن نویرہ و اصحاب اونکے مراد ہین چنانچہ مولویصاحب نے جابجا
اسکی تصریح بہی کی ہے اور کل مرتدین کو نکال کر بالخصوص مالک بن
نویرہ کو مع اتباع مصداق اس حدیث کا قرار دیا ہے چنانچہ ایک
مقام مین ہے وان عنیتم بارتداد المالک المذکور انحرافہ عن
بعض الحقوق واحداثہ فی الشریعۃ مالم یؤذن بہ اللہ فھب انہ

صـ ۸۶ نہی الکلام

کذلک الخ دوسرے آدم بر اثبات تبدیل وتقصیر و احداث مالک
بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوۃ بر ذمہ او لازم افتاد الخ تیسرے وبجمیع
کہ علماے الحق شکر اللہ مساعیہم فی الدین ورضی اللہ عنہم اجمعین
بر شروح احادیث خیر الانام علیہ الصلوۃ والسلام وغیرہ در
اشعار معتبرہ علم کلام تحقیق والزام طرح اقامت ادلہ بر ردت مالک
متشیعین بالمعنے المشار الیہ فگندہ الخ چوتھے بعد انکار مسیلمہ وطلیحہ
بن خویلد و اسود عنبسی مرتدین کی مصداق حدیث حوض ہونے سے
فرماتے ہین پس معلوم شد کہ از سائر اہل ردہ حریفان نبی پر لیوع
مراد اند الخ علاوہ اسکے تمامی منتہی الکلام مین مصداق حدیث بنانے
مین سوای مالک بن نویرہ کے اور کسیکا نام مذکور نہین ہے جس سے
معلوم ہوا کہ مولویصاحب کے نزدیک مصداق حدیث حوض تحقیقاً مالک
رت عمر یعنے مالک بن نویرہ ہے پس ہر چند اس تحقیق کا بطلان
بہی کلام شاہ صاحب سے ظاہر ہے جیسا کہ مذکور ہوا مگر بحول اللہ
وقوتہ تعالے اب خود کلام مولویصاحب سے مالک کے مصدر
تبدیل وتغییر واحداث وتقصیر ہونے کو ایسا باطل کرتا ہون کہ پہر
جاے دم زدن نہ ہے کیونکہ مولویصاحب بصارۃ العین مین فرماتے
ہین ودر باب بطلان خلافت یزید انچہ در احادیث نبویہ وتصریح اکابر اہلسنت
مذکور ست اگر مخاطب الاشان را شوق استماع آن در سر باشد مختصرش بگوش دل بشنو اخرج
الرویانی فی مسندہ عن ابی الدرداء قال سمعت النبی صلعم یقول اول
من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید انتہی اور
ازالۃ الغین مین فرماتے ہین فکیف کہ حضرت نام یزید فرماید وخروج او

ص ۲۰۳

بنص شارع بوقوع آید وہیچ قیدے از طرف خود افزودہ نشود
پس اول من یبدل سنتی رجل یقال لہ یزید بلا معارض ماند انتہی
جس سے معلوم ہوا کہ یزید پہلا شخص ہوگا جو تبدیل سنت رسول
کریگا پس اگر مولویصاحب قائل ہون کہ مالک سے تبدیل وقوع
مین آیا تو تکذیب اس حدیث کی لازم آتی ہے پھر اولیت تبدیل یزید
کیونکر درست ہوگی مولوی صاحب یقینا قبول کرتے ہین پس تحریر
سابق اونکی جو درباره مالک ہے یقینی منسوخ ہوگئی سند لک بنظر
مزید تسکین خاطر وقت ماثر مولوی حیدر علی ضرور ہے کہ حال مالک
کیطرف توجہ کامل کیجائے اور تحقیق حق حاصل کیجائی پس واضح ہو
کہ اس مقام پر جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ وارضاہ
نے عجب تحریر لطیف و تقریر شریف فرمائی ہے کہ اہلسنت کیلیے
راہ چارہ وتدبیر مسدود ہوگئی اور ساری حرفتین اونکی مردود
ہوگئین چنانچہ مولوی صاحب نے خود اوس عبارت کو نقل کیا ہے
اور اوسکے ابطال کے لیئے کیا کیا پیچ وتاب کھایا ہے جس سے
عاجزی وزبونی اونکی نمایان ہے اور حیرانی وسرگردانی
مثل آفتاب درخشان تابان ہے وھذہ عبارتہ الشریف کما فی منتہی
الکلام واما صنیع خالد فی قتل مالک الخ یعنے حرکت خالد دربارہ
مالک کہ اوسکو قتل کیا اور مال اوسکا لوٹ لیا اور اوسکی زوجہ کے
ساتھہ اوسی شب مباشرت کی حالانکہ کوئی امر اوس سے ایسا ظاہر
نہوا تھا کہ وہ مرتد قرار دیا جائے بلکہ خلاف اسکا اوس سے نمایان
تھا کہ وہ مسلمان تھا اور حقیقۃً لائق اس سزا کا وہ شخص تھا جسنے غفلت کیا اوسکے

حقوق سے اور قاتل مالک یعنی خالد بن ولید پر حکم خدا کو جاری نکیا
اور خطا پر مصر رہا حالانکہ خود خالد کی خطا کا اقرار کیا اور قبل اسکے کہ
ہم اون روایات پر غور و فکر کرین کہتے ہین کہ کیونکر جائز ہے اہلسنت
کو کہ وہ اسکے قائل ہون کہ مالک با وصف اقرار بصلوۃ و صوم منکر
زکوۃ تہا حالانکہ قرآن مین دونون کا حکم ساتھہ ہی آیا ہے اسلیئے کہ
اگر وہ اسکے قائل ہون کہ مالک با وصف اقرار بصلوۃ منکر زکوۃ
تہا تو اس سے خود اونکے اصول مقررہ باطل ہوتے ہین کیونکہ بیقین
معلوم تہا کہ زکوۃ و صلوۃ کا حکم شرع محمدی و دین اسلام مین یکسان
تہا پس اگر اہلسنت قائل ہون کہ مالک منکر زکوۃ تہا تو لازم آتا ہے
کہ اصول دین کے اصول دین ہونے مین قدح لازم آوے اور زکوۃ
کا ضروریات دین سے ہونا باطل ہو جائے اور اس سے زیادہ عجب
یہہ ہے کہ قاضی القضاۃ صاحب مغنی کہتے ہین ایسا ہی حال تہا کل اہل
ردہ کا یعنے وہ لوگ بہی نماز پڑہتے تہے اور منکر زکوۃ تہے حالانکہ ہمنے
بیان کیا کہ یہہ امر بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت محال ہے اور خود یہہ
روایت کیونکر صحیح ہو سکتی ہے اسلیئے کہ جمیع اہل نقل نے روایت کی
ہے کہ جب خلیفۂ اول نے لشکر واسطے قتال مرتدین کے روانہ کیا
تو اونکو حکم دیا کہ تم اذان و اقامت کہو اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے
ہو وہ بہی اذان کہین اور اقامت کرین تو اونسے باز آؤ نہ لڑو اور
اگر ایسا نکرین تو بے تامل اونسے جنگ و جدل کرو پس خلیفہ صاحب
نے علامت اسلام کی اذان و اقامت کو قرار دیا پس یہہ کہنا قاضی
صاحب کا کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے تہے غلط ہوا اور خود

یہہ امر یقینی ہے کہ اصحاب مسیلمہ و طلحہ وغیرہ نے خود دعوای نبوت
کیا تہا اور اصل اسلام سے روگردان ہو گئے تہے اور نہ اسلام
کی نماز کو مانتے تہے نہ کسی دیگر احکام اسلام کو انتہی ترجمۃ کلامہ الشریف
اب اس تقریر شریف و عبارت لطیف و تحریر منیف کو ہر پہلو و
جوانب سے دیکہنا چاہیئے اور اسکی جودت و متانت پر نظر رکہنا
چاہیئے کہ کیسا اہلسنت کو محصور کیا اور عن ایمانھم و شمائلھم غضب
کردگار سے مقہور کیا مولوی حیدر علی اس سے یہہ سمجہے ہین کہ جناب
سید رضا اصل ردہ مالک کو فی نفس الامر محال ثابت کرتے ہین
چنانچہ کما شریف مرتضی امام الائمہ طائفہ در کتاب شافی کہ بجواب
مغنی قاضی القضاۃ عبد الجبار معتزلی بقالب تالیف در آوردہ بمقتضاے
حبک الشئی یعمی و یصم در صدد آن شدہ کہ ردت مالک را بمعنے انکار
زکوۃ از دائرہ امکان بیرون نماید چنانچہ عبارت شریف مذکور
کہ حیرتنگاہ خلائق ہست بچشم عبرت بین ملاحظہ باید کرد سبحان اللہ
کیا خوش فہمی ہے اور کیا لیاقت علمی جناب سید اس استحالہ قبول
روایات کو بنابر اصول موضوعہ اہلسنت ثابت کرتے ہین یا فی نفس
الامر یا بنابر اعتقاد خود سچ ہے حبک الشئی یعمی و یصم نے مولوی
صاحب کو ایسا مجبور کیا کہ اونہون نے عبارت جناب سید کو
ندیکہا نہ سنا دیکہیئے جناب سید خود فرماتے ہین کیف یجوز عند
خصومنا علی مالک و اصحابہ جحد الزکوۃ یعنے ہمارے فریق مخالف
اہلسنت کیونکر اسکے قائل ہو سکتے ہین کہ مالک اور اوسکے اصحاب
نے باوصف اقرار صلوۃ انکار زکوۃ کیا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ

Presented by Ziaraat.Com

یہہ استحالہ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ہے نہ فی نفس الامر
ولعمری ذلک طریف جداً ایسی خوش فہمی کے ساتہہ مولویصاحب
اعتراض بہی کرتے ہین چنانچہ اول اعتراض اونکا یہہ ہے نخستین
آنکہ اگر مراد از مقارنت صلوۃ و زکوۃ این معنی ست کہ اکنون ممکن
نیست کہ احدی از مردم بفرضیت احدہما دون الآخر قائل گردد
فمع انہ اغرب من کل غریب عند المنصف اللبیب مکذب شبہہ
مشہور است کہ علمای فریقین در کتب خویش آوردہ اما کلام علمای
مخالفین پس قبل ازین گذشت و اما کلام علمای اہلحق پس درین
مقام انچہ فخر المتکلمین امام المتبحرین در تفسیر کبیر تقریرش فرمودہ
وکنتوری در ہفوات خود نقل نمودہ بران اکتفا میرود فانظر
الی عبارتہ احتج مانعو الزکوۃ فی زمان ابی بکر الصدیق بہذہ الآیۃ
وقالوا انہ تعالی امر الرسول باخذ الصدقات ثم امرہ ان یُصلّی
علیہم وذکر ان الصلوۃ سکن لہم فکان وجوب الزکوۃ مشروطا
بحصول ذلک السکن ومعلوم ان غیر الرسول لا یقوم مقامہ
فی حصول ذلک السکن فوجب ان لا یدفع الزکوۃ الی احد غیر
الرسول انتہی ترجمہ یعنے مانعین زکوۃ نے استدلال کیا ابوبکر
کے زمانہ مین اس آیہ کے ساتہہ اور کہا کہ خدا نے اپنے رسول کو
حکم کیا باخذ صدقات اور حکم کیا بصلوۃ اون لوگون پر اور یہہ بہی
ذکر کیا کہ یہہ صلوۃ سکن یعنے موجب رحمت ہے اون لوگون کے
لیئے اور معلوم ہے کہ غیر رسول اس بارے مین حضرت کا قائم مقام
نہین ہوسکتا تو ضرور ہوا کہ غیر رسول کو زکوۃ نہ دیجائے اور صرافت

منتہی

اس کلام کی مولوی صاحب کی از قبیل بدیہیات ہے اسلیئے کہ جناب سید
استحالۂ انکار زکوٰۃ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت ثابت فرماتے
ہین تو مولویصاحب کو ضرور تہا کہ اپنی اصول موضوعہ کو یاد کرتے
اور اس کلام کو بخوبی سمجھتے جب جو چاہتے کہتے پس ضرور ہے کہ ہم
پہلے وجہ اس استحالہ کی مولوی صاحب کو سمجھالین بعد اوسکی اونکی
کلام کی بطلان کو ظاہر کرین علامہ سیوطی اتقان مین فرماتے ہین
کہ اصل تواتر قرآن پر ایک مسئلہ بہت مشکل امام فخر الدین نے وارد
کیا ہے کہ ابن مسعود سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ سورۂ حمد اور
معوذتین کے قرآن ہونے کے منکر تھے اور یہہ امر بہت مشکل ہے
اسلیئے کہ اگر ہم کہین کہ قرآن کو زمانۂ صحابہ مین تواتر حاصل تہا تو پہر
ابن مسعود نے جو قرآن متواتر کا انکار کیا اس سے کفر اونکا لازم
آتا ہے اور اگر کہین کہ اوس زمانہ مین قرآن کو تواتر حاصل نہ تہا
تو لازم آتا ہے کہ قرآن متواتر الاصل نہ ہے اور یہہ اوس سے
زیادہ مشکل ہے پس اس عقدۂ لاینحل کے دفعیہ کے لیئے ضرور ہے
کہ ہم قائل ہون کہ اصل روایات دربارۂ مذہب ابن مسعود بانکار
قرآنیت معوذتین و سورۂ حمد باطل ہے جب ہی نجات ہوگی والا
فلا انتہی ملخصًا وقد مر سابقًا پس اسیطرح کا اعتراض یہان بہی
دربارۂ انکار مالک بفرضیت زکوٰۃ وارد ہوتا ہے لہذا اہلسنت
کو ضرور ہے کہ اصل روایات کا انکار کرین اور تقریر اوسکی یون ہے
کہ ہرگاہ اوس زمانے مین قرآن متواتر اور حکم صلوٰۃ و زکوٰۃ کہ یہا
ضروریات دین سے ہے یکسان تہا اور مالک مقر بقرآن و مقیم صلوٰۃ

Presented by Ziaraat.Com

تو پہر انکار زکوۃ اوس سے کیونکر ہو سکتا ہے اسلیئے کہ اگر زکوۃ کا انکار
کیا تو لازم آتا ہے کہ کافر ہو جائے کیونکہ منکر ضروریات دین کافر ہے
جیسا کہ شاہ صاحب نے لکھا ہے اور کوئی اوسکو کافر نہین کہتا والا
تکذیب خلیفۂ دوم لازم آتی ہے اور جہالت اونکی ثابت ہوتی ہے
بلکہ کل صحابہ کی جہالت کیونکہ قتل منکرین زکوۃ مین سب شامل تھے
اور کسینے نہ کہا کہ بسبب انکار زکوۃ وہ منکر ضروریات دین ہوکر کافر ہوا
بلکہ صدر اول مین کوئی متنفس مدعی کفر مالک نہوا علاوہ مفاسد عدیدہ
جس وجہ سے مولوی صاحب نے معنی ارتداد مین تاویل کیا اور یہ اگر کہی
کہ احکام قرآنی واقتران صلوۃ بزکوۃ اوس زمانے مین متواتر نہ تھا
تو پہر اصل تواتر قرآن اور ضروریات دین کا ضروری دین ہونا باطل
ہوتا ہے ولا یرضی بہ مسلم پس سوای اسکے اہلسنت کو کچھ چارہ نہین ہے کہ مثل
امام رازی اپنی اصل روایات انکار زکوۃ کا انکار کرین اور اوسکو باطل
قرار دین پس بنا بر لزوم احد الامرین الممتنعین یعنے یا اقرار بکفر مالک
بوجہ انکار زکوۃ وجہل وکفر خلیفۂ دوم یا التزام عدم تواتر قرآن و
ضروریات دین جناب سید اعلی اللہ مقامہ نے بقاعدۂ اذا ابتلے
بلیتین اختار اہونہما فرمایا کیونکر جائز ہے اہلسنت کو کہ اسکے قائل
ہون کہ مالک نے باوصف اقامت صلوۃ اصل زکوۃ کا انکار کیا
کہ اسکا قائل ہونا بنا بر اصول موضوعہ اونکے جائز نہین ہے پس یا
اصل روایات انکار مالک کا ادای زکوۃ سے انکار کرین یا اسکے قائل
ہون کہ مالک ادای اصل زکوۃ کا نہین منکر تہا بلکہ خلیفۂ اول کے
ہاتہہ مین دینے کا منکر تہا کہ اونکو خلیفۂ اول بحق نہین جانتا تہا اور یہ ہرگاہ

Presented by Ziaraat.Com

شق اول کو اختیار نہین کرسکتے والاصحت صحاح سقام کا بطلان لازم آتا ہے لابد شق ثانی کو اختیار کرینگے و ہو المطلوب از ینجاست کہ حسب نقل مولویصاحب صاحب مفاتیح مالک کو منجملہ باغیون کے شمار کرتے ہین نہ کافر نہ مرتد نہ محدث وغیرہ کذلک ابن حزم اندلسی اپنی کتاب محلی مین پس اس تقریر عدیم النظیر جناب سید سے نہ انکار ورود روایات اہلسنت دربارۂ انکار مالک ظاہر ہوتا ہے نہ انکار روایات اہلحق بشرط وجود وصحت اونکے چنانچہ کاشف اسکا قول جناب سید ہے وقیل ان نتصفح الخ یعنے قبل تلاش کرنے روایات کے ہم کہتے ہین الخ پس اس تقریر لطیف پر اعتراض کرنا مولویصاحب کا خود اعجب عجیب ہے اسلیئے کہ ہرگز جناب سید کا یہہ مقصود نہین ہے کہ وہ روایت موجودۂ فریقین کے منکر ہین جو مولویصاحب کو حاجت نقل اقوال فریقین ہو بلکہ مقصود یہی ہے کہ وہ تسلیم کیونکر کرسکتے ہین والتسلیم فرع الوجود ومعہذا جو عبارت مولویصاحب نے تفسیر کبیر سے نقل کیا ہے اوس سے یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مالک مذکور منکر اصل فرضیت زکوۃ ہو بلکہ وہ مدعی ارتفاع حکم مذکور ہے بوجہ ارتفاع سبب کے کہ بدانست اوسکے وجوب زکوۃ مشروط تہا ساتھ حصول سکن کے اور حصول سکن بوجہ وفات رسول مرتفع ہے کیونکہ غیر رسول قائم مقام آنحضرتؐ ان امور مین نہین ہوسکتا تو اصل حکم زکوۃ بہی مرتفع ہوا پس اس تقریر سے بہی مالک کا منکر اصل زکوۃ ہونا ثابت نہوا غایۃ الامر یہہ کہ اشتباہ ہوا اور ایسے شبہات اکثر صحابہ کو عموماً اور خلیفۂ دوم کو خصوصاً ہوئے ہین چنانچہ قصۂ انکار وفات رسول سے

صـ ۹۹ منتہی الکلام

[marginal note, partly illegible] ... فرع ... ۱۳۲

Presented by Ziaraat.Com

ص ۹۹

ظاہر ہے علاوہ بران تحقیق صاحب مفاتیح کمافی منتہی الکلام وہ زمانہ
زمانۂ تبدیل احکام تہا جیساکہ فرماتے ہین فان قیل لو کان منکروا الزکوٰۃ
فی زمان ابی بکر اہل بغی ولم یکونوا کفارًا فلیکن فی زماننا کذلک
قلنا من انکر فی ہذا الزمان کفر بالاجماع والفرق انہم کانوا من
زمن تبدیل الشریعۃ واحکامہا ولیس الآن کذلک وانہم وقعوا
فی الفترۃ بموت النبیؐ وکانوا جہالا بامور الدین بعیداً من
العلماء الخ یعنے اگر کہا جائے کہ جسطرح منکرین زکوٰۃ زمانہ خلیفۂ اول
مین اہل بغاوت سے تھے اور کافر نہوئے تھے تو چاہیے کہ اس زمانہ
مین بہی وہی حکم ہوگا مین کہ جو اس زمانے مین منکر زکوٰۃ ہو وہ
بالاجماع کافر ہے فرق یہہ ہے کہ وہ لوگ اوس زمانے مین تھے کہ احکام
شریعت کی تبدیل ہوا کرتی تہی اور اب ایسا نہین ہے اور وہ
لوگ بسبب وفات حضرت کے فترہ مین پڑ گئے یعنے شبہہ ہوگیا اور
وہ لوگ امور دین سے چندان واقف نہ تھے بلکہ جاہل تھے اور
علما سے دور رہتے تھے انتہی تو بفرض تسلیم کہ وہ لوگ شبہہ مین
واقع ہوئے پس منکر اصل زکوٰۃ نہوئے بہرکیف استشہاد کو یہان
کوئی مناسبت نہین ہے نہ اوس سے مولوی صاحب کو کوئی
منفعت ہوئی افسوس صد افسوس کلام متسق النظام جناب
سید علام علم الہدی اعلے اللہ مقامہ کی رد کرنے کا حوصلہ ایسے
بزرگ کو ہوا ہے جسکو نہ اپنے اصول کی خبر ہے نہ مواخذۂ فحول
علما کا خوف وخطر اہل حق یعنے شیعہ اثنا عشریہ سے مجادلہ کے لیے
لباس خوارج پہنکر آمادۂ جدال ہوتے ہین اگر حضرت مولوی کو

Presented by Ziaraat.Com

کچھ بھی ادراک و شعور و وقوف و عشور ہوتا تو یہ اعتراضات نہ فرماتے
کیونکہ یہہ کل تقریر جناب سید اصول اہلسنت پر مبنی ہے اور
گویا اقوال صحابہ سے ماخوذ اور مروی ہے کیونکہ سیف بکری خالد
خالد بن ولید قاتل مالک عمری نے بھی اعتراض مالک سے پیش کیا
تھا چنانچہ انسان العیون برہان الدین حلبی مین ہے ویقال ان
خالداً استدعی مالک بن نویرہ وقال لہ کیف ترتد عن الاسلام
وتمنع الزکوۃ الم تعلم ان الزکوۃ قرینۃ الصلوۃ یعنے خالد نے
مالک سے کہا کہ تو کیونکر مرتد ہو سکتا ہے اسلام سے اور منع
کر سکتا ہے زکوۃ کو کیا نہین جانتا کہ زکوۃ اور صلوۃ ایک ساتھ
وارد ہین الخ جس سے معلوم ہوا کہ خالد نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے
کہ باوصف اقرار الصلوۃ تو منکر زکوۃ ہو سکتا ہے حالانکہ اسی جرم
انکار زکوۃ کے سبب سے خالد لڑنے گئے تھے پس گویا کلام جناب سید
تقریر خالد سے ماخوذ ہے اب مین بکمال ادب ملتمس ہون کہ جناب
مولویصاحب یہ کل اعتراضات اپنے روبرو اپنے سیف اللہ خالد
بن ولید کے پیش کرین اور کوئی درجہ تحمیق و تسفیہ مین اپنے سیف اللہ
کے اوٹھا نہ رکھین کہ اونھون نے کیسا مہمل کلام مالک حضرت عمر
سے کہا حالانکہ بقول مولویصاحب مالک نے صاف صاف انکار
زکوۃ کیا اور اوسکی خبرین خلیفہ تک پہونچین جسپر خالد کی تقرری
ہوئی کہ مالک کو قتل کرین اوسپر بھی خالد انکار زکوۃ کو مالک سے
محال ثابت کر رہے ہین وہی نقل ہے جو اکثر مولویصاحب ازالۃ الغین
مین فرماتے ہین کہ تیر تو لگ گیا ہے مگر خدا جھوٹ کرے باقی

ص ۳۰
خالدین
... بنی خدیمہ
... التشنید

اس کلام کی شق ثانی جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ اگر مقصود شش
این است کہ حق تبارک و تعالی در جاہای بسیار ہر دو عبارت را در کتاب
مستطاب خویش جمع کردہ پیہم آوردہ پس مسلم است لیکن با مدعای شریف
کہ استحالۂ انکار مالک بن نویرہ از دادن زکوۃ و اقرار صلوۃ است
ربطی ندارد زیراکہ نہ بدیہی است نہ برہانی بران قائم شدہ کہ ہرگاہ دو
چیز در کلام شارع مقارن یکدیگر مذکور شود تمامی احکام و قیود و
جہات ہر دو مساوی الاقدام باشند فکیف ہمہ مردم درین امور
بر مسلک واحد متفق اللفظ والمعنی باشند الی آخر عبارتہ پس نہایت
لغو ہے اما اولاً پس اسلئے کہ مخالف مقصود جناب سید ہے جیسا بیان
ہوا جب تک غرض قائل نہ سمجھے تخمینی باتون سے اوسپر اعتراض کرنا کار
فضلا نہین ہے ثانیاً مشالیۃ لمولویصاحب کہتا ہون کہ اس صورت
مین بہی کلام جناب سید نہایت متین ہے کیونکہ یہہ امر بدیہی ہے
کہ جب کوئی مدعی ہو کہ ہم حکم خدا اور رسول کو مانتے ہین اور اسلام پر باقی
ہین اور کل صحابہ بہی ایسا ہی کہین اور تسلیم کرین تو ضرور ہے کہ کل احکام
کو مانے اور قبول کرے خصوصاً اون امور کو جو ضروریات دین سے
ہون کہ اگر ایک کا بہی منکر ہو تو کافر ہو جائے نہ یہہ کہ ایک حکم کو تسلیم کرے
دوسرے کا انکار کرے اسپر بہی اکابر صحابہ باوصف علم و یقین کہ یہ منکر
ضروری دین کا ہے اور خلیفہ بحق اوسکے قتل کا حکم دیتے ہین کل
مہاجر و انصار اوسکو مسلمان اور مومن نیک اعتقاد کہین اور
اوسکی تبدیل و تغیر نہ کرینگے گواہی دین حالانکہ ہرگز کوئی شخص
ایسے کو مسلمان نہین کہہ سکتا گا مگر در صورتیکہ وہ اس ضروری

دین کا کوئی دوسرے معنے لگاتا ہو اور اپنی غلط فہمی سے اوسکا منکر
ہو جیسا کہ ما نحن فیہ مین ہے پس معلوم ہوا کہ وہ اصل حکم کا منکر نہین
تہا بلکہ اوس معنی کا منکر تہا جسے اور لوگ بیان کرتے ہین اور یہ امر
دیگر ہے از بنجاست کہ چونکہ وہ بمعنی دیگر بطور تاویل یا غلط فہمی
یہ حکم لگاتا تہا اسی وجہ سے آپ بہی اوسکو کافر نہین کہتے پس
غرض جناب سعید یہی ہے کہ مالک منکر اصل زکوۃ نہ تہا جیسا کہ
اہلسنت ظاہر کرتے ہین والا مفسدہ عظیمہ لازم آتا ہے کہ اکابر
صحابہ و اکثر اہلسنت منکر ضروریات دین کو بہی مؤمن و مسلم سمجھتے
ہین اور کل صحابہ اوسکے اسلام و ایمان پر متفق ہوئے اور اوسکے
قاتل سے آمادہ اخذ قصاص ہوئے پس ضرور ہے کہ واسطے دفع
کرنے اس بلا کے اہلسنت اون روایات کو جو درباب انکار زکوۃ
ہے قبول نکرین مثل انکار فخر رازی دربارہ روایات انکار
ابن مسعود قرآنیت حمد و معوذتین سے والا اسلام خلفا و دیگر
صحابہ مین بنا بر اصول اہلسنت کلام لازم آتا ہے و انکان
الامر کذلک ثالثاً مقارن صلوۃ سے مصطلح شرعی یا تصدق مراد
ہونا خارج از بحث ہے ؏ ہر سخن جائی و ہر نکتہ مقامی دارد
اسیوجہ سے جو مولوی صاحب نے تعریض طرف آیہ انما ولیکم اللہ
و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوۃ و یؤتون
الزکوۃ وھم راکعون بنا بر لفظ یؤتون الزکوۃ کیا ہے اور
تشنیعات لاطائلہ سے اپنے نامہ اعمال کو سیاہ کیا ہے قلم انداز
کیا جاتا ہے خصوصاً در صورتیکہ مورد اوس تشنیع و تعریض کے

فریقین ہون کیونکہ اکابر مفسرین اہلسنت نے بہی نزول اس آیہ
کریمہ کو جناب امیر علیہ السلام کے بارے مین روایت کیا ہے جسکو
شوق اس مبحث کے مطالعہ کا ہو وہ بوارق موبقہ و وجیزہ
جناب سبحان علی خان مرحوم و حدیقہ سلطانیہ جناب سید العلماء
و عبقات الانوار فی امامۃ الائمۃ الاطہار ملاحظہ کرے انشاء اللہ
بعد مطالعہ ان کتابون کے پہر جو صلہ تعریض و تشنیع کا باقی نہ رہیگا
الا ان یکون خارجاً عن الاسلام یہان عبارت تفسیر کبیر امام المتکلمین
فخر الدین رازی پر اقتصار کیا جاتا ہے وہذہ عبارتہ والثانی
روی عطاء عن ابن عباس انہا نزلت فی علی بن ابیطالب ع روی
ان عبد اللہ ابن سلام قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قلت یا رسول اللہ
انا رأیت علیاً تصدق بخاتمہ علی محتاج وہو راکع فنحن نتولاہ
وروی عن ابی ذر انہ قال صلیت مع رسول اللہ ص یوماً صلوۃ الظہر
فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء و
قال اللہم اشہد انی سألت فی مسجد الرسول ص فما اعطانی احد
شیئاً و علی ع کان راکعاً فاومی الیہ بخنصرہ الیمنی وکان فیہا خاتم
فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرائی النبی ص فقال اللہم ان اخی
موسی سالک فقال رب اشرح لی صدری الی قولہ واشرکہ فی
امری فانزلت قرآناً ناطقاً سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما
سلطاناً اللہم وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسرلی
امری واجعل لی وزیراً من اہلی علیاً اشدد بہ ظہری قال ابو ذر رضی اللہ
ما اتم رسول اللہ ہذہ الکلمۃ حتی نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرء

Presented by Ziaraat.Com

انّما ولیّکم اللہ و رسولہ الی آخرہا انتہی موضع الحاجۃ یعنی
عطا نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ آیۂ انّما ولیکم اللہ در بارۂ
علی بن ابی طالبؑ نازل ہوا اور عبداللہ بن سلام سے منقول ہے
کہ جب یہہ آیہ نازل ہوا تو مینے عرض کیا یا رسول اللہ مینے دیکھا ہے
کہ جناب امیرؑ نے حالت رکوع مین انگشتری مبارک کو تصدق فرمایا
ایک محتاج پر اور ابوذر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک روز
مینے حضرت رسول خداؐ کے ساتھہ نماز ظہر پڑہی ایک سائل نے
مسجد نبوی مین کچھہ سوال کیا کسینے اوسکو کچھہ نہ دیا پس سائل نے
ہاتھہ اپنے آسمان کی طرف بلند کیئے اور کہا خداوندا گواہ رہنا مینے
مسجد رسول مین سوال کیا کسی نے کچھہ نہ دیا اوسوقت حضرت علیؑ
رکوع مین تھے پس سائل کیطرف انگشت مبارک سے اشارہ کیا اوسمین
انگشتری تھی سائل نے وہ انگشتری نکال لی اور یہہ امر روبروی
آنحضرتؐ واقع ہوا پس فرمایا حضرت نے پروردگارا برادر میرے
موسیٰؑ نے تجھسے عرض کیا کہ ہمارے سینہ کو کشادہ کر اور ہارون کو
وزیر میرا بنا اور شریک امر قرار دے پس تو نے قرآن ناطق نازل
کیا کہ قریب ہے ہم تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھہ مضبوط کرینگے
اور تم دونون کو غلبہ دینگے خداوندا مین محمد ہون نبی تیرا اور صفی تیرا
پس کشادہ کر صدر میرا اور ہمارے امور کو سہل کر اور ہمارے
اہل سے علیؑ کو وزیر میرا بنا اور بسبب اوسکے پشت میری قوی کر
حضرت ابوذرؓ کہتے ہین قسم بخدا ابھی دعا حضرت کی تمام نہ ہوئی
تھی کہ جبرئیل امین نازل ہوئے اور آیۂ انما ولیکم اللہ لائے انتہی

Presented by Ziaraat.Com

افسوس ہے مولویصاحب کے حال پر کہ اپنے بیان کی روایات
پر نظر نہین کرتے اور ناحق وناروا تشنیع کرتے ہین اب اس
روایت کو جو تین صحابی سے منقول ہے ملاحظہ کرین اور جو چاہین
کہین مگر یہہ بھی یاد رہے کہ منکر خبر واحد کافر ہے پس یہہ خبر جو
متواتر یا قریب بتواتر ہے اوسکے منکر کا کیا حال ہوگا رابعًا یہہ کہنا
مولویصاحب کا مقصود ازین تقریر برارت ذمہ مالک نسبت
کہ تبرئہ اینگونہ تردامنی خارج از امکان است موجب خندہ
سرشار ہے کیونکہ مالک ان لوگون کے کب خواہان اس احسان
کے ہین اسلیئے کہ اوس مالک نے اپنے سلوک خلیفہ دوم وعبداللہ
بن عمر وطلحہ وسعد وابوقتادہ وغیرہ کی شہادتون سے برارت
کلی اپنی حاصل کرلے اور تردامنی خلیفہ اول وسیف اللہ کو باقرار
خود خلیفہ بخطای سہ گانہ خالد واستیفای دیت من بیت المال
ثابت کر دے اور اپنی بے جرمی کی فارغخطی لے لی ہے کہ ناحق و
ناروا مالک خلیفۂ دوم مقتول ہوا اور قائلین وحاکمین درا این
بالقتل پر الزام خون ناحق مسلمان کا دہر گیا وکفی بذلک لہ فخرًا
وفازشرفًا وذخرًا لیکن دوسرا اعتراض مولوی صاحب کا
جسکو ان الفاظ سے بیان کیا ہے دوم آنکہ اگر مطلب این است
کہ ممکن نیست کہ شخص مجتہد بوجوب احد ہما دون الآخر حکم کند پس
اثبات پایۂ اجتہاد برای مالک خویش بذمۂ اولیای شریف
مرتضی خواہد بود واین از جملہ مستبعدات بلکہ محالات است چہ
از روایات وعبارات علمای جانبین قبل ازین بعرض وضوح آمدہ

منتہی الـ

که مالک بجهت ضعف اسلام و مخالفت امام از حدود الهی و واجبات
شرعی تجاوز کرده هرگز لیاقت اجتهاد نداشت پس بسبب سلب
امکان حکم بفرضیت احدهما وحدود و فرضیت الآخر از شخصی که بمرتبه اجتهاد
نرسیده باشند لازم نمی آید که مالک و مملوکین او که بلاریب مخالف
اصحاب کبار و اهلبیت اطهار اخیار بودند چنانچه الفا گذشته اگر
بوجوب نماز قائل باشند ضرور است که بوجوب زکوة هم قائل
شوند بلکه بعنت و انحراف و حرص شان که بروایات فریقین ثابت
اقتضای آن دارد که از ادای زکوة سرباز زنند و از نماز دست
بردارند چنانچه گفته اند که قرآن بر سر زبان است و زر میان جان
بیت بدیناری چو خر در گل بمانند + وگر الحمد خواهی صد بخوانند +
پس دلیل کمال فهم و ذکا و عقل رسای حضرت مولوی ہے اما اولا
پس ہرگاہ مطلب شریف جناب سید نہایت واضح ہے کہ بنا بر
اصول موضوعہ سنیہ یہہ الزام لگتا ہے تو مثل حاکمین کے ایسے کے
کھیت مین گم ہونے کی کوئی وجہ نہین ہے اون اصول موضوعہ کا
اپنی انکار کرین تا اس الزام کے عذاب سے نجات پائین ثانیا ہر چند
غرض جناب سید نہ اثبات اجتہاد مالک ہے بنا بر اعتقاد اہلسنت
نہ انکار وجود روایات لیکن ہرگاہ خود مولوی صاحب نے کلام جناب سید کو
بوجہ اپنے خوش فہمی کے اس معنی قبیح پر حمل کرتے ہین تو مین بھی
متابعۃ گوش گزار کرتا ہون کہ اگر مقصود آپکا یہہ ہے کہ بنا بر اصول
اہل حق مالک کا اجتہاد ثابت نہین ہے جیسا کہ قبل اسکے کہہ چکے ہے
وبجہ آنکہ مملوکان مالک و طرفداران آن بے نصیب و ہالک

Presented by Ziaraat.Com

بر اثبات اجتہاد شش قدرتے ندارند کہ محصل اوسکا یہہ ہے اگر مالک
منکر خلافت ابوبکر و مقر بخلافت جناب امیرؑ تہا تو ضرور تہا کہ اطاعت
خلیفہ اول بنابر مسئلہ تقیہ کرتا اور زکوٰۃ اونکے عمال کے حوالہ کرتا
پس لبسبب ترک تقیہ یہہ سزا ملی اور بوجہ اسکے کہ مخالفت جناب
امیرؑ کی کہ حکم خلیفہ نہ مانا تو فاسق ٹہرا اور فاسق مجتہد نہین ہوسکتا انتہی
محصلاً تو اس سے آپکو کوئی فائدہ نہین کیونکہ بنابر مذہب اہل حق
اسکے خلفا و صحابہ و مجتہدین کا بہی اجتہاد ثابت نہین ہے بلکہ خطا
و کفر و نفاق اونکا مسلم ہے پہر اس سے آپکو کیا فائدہ ملا باقی مخالفت
تقیہ کو جو مولوی صاحب فرماتے ہین کہ مقصود اونکا تعریض کو تشنیع
ہے تقیہ پر پس خود صحیح بخاری مین ہے التقیۃ الی یوم القیمۃ
اور وجوب تقیہ عند خوف الضرر ہے نہ مطلقاً پس ممکن ہے کہ مالک
حضرت عمر کو خوف ضرر نہ ہو اور موافقت سعد بن عبادہ جو مصادیق
اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم سے تہے باعث قوی اسکا ہوا
ہو کہ یہہ اقتدا بہی موجب اہتدا ہے اور مخالفت جناب امیر
علیہ السلام اوسوقت ثابت ہوگی کہ آپ اسکو ثابت کرین کہ بعد صلح
جناب امیرؑ با ابوبکر مالک نے مخالفت کی ہو اور یہہ امر محال ہے
کیونکہ جناب امیرؑ کا بیعت نہ کرنا چہہ مہینے تک خود صحیح مسلم اور صحیح بخاری
سے ثابت ہے اور قتل مالک قبل اوسکے واقع ہوا جیسا کہ خود مولوی
صاحب نے فرمایا ہے کہ بفور استماع خبر مصیبت اثر رحلت نبوی
مالک نے ادائے زکوٰۃ سے انکار کیا پس معلوم ہوا کہ مالک بمتابعت
جناب امیرؑ اوسوقت تک مخالف خلیفہ رہا حتے کہ شد انچہ شد فاین الفسق

جبر تقیہ

اور شاہ ولی اللہ نے بتصریح تمام مخالفت جناب امیرؑ اور نہ موافقت
کرنا صحابہ کا اس قتل مین ازالۃ الخفا مین لکھا ہے پس دعاوی باطلہ
مولوی صاحب باطل ہوگئے و قد یجیئ فیما بعد ایضاً انشاء اللہ اور
اگر مقصود یہہ ہے کہ بنا بر اصول موضوعہ اہلسنت مالک کا اجتہاد
ثابت نہین ہے تو محض غلط ہے کیونکہ ہرگاہ عموماً ہر صحابی آپ کی نزدیک
مجتہد مسلم ہین تو اس صحابی کے مجتہد ہونے مین کیا عذر ہے جسکو
بہ نسبت دیگر صحابۂ مقبولین آپکے مرتبۂ ریاست و عہدۂ اخذ صدقات
بھی عہد رسول سے حاصل تھا کیونکہ ریاست بغیر قابلیت ناممکن ہے
ثالثاً ہرگاہ خالد بن ولید کا قتل مالک مین باقرار خلیفۂ اول و اتفاق
دیگر صحابہ خطا کرنا ثابت ہے جیسا کہ بیت المال سے دیت دینا کاشف
اسکا ہے تو ضرور اجتہاد مالک مع الصواب آپکے نزدیک ثابت ہوگا
رابعاً ہرگاہ زنان پردہ نشین جنکو خود جاہل و نافہم و نادان بھی کہتے
ہین مجتہد ہون اور استنباط مسائل کرین جسپر خلیفۂ دوم فرمائین
کل الناس افقہ من عمر حتی العجائز تو اس صحابی جلیل القدر رئیس
مقرر کردۂ رسول کے اجتہاد مین کیا عذر ہے خامساً ہرگاہ غاصبان
خلافت علوی و باغیان امیر مؤمنان بلکہ محاربین و مقاتلین نفس
رسول منان کا عموماً اجتہاد آپکے یہان مسلم ہے تو پھر اجتہاد مالک
بخطا ہو یا صواب آپکو کیا عذر رہے سادساً ہرگاہ ابن ملجم ملعون
باوصفی کہ صحابی بھی نہ تھا آپکی یہان بالاتفاق مجتہد علی الاطلاق ہو جیسا کہ
سابقاً مذکور ہوا بلکہ عمر بن سعد ملعون بھی بسبب اسکے کہ وہ قاتل
جناب سید الشہداء روحی لہ الفداء تھا آپکے یہان صدوق و ثقہ و مجتہد

پایا تو مالک کو بوجہ عدم بیعت ابو بکر کون کہہ سکتا ہے کہ مجتہد
تھا ملا علی قاری شرح مشکوۃ مین فرماتے ہین قال ابن معین
فی عمر بن سعد کیف یکون من قتل الحسین ثقۃ انتہی اقول
رحم اللہ من انصف والعجب ممن یخرج حدیثہ فی کتبہم مع علمہم
بحالہ ثم کلام میرک وفیہ انہ لم یباشر قتلہ ولعل حضورہ مع
العسکر کان بالرای والاجتہاد وربما حسن حالہ وطاب مالہ
ومن الذی سلم من صدور معصیۃ عنہ وظہور زلۃ منہ
فلو فتح ہذا الباب اشکل الامر علی ذوی الالباب انتہی مایہ ھفی یعنی
کہا ابن معین نے دربارۂ عمر بن سعد کہ قاتل جناب امام حسین علیہ السلام
کیونکر موثق ہو سکتا ہے میرک کہتے ہین خدا رحم کرے صاحبان انصاف
پر مگر تعجب ہے اون لوگون سے جو عمر بن سعد سے روایات اپنی
کتابون مین نقل کرتے ہین حالانکہ اوسکے حال سے بخوبی واقف ہین
شارح ملا علی کہتے ہین کہ یہہ کلام قابل اعتبار نہین ہے کیونکہ وہ
خود مباشر قتل نہوا اور ممکن ہے کہ عمر سعد بقوت اجتہاد یہ حاضر لشکر
ہوا ہو اور باجتہاد رای یہہ کام کیا شاید اسکے بعد اوسکا حال اچھا ہو
مآل اوسکا خوب ہو علاوہ بران کون ایسا ہے جو معصیت اور
لغزشون سے مبرا ہو اگر ایسے امور کا اس بارے مین خیال ہو تو بڑی
مشکل ہو گی انتہی اور سابقًا توثیق عمر بن سعد اور شمر بن ذی الجوشن
قاتل جناب سید الشہدا ارواحی لہ الفدا وعلیہ آلاف التحیۃ والثنا ہی
نزد اہلسنت مذکور ہوئے فتذکر سابقًا ابھی آپ نے کلام اپنے امام کا
نقل کیا ہے جسمین استدلال کرنا مالک کا آیہ قرآنی سے اپنی دعوی پہ

مذکور ہے اب اس سے بڑھکر کیا اجتہاد ہوگا جسکے کہ باتفاق ارباب
سیر و تواریخ و احادیث خلیفۂ اول اوس استدلال کو قطع
نہ کرسکے جیسا کہ جملہ قسمیہ و اللہ لاقاتلن سے ظاہر ہے پس کیونکر
ممکن ہے کہ حضرات اہلسنت مالک حضرت عمر کے اجتہاد سے منکر
ہوسکیں والمجتہد قد یصیب و قد یخطی یعنے مجتہد سے کبھی خطا ہوتا ہے
کبھی صواب تو مقبولۂ اہلسنت ہی باقی رہا مخالفت امام پس اسکا
اثبات ذمۂ مولویصاحب ہے کہ بدلائل اسکو ثابت کریں جو
اسیطرح ممکن نہیں ہے لیکن یہہ کہنا کہ مقتضای لعنت و حرص ہی
ہے کہ پابند نماز ہیں اور بوجہ حب مال ادای زکوۃ سے انکار
کریں پس بہ نسبت خلفای ثلثہ بھی یہی تقریر بشئی زائد زیادہ تر
قابل قبول ہے کہ باوصف بقاء بر ظاہر اسلام و بجا آوری احکام
حرص و ہوای دنیا نے ایسا متوالا کیا کہ غصب حقوق آل نبی صلعم پر
آمادہ و مستعد ہوگئے اور حکومت و سلطنت کے نشہ نے ایسا
بدحواس کیا کہ بے اختیار ہوکر جلب سلطنت و خلافت پر تل گئے
پس جیسا در بارۂ مالک باوصف اقرار الصلوۃ انکار زکوۃ کے
وجوہات آپ بیان کرتے ہیں جو سراسر خلاف واقع ہے کما تصحیح
من بعد وہی وجوہ بلکہ بشئے مزید ارتداد اصطلاحی خلفا میں
جاری ہیں مگر فرق یہہ ہے کہ در بارۂ مالک ادعای محض و افترای
بحت ہے اور در بارۂ خلفا مطابق واقع صحیح و درست جیسا کہ
کہ امام غزالی نے بھی رسالہ سر العالمین میں اسکی تصریح فرمائی ہے
فافہم و تذکر و لاتکن من الغافلین لیکن تیسرا اعتراض قولہ سوم انکہ سلمنا (اعتراض سوم)

که وجوب زکوٰة ضروری دین است لیکن آنها زکوٰة را بعد از وفات
شریف مشروط ببعضے از شروط پنداشتند و بجوبت انحراف و
عدم رسوخ بر قواعد اسلامیه علم تعنت و عناد برافراشتند و گفتند
از افات الشرطفات المشروط پس حکم باین که ممکن نیست انکار زکوٰة
از شخصے که وجوب نماز را قبول کرده باشد از عجائب ترهات است
موجب آنکه اگر سلب امکان مذکور از آنجین فی الاسلام است
فهو مسلم لکنه لا یجدیه نفعاً و اگر بسبیل عموم است فیکفی فی تکذیبه
ما روی عند الفریقین حیرانم که مقتضیات عقل رزین و دانش
دوربین که تمیز خطا از صواب کار اوست از حضرات متشیعین در
وقت مناظره چرا مسلوب میشود انتهی سراسر حیرت خیز و تحیر آمیز
ہے اگر مولوی صاحب کلام جناب سید نہ سمجھے تھے تو اوسپر
اعتراض کرنے کیا چلے سابقاً مقصود جناب سید بوضوح تمام
مذکور ہوا کہ باوصفیکہ تم قائل اوسکے اسلام کے ہو اور معترف
ہو کہ وہ قائل بہ نماز تھا تو اب اوسکا منکر زکوٰة ہونا کیونکر ثابت
ہوگا بغیر اسکے کہ اوسکو کافر کہیں کیونکہ منکر ضروری دین کافر
ہے اور ہرگاہ اوسکو کافر نہیں کہہ سکتے تو ضرور ہے کہ ان روایات
کو باطل قرار دین زیادہ تر جائے حیرت بلکہ حسرت یہہ ہے
کہ مولوی صاحب بہوس ابطال کلام جناب سید عالی مقام
ایسے حواس باختہ ہوئے کہ بے سر و پا باتین فرمانے لگے کیونکہ
سابقاً خود بیان فرما چکے ہین کہ وہ لوگ حیات رسول کو شرط
زکوٰة جانتے تھے چنانچہ کلام اپنے امام کا اسی مادہ مین نقل فرمایا

Presented by Ziaraat.Com

اور یہان بہی کہا کہ بعد وفات رسول اونہون نے کہا کہ اذا
فات الشرط فات المشروط پس اب یہہ کہنا مولوی صاحب کا لیکن
آنہا زکوۃ را بعد از وفات شریف مشروط بہ بعض از شروط
میدانستند کیسا لغو اور مہمل ہے کیا مولوی صاحب کو یہہ بہی نہین
معلوم ہے کہ شرط مشروط سے مقدم ہوتا ہے یا مولوی صاحب
اون لوگون کو بہی مثل خلیفۂ دوم قائل بحیات یا رجعت جناب
رسالت مآب جانتے ہین کہ جب وہ حضرت پہر زندہ ہونگے
تو ہم زکوۃ دینگے بالجملہ اس تقریر سے بہی اصل انکار زکوۃ نہین
ثابت ہوا بلکہ غلط فہمی اونکی اور خطا فے الاجتہاد اونکا معلوم
ہوا کہ وہ لوگ اصل زکوۃ کے منکر نہین تھے بلکہ بقاعدۂ اذا
فات الشرط فات المشروط سقوط فرضیت زکوۃ کے قائل ہوئے
اور ظاہر ہے کہ اصل انکار زکوۃ اس سے نہین ثابت ہوا پس رد
کرنا روایات انکار زکوۃ ضرور ہوا وہو المطلوب اور یہہ جو کہا کہ
کہ اگر سلب امکان از راسخین فے الاسلام است الخ پس محض وہم
ہے کیونکہ راسخین فے الاسلام سے کوئی بحث ہی نہین ہے بلکہ
جن لوگون کو آپ منکر زکوۃ بیان کرتے ہین اونکے بارے مین
گفتگو ہے کہ وہ روایات انکار زکوۃ بنا بر اصول موضوعۂ اہلسنت
قابل قبول نہین ہے والا لزم المفاسد العدیدۃ کما مر آنفا اور
یہہ جو کہا کہ اگر بسبیل عموم است فیکفے فی تکذیبہ اروی عند
الفریقین پس از قبیل خبط ہے جناب سید کب منکر ہین کہ روایتین
اس بارے مین منقول نہین ہین جو یہہ شاہد تکذیب ہو خود

تقریر لطیف در عبارت مولوی صاحب

جناب سید نے فرمایا قبل ان تتصفح الخ یعنے قبل تلاش روایات
اور یہہ فرع اقرار بوجود ہے ہزاروں روایتین آپکے یہان مناقض
ایک دوسریکے موجود ہین اس سے کیا ہوتا ہے جیسا امام فخر رازی
نے ابطال روایت انکار ابن مسعود پر مدار تواتر قران رکھا ہے
ویسا ہی یہان بہی زکوۃ کا ضروری دین ہونا اور مالک کا
اسلام پر باقی رہنا موقوف ہے ابطال روایات انکار پر اور
تشنیعات جو مولویصاحب نے بیان کیئے ہین مفاد اونکا بجز اظہار
کمالات مولوی صاحب کچہہ نہین ہے کیونکہ بقول استاد
خود مصداق ان تشنیعات شیعہ کے خود بدولت ہین اسلیئے
کہ یہہ حضرت کلام جناب سید پر معترض ہین اور المعترض لا مذہب
لہ قول شاہ صاحب ہے پس حضرت مولوی کا بیمذہب ہونا اچہی
بخوبی ثابت ہوا من حفر بیرًا لاخیہ فقد وقع فیہ لیکن جوتہا
اعتراض بالاختصار یہہ ہے چہارم آنکہ اگر از صناعت شریف
مرتضی کہ در نقل وصیت حبشی بعض از الفاظ را نظر بمصلحتہای
سانحہ ازمیان برداشتہ قطع نظر ہم نمائیم باز مفید مدعاے
او نیست زیراکہ در صحاح روایات مروی ست کہ حضرت فاروق
وامثالش با صدیق اکبر در وقتے کہ ارادۂ قتال مانعین زکوۃ
بالہام ربانی در دل او تصمیم یافت مناظرہ کردند وگفتند کہ حدیث
نبوی حکم میکند کہ جان ومال کلمہ گو محفوظ ماند و تو بر خلاف آن
ارادۂ قتل داری ابوبکر صدیق جواب داد آیا خاتمہ این حدیث
را یاد ندارید کہ فرمودہ مگر آن قتل کہ بحق کلمہ متعلق باشد

ص ۹۳ منتہی الکلام

وزکوة حق کلمه است پا نه نجد اهر که میانه نماز و زکوة فرق خواهد کرد
با وے مقاتله خواهم نمود پس اصحاب کبار رای جهان آرای
او را بر چشم گذاشتند و برای قتل بجان و دل برخواستند پس حالیا
اگر بر فرض و تسلیم وقت انفاذ جیش و نصب رئیس که تنبیه
اهل انحراف عموما بفرستادنش منظور بود از وجود و عدم انکار
زکوة حرفی نزنند و بر طبق سنت سنیه خیر البریه علیه آلاف
الصلوة و التحیه امر فرمایند که تا بر قومی که تازند هنگام استماع
بانگ نماز دست از غارت و قتل باز دارند و الا داد قتل و غارت دهند
دلالتی بران نمیکند که کسی دران وقت انکار از ایتاء زکوة نکرده
به احدی الدلالات الثلث فان عدم الذکر لیس دلیل العدم علاوه
ذکر اذان و صلوة و عدم ذکر منع زکوة مشعر بران است که مقصود
بالذات از فرستادن لشکر قتال و استیصال اهل ردت شرعی
که اکثر دعوی نبوت آغاز کردند و از شریعت خلیع العذار گردیدند و
تنبیه و تادیب مانعین زکوة معترین صلوة ضمیمه آنست سخت حیرانم
که چون انکار زکوة که از اعراب سرزده در صحاح خصوصا صحیح بخاری
مندرج باشد و علمای فریقین بروایتش تعرض کنند شریف مرتضی را
در انکار آن غیر از تجاهل در مناظرهٔ قاضی عبد الجبار کدام باعث بود
و این مجدد انکار اگر فقط بروایات خویش است پس قطع نظر از مخالفت
واقعی کما عرفت بر مخالفین شریف چگونه حجت تواند شد کما لا یخفی
علی الوضیع و الشریف و اگر بروایات مخالفین اوست پس روایات
آنها به ندای بلند آواز میدهد که او البته سر از دادن زکوة باز زده گو

Presented by Ziaraat.Com

در وقت قدوم لشکر ظفر پیکر برای پاک دامنی خویش حیله ها انگیخته باشد
و آنچه شریف مذکور در قول صاحب مغنی اعنی و کذا سائر اهل الرّدة
گفتگو کرده قابل آن نیست که طلبه علوم دینی بحل آن پردازند زیرا که
مراد از سائر ارباب ردت مسیلمه کذاب و دیگر مدعیان نبوت کاذبه و
عابدین اصنام نیستند بلکه افراد قوم دیگر که مماثلت مالک داشتند
پس معنی کلامش این است که مالک بن نویره چنانکه از زکوة انکار کرد
همچنین باقی اهل رده فلا التباس ولا غبار و از ینجاست که در کلام
صاحب مغنی هرگز از وجود و عدم مسیلمه کذاب و طلیحه و عنسی خانه
خراب عینی و اثری پیدا نمی شود کلامش دائر در قوم مالک است
که ریاست اخذ صدقات بر آنها داشت و هم کسانیکه از جماعتهای دیگر
اتباع او اختیار کردند و دیگر هیچ این طرفه صناعت دیگر است که مرتضی
مرتضی عبارت خصم خود را بر غیر محل و صور خیالیه خویش فرود آورده
و در پی نقض آن شده و پر ظاهر است که اگر اینچنین حیله ها و تنجیالها بکار
نمی برد چگونه عند الجهال مشهور میشد که شریف از عهده جواب سبکدوش
و فارغ البال گردیده و چگونه ضخامت کتاب او بده جزو متوسط میرسید
فکیف که از شصت هم متجاوز باشد و اگر کسی را در کلام کمترین خلائق هنوز
شبهة باقی ماند باید که عبارت قاضی مذبور که خود شریف در کتاب
شافی آورده و قلم در کفن خویش داشته ملاحظه فرمایند و آن عبارت این است
شبهة اخرى طعنوا و ذكروا قصة خالد بن الوليد في قتل مالك بن نويرة
و مضاجعته امرأته من ليلته و ان ابا بكر ترك اقامة الحدّ عليه
و زعم انه سيف من سيوف الله سلّه الله على اعدائه مع ان الله تعالى

قد اوجب القود وحد الزنا عموماً وان عمر نبّهه وقال له اقتله فانه قتل مومناً ثم قال الجواب عن ذلك ما قاله شیخنا ابو علی وهو ان الردة ظهرت من مالك بن نويره لان فی الاخبار انه رد صدقات قومه عليهم لما بلغهم موت رسول الله ص كما فعله سائر اهل الردة فاستحق القتل ثم قال فان قيل كان يصلی قيل له كذلك سائر اهل الردة فانما كفروا بامتناع من الزكوة و اسقاط وجوبها دون غيره انتهى كلام المولوی **اقول** موجب صد تحیر بلکه ہزاران تحسر ہے کہ باوصفی کہ مولوی صاحب امام المتکلمین اہلسنت ہین کیون ایسی بے تکی باتین کرتے ہین اعتراض جناب سید قاضی کے اس فقرہ پر ہے وکذلك سائر اهل الردة یعنے مثل مالک کے سب اہل ردہ نماز پڑہتے تھے اور یہہ اعتراض جناب سید فرماتے ہین کہ اگرچہ بنابر اصول اہلسنت قبول روایات انکار زکوۃ مع الاقرار بالصلوۃ محال ہے مع ذلک یہہ قول قاضی بدووجہ باطل ہے پہلے یہہ کہ باتفاق ارباب نقل ابوبکر نے وقت روانگی لشکر حکم دیا کہ اگر آواز اذان سنو تو جنگ نکرو جس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ مقر بصلوۃ نہ تھے بلکہ منکر نماز تھے اسیوجہ سے خلیفہ نے علامت اسلام اذان کو قرار دیا دوسرے یہہ کہ بالیقین معلوم ہے کہ مسیلمہ وغیرہ مرتدین مدعیان نبوت نے بالکلیہ احکام شرعی سے دست برداری کی تھی پس معلوم ہوا کہ وہ لوگ منکران صلوۃ تھے نہ مقران جیسا کہ قاضی کہتے ہین یہہ خلاصہ اعتراض جناب سید ہے بر کلام قاضی وکذلك سائر اهل الردة اس تقریر عدیم النظیر پر اعتراض مولویصاحب یہہ ہے کہ جناب سید نے بنابر بعض مصلحت سانحہ بعض الفاظ کو نقل وصیت بکری سے حذف کیا مگر چونکہ مولویصاحب نے

اون الفاظ محذوفہ و ساقطہ کو بنابر بعض مصلحت سانحہ مذکور نکیا لہذا
قابل التفات نہین ہے معہذا کہ بتصریح شاہ عبد العزیز صحت اس نقل
کی مسلم ہے کیونکہ تحفہ مین فرماتے ہین ذکر جواب طعن قتل مالک مین انچہ
در کتب معتبرہ فن سیر و تواریخ ثابت است سرایا باطراف و جوانب
فرستاد و بر طریقہ مسنونہ جناب پیغمبر فرمود تا بر سر قومی کہ بتازند
اگر آواز اذان انسان قوم بشنوند دست از قتل و غارت باز دارند الخ مختصر
اب برای خدا غور فرمائیے کہ عبارت جناب سید عربی مین مطابق
اس نقل کے ہے یا مخالف کہ فرماتے ہین وقد روی جمیع اھل النقل
ان ابابکر وصی الجیش الذین انفذھم بان یوذنوا و یقیموا فان
اذن القوم الذین بازاھم واقاموا کفوا عنھم الخ یعنی جمیع اہل نقل
نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے اوس لشکر کو جسے روانہ کیا تھا وصیت
کی کہ اگر وہ لوگ جنسے لڑنے گئے ہوا ذان و اقامت کہین تو باز رہو
اونسے الخ اب برای خدا دونون عبارت کو ملا کر فرمائیے مطابقت
ہے یا مخالفت یہہ حال ہے مولوی صاحب کی صداقت بیانی کا ثانیاً
مناظرہ صحابہ کا ساتھہ ابوبکر کے دربارۂ قتال مانعین زکوۃ خصوصاً
حضرت عمر کا مسلم ہے لیکن سب کا جواب خلیفۂ اول کو تسلیم اور قبول
کر لینا ممنوع ہے کیونکہ بعد قتل مالک خلیفۂ دوم نے خلیفۂ اول سے
اعتراض کیا اور خالد سے قصاص لینے کی مستدعی ہوئی کہ یا قتل کرو یا رجم
کر دیا معزول کرو جسکا جواب خلیفہ صاحب نے یہی دیا تاوّل فاخطأ
لا اشیم سیفا سلہ اللہ اور جناب امیرؑ و دیگر صحابہ بھی اس اعتراض
مین شریک تھی پس اگر عندالمناظرہ سب نے رای خلیفہ کو تسلیم کر لیا تھا

ص ۳۳۰
تحفہ اثنا عشریہ

تواب اعتراض کرنا کیونکر جائز ہوا پس یہہ قول مولوی صاحب کا کہ کبار
صحابہ رای جہان آرای اور ابر سر و چشم گذاشتند بہی غلط ہوا
ثالثاً بفرض تسلیم کہ تنبیہ اہل انحراف عموماً منظور بود علامت انحراف
بہی عموماً بیان کرنا ضرور تہا جس سے معلوم ہو کہ وہ لوگ فلان امر سے
منحرف ہین اور وہ علامت بنابر جامعیت ایتای زکوۃ ہے کہ منکرین
زکوۃ و مرتدین حقیقی دونو مین قدر مشترک ہے مگر خلیفہ نے یہ
علامت نہ قرار دی بلکہ اذان و اقامت کو علامت قرار دیا کہ جو اذان
نہ کہے اوس سے لڑنا اور جو کہے اوس سے نہ لڑنا پس معلوم ہوا کہ وہ
لوگ اصل نماز سے منحرف تھے تو یہہ قول قاضی کہ مثل مالک کل اہل ردہ
مقر بہ صلوۃ و منکر زکوۃ تھے غلط ہوا اور مولوی صاحب کے ہوا خواہی
بد ہوائی ہو گئے باقی رہا یہہ کلام کہ وصیت اذان برطبق سنت
سنیہ خیر البریہ اسپر نہین دلالت کرتی کہ اوس وقت کوئی منکر
زکوۃ نہین تہا خرافت محض ہے کیونکہ انکار زکوۃ سے اب کوئی بحث
نہین ہے مقصود اثبات انکار اہل ردہ ہے ادای صلوۃ سے
اور وہ اس وصیت بکری سے ثابت ہوا وھو المطلوب فبطل
قول القاضی کذلک سائر اہل الردۃ یعنی کانوا یقیمون الصلوۃ
پس قول قاضی باطل ہوا کہ مثل مالک تمامی اہل ردہ نماز پڑہتے
تھے رابعاً تقریر مولوی صاحب بذیل علاوہ مفید مطلب جناب سید
ہے کیونکہ اس تقریر سے معلوم ہوا کہ مقصود اصلی قتال اہل ردہ
شرعی تہا جو منکر صلوۃ و زکوۃ دونون تھے یہ کہ مثل مالک صرف
منکر زکوۃ و مودی صلوۃ تھے پس اس سے بہی تقریر

قاضی باطل ہوئی جو اونہوں نے سبکو مثل مالک مانع الصلوۃ کہا تہا و ہو
المطلوب تماسا حیرانی کی کوئی وجہ نہین ہے جناب سید کو تو ہرگز
اس سے انکار نہین ہے کہ روایات اہلسنت مین خصوصاً صحیح بخاری
مین انکار مالک ادای زکوۃ سے منقول نہین ہے بلکہ غرض جناب
سید یہ ہے کہ تم اون روایات کو بنا بر اصول موضوعہ اپنے تسلیم کیونکر
کرسکتے ہو اسلیئے کہ اس بنیاد پر مالک کا کافر مطلق ہونا لازم آتا ہے
اور تم اسکے قائل نہین ہو پس ضرور ہے کہ اصل روایات کی صحت
سے انکار کرو اس تقریر سے یہہ سمجھنا کہ جناب سید منکر وجود روایات
کذائی ہین بدلیل کمال خوش فہمی ہے والناس اعداء ما جہلوا اساد ثنا
اسی عبارت مغنے و کذلک سائر اہل الردۃ مین یہہ کل تقریر ہوئی
پہر اوسیکو مولوی صاحب کہتی ہین کہ اس قابل نہین ہے کہ طلبۂ علوم
ادہر متوجہ ہون تو ناحق مولوی صاحب نے اسقدر سر مغزن کی
اگر اپنی تقریر کو مولوی صاحب ایسا سمجھتے ہین تو سچا و درست ہے
کہ خرافت اوسکی طالبہ علوم پر ظاہر وہویدا ہے تا بغایہ زیرا کہ مولوی
صاحب کا محض غلط ہے کیونکہ خود جو عبارت مغنی نقل کرتے ہین
اوسمین ہے انہ رد صدقات قومہ علیہم لما بلغہ موت رسول اللہ
کما فعلہ سائر اہل الردۃ یعنے اوسنے رد کیا زکوۃ کو بعد وفات آنحضرت
جیسا کہ رد کیا تمامی اہل ردہ نے فان قیل کان یصلے قیل لہ کذلک
سائر اہل الردۃ یعنے اگر کہا جائے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو کہا جائیگا
کہ اسیطرح تمامی اہل ردہ کا حال تہا پس ان دونون عبارتون سے
بخوبی معلوم ہوا کہ سائر اہل ردہ نے زکوۃ واپس کیا تہا اور تمامی

Presented by Ziaraat.Com

مرتدین نماز پڑہتے تہے کیونکہ ایک جگہہ مالک مشبہ ہے اور سائر
اہل ردہ مشبہ بہ دوسری جگہہ برعکس اسکے اور تخصیص بافراد قوم
دیگر کہ مماثلت مالک داشتند محض بے وجود ہی بلکہ از قبیل چیستان ہی
کیونکہ اصل مماثلت ہی کے باعث سی یہہ تقریر ہو رہی ہے اور پہر یہ کہنا
کہ مماثلت مالک داشتند کس درجہ لغو ہے ثامنًا یہہ صحیح ہے کہ کلام
مغنی مین تصریح مسیلمہ وغیرہ کی نام بنام نہین ہے مگر اسمین بہی
کوئی عذر نہین کہ عبارت کذلک سائر اہل الردۃ مین وہ بہی داخل
ہین جسکو کوئی عاقل انکار نہین کرسکتا فضلا عن فاضل الا یہہ کہ قائل
بعدم ردہ اون لوگون کے بہی ہون باقی یہہ کہ کلام قوم مالک مین دائر
ہے پس مسلم ہے مگر قاضی جی اوسی مالک کو مشبہ ومشبہ بہ دیگر مرتدین
یقینی الردہ کا قرار دیتے ہین کہ مثل مالک ہی کے سائر اہل ردہ
جنکی ردۃ یقینی تہی مقر صلوۃ تہے اور متبوعیت مالک وتابعیت
دیگر اقوام کلام قاضی سے ہرگز نہین ظاہر ہوتی کیونکہ وہان تو صاف
یہی مرقوم ہے کہ مالک نے مثل سائر اہل ردہ زکوۃ کا انکار کیا اور
مثل مالک کے سائر مرتدین نماز پڑہتے تہے پس برعکس ارشاد مولوی صاحب
مالک کا تابع ہونا دربارہ انکار زکوۃ ثابت ہوا نہ متبوع ہونا جو یہہ قول
مولوی صاحب وہم کسانیکہ از جماعتہای دیگر اتباع او اختیار کردہ
الخ صحیح ہوسکے باقی رہی بیہودہ تقریرین مولوی صاحب کی دربارہ
اظہار لیاقت جناب سید پس قابل ریشخند ہے نہ لایق التفات
دانشمند کیونکہ فضل وکمال جناب سید مرتضی علم الہدی رضی اللہ عنہ
مسلم ومقبول بین الفریقین ہے امام یافعی تاریخ مرآۃ الجنان مین

Presented by Ziaraat.Com

بنسبت جناب سید فرماتے ہین کان اماماً فی علم الکلام والادب والشعر یعنے تھے وہ جناب امام بیچ علم کلام اور ادب و شعر کے اور فاضل رشید ایضاح لکافۃ المقال مین اپنے کو معتقدین فضل و کمال و تبحر جناب سید رضی اللہ عنہ سے قرار دیتے ہین پس ما بحق مین مولوی صاحب کے کیا گذارش کرون کہ اپنے رشید المتکلمین کے معتقد علیہ کے حق مین ایسے کلمات موجب کن امور کے ہین الیس منکم رجل رشید مین بھی بکمال ادب التماس کرتا ہون کہ برای خدا و رسول و خلفا کلام مغنی جسے مولوی صاحب نقل فرمارہے مین اوسکو ملاحظہ کرین کہ کسطرح اس تقریر سے مناسبت رکھتا ہے یا نہین غالبا کوئی ذی فہم اس تاویل باطل کو مولوی صاحب کے قبول نکرے گا بعد اسکے جو مولوی صاحب خود اپنی خوش فہمی پر متنبہ ہوکر فرماتے ہین منشار عشرت و وہم شریف مرتضی ایست کہ بادراک محمل صحیح کہ عبارت قاضی بران محتوی است و فریقین روایت کردہ اند متوجہ نشدہ شعر اذا لم یکن للمرء عین صحیحۃ فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر اکنون بدانکہ عبارت مذکورہ دو محمل وارد یکی آنکہ تقریرش در صدر گذشت دوم احتمالی کہ مبنای اعتراض شریف است و شک نیست کہ ہرگاہ تخیل فاسد اورا بادلہ قاطعہ باطل کنم لامحالہ اول متعین خواہد بود باید دانست کہ خیال فاسد شریف در معنی عبارت صاحب مغنی کہ بقید قلم آمدہ این است کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع خبر وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صدقات را بر قوم خود رد کرد و چنانچہ سائر اہل ردت

مثل مسیلمہ و طلحہ وغیرہما صدقات را بر قوم خویش باز گردانیدند و ادای نماز وا باء ی
زکوۃ مختص بمالک نہ بود بلکہ متنبیان مذکور و دیگر اہل ارتداد ہم سالک این طریق
و شارب این رحیق بودہ اند و در بطلان نہمینی کہ شریف مرتضی من تلقاء النفس
متفوہ باں شدہ چند دلیل قاطع در عبارت مغنی واقع است و الطف از ہمہ
آنکہ شریف ہم مدلول آن اقرار دارد لیکن در فہم معنی صحیح
وحمل عبارت بر مطلوب بجہت عصبیت رہ برا دنمی آرد حالانکہ آن
دلائل را بسمع اصغا بشنو اول آنکہ خلاصہ اوسکا یہہ ہے کہ ولیس
دینا زکوۃ کا فرع اسکا ہے کہ مسیلمہ وغیرہ متولی صدقات رہا ہو
حالانکہ کسی اخبار و آثار سے اسکا ثبوت نہین ہوتا بلکہ خلاف اوسکی
فریقین مین مشہور رہے کہ مسیلمہ نے آن حضرت کو ایک مکتوب
لکہا من مسیلمۃ رسول اللہ الی محمد رسول اللہ الخ جسکا جواب
آن حضرتؐ نے یہہ لکہا من محمد رسول اللہ الی مسیلمۃ الکذاب
الخ کہ بعد اوسکے پیچ و تاب کہا کر اوس شقی نے لاکہہ آدمی کو جمع کرکے
قصد مقاتلہ آن حضرتؐ و استیصال شریعت غرا کیا اور طلیحہ
ابن خویلد کا عروج و خروج بعد وفات آن حضرت ہوا کہ مدعی
نبوت ہوا اور بہت سے اعراب گرد اوسکے جمع ہوئے اور بعد
محاربہ خالد بن ولید شام کی طرف فرار کر گیا اور گاہے اوسکو
تولیت صدقات نہ حاصل تہی اور اسود عنسی شعبدہ باز و ساحر
تہا کہ اوسنے بہی لشکر عظیم جمع کیا دربارۂ قتل اوسکے اختلاف
ہے کہ آن حضرت کے عہد مین قتل ہوا یا زمانہ ابو بکر مین مگر کبہی
اوسکو تولیت صدقات نہین حاصل تہی انتہی مختصر اکلام المولوی

Presented by Ziaraat.Com

اقول عقلائی عالم کو صلا ہے اور ارباب بصیرت کی دعوت
بر ملا ہے کہ اس تقریر عدیم النظیر پر مضحکہ کریں اور بسوے
قائل ریش دراز زدکریں سبحان اللہ جس تقریر کو کوئی عاقل باور
نکرے اور نہ لفظ قائل مساعد ہو وہ تو مولوی صاحب کے نزدیک
احتمال اول او صحیح قرار پائی اور جو مطلب کہ مثل نصوص و صحیح
و ظاہر ہوا وسکو مولوی صاحب دوراز عقل و خارج از وہم
تصور کریں سے فی الحقیقۃ خوب کہا ہے سے اذا لم یکن للمرء عین
صحیحۃ + فلا غرو ان یرتاب والصبح مسفر + جو احتمال کہ مولوی
صاحب کے نزدیک قوی ہے وہ از قبیل المعنی فی بطن الشاعر
ہے بخلاف احتمال دیگر کہ ہر عربی دان یہی سمجھے گا چنانچہ فقیر اوس
عبارت کو دوبارہ نقل کرتا ہے اور لفظی ترجمہ لکھے دیتا ہے
جسکے بعد پھر کسی کو شک و شبہہ باقی نرہے ناظرین سے امیدوار
معافی ہون عبارت قاضی یہ ہے ان الردۃ ظھرت من مالک بن
نویرۃ لان فی الاخبار انہ رد صدقات قومہ علیھم لما بلغھم
موت رسول اللہ کما فعلہ سائر اھل الردۃ فاستحق القتل ثم
قال فان قیل کان یصلی قیل لہ کذلک سائر اھل الردۃ وانما
کفر بامتناع الزکوۃ واسقاط وجوبہ دون غیرہ ترجمہ تحقیق کہ
ردت ظاہر ہوئی مالک بن نویرہ سے اسلیئے کہ خبرون مین آیا ہے
کہ مالک نے اپنی قوم کی زکوۃ کو اون پر واپس کیا جسوقت خبر وفات
رسول پہونچی جیسا کہ سائر اہل ردہ نے کیا تھا پس اسیوجہ سے مستحق
قتل ہوا پھر کہا پس اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑھتا تھا تو اوسکا جواب

یہہ ہے کہ اسیطرح سائر اہل ردہ نماز پڑہتے تہے اور مالک تہین
کافر ہوا مگر بوجہ منع کرنے زکوۃ کے اور اوسکے وجوب کے
ساقط کر دینے کے نہ دوسرے سبب سے انتہی اب ناظرین منصفین
خود غور کرلین کہ یہہ عبارت مطابق مقصود مولوی صاحب ہے
یا مطابق فہم جناب سید بہلا کوئی عاقل یہہ سمجھہ سکتا ہے کہ سائر
اہل ردہ سے کوئی فرقہ خاص مرتدین کا کسی قسم خاص کے ساتہہ
مراد ہے نہ کل مرتدین اوس زمانہ کے جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہین
بلکہ صاف صاف مطلب اس عبارت کا وہی ہے جو جناب سید سمجھے
ہین کہ قاضی صاحب کل اہل ردہ کو مثل مالک نماز پڑہنے والی کہتے
ہین نہ بعض کو کیونکہ لفظ سائر اہل ردہ شامل ہے کل مرتدین بعد
الرسول کو خواہ ارتداد اونکا بوجہ انکار زکوۃ ہو یا بوجہ عبادت اصنام
یا بوجہ ادعای نبوت کاذبہ جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے بہی آیہ
ومن یرتد منکم مین کل مرتدین کو داخل کیا ہے بغیر تفرقہ وجوہ
ارتداد حالانکہ بعض بوجہ ادعای نبوت کاذبہ اور بعض بوجہ عبادت
اصنام اور بعض بوجہ منع زکوۃ مرتد ہوئے تہے مولوی صاحب نے
جناب سید کی تردید مین کئی ورق کتاب کے سیاہ کیئے اسقدر تطویل
لاطائل کیا نہ مطلب جناب سید سمجھے نہ اپنے قاضی کی غرض تک پہونچے
چونکہ خلیفۂ اول پر یہہ اعتراض ہوتا تہا کہ اونہون نے ایک مسلمان
یعنے مالک بن نویرہ کا خون ناحق کیا اور باوصف تنبیہ صحابہ وخود
خلیفۂ دوم حضرت عمر خالد سے نہ قصاص لیا نہ قتل کیا نہ رجم کیا لہذا
اس الزام کے رفع کے لیئے قاضی ماضی نے چاہا کہ مالک کے ارتداد کو

تنقیح مطاعن قاضی

Presented by Ziaraat.Com

ثابت کرین اور مرتدین حقیقی مثل مسیلمہ وغیرہ کے مساوی بتاوین
کہ دونون منکر زکوۃ تھے اور دونون مقر صلوۃ تاکہ مالک بھی مثل
اون مرتدین حقیقی کے واجب القتل قرار پائے اور خلیفہ کا گلا
الزام سے چھوٹ جائے یہہ غرض قاضی ہے اور مولوی صاحب
صرف اس غرض سے کہ کلام سید پر اعتراض ہو جائے تیر لگے
یا تکہ مسیلمہ وغیرہ یقینی مرتدین کو اس مماثلت سے خارج کرتے ہین
اور لفظ سائر اہل ردہ کو اقوام مالک وغیرہ مانعین زکوۃ مین داخل
بلکہ منحصر کرتے ہین اب خود مولوی صاحب کو مین حکم قرار دیتا ہون
کہ فرمائین اس صورت مین الزام خلیفہ کے سر سے رفع ہوگا یا اور
بڑہ جائے گا کیونکہ پہلے فقط مالک تہا اب اور لوگ بھی شریک
مقتولین ہوگئے اسلیئے کہ وجہ اعتراض یہی تہا کہ مالک با صفحی کہ
مسلمان تہا اور نماز خوان تہا خلیفہ نے اوسے قتل کرایا پس اگر اور
لوگ بھی ایسے نکلے تو معترض ضرور کہے گا کہ یک نشد دو شد اور یہی
سمجھی رفع الزام بغیر اسکے نہین ہوسکتا کہ مالک کو مثل یہہ یقینی مرتدین
مثل مسیلمہ وغیرہ بنائین تاکہ دونون کا ایک حکم ہو جیسا کہ قاضی نے
کہا اب مقصود جناب سید ابطال مساوات مالک و مرتدین حقیقی
ہے کہ یہہ کہنا تمہارا کہ مثل مالک کے وہ مرتدین حقیقی تھے منکر زکوۃ
و مقر صلوۃ تھے باطل ہے کیونکہ کسیطرح یہہ نہین ثابت ہوتا کہ مسیلمہ
وغیرہ قائل ہون کسی حکم کے ساتھ احکام شریعت سے بعد ارتداد
تا مساوات مطلوب ثابت ہو پس کلام قاضی باطل ہوا اور الزام قتل
مالک خلیفہ کی گردن پر بنا رہا اور مولوی صاحب کی تاویل خود بنی اپنی

نتیجہ کچھ نہ ہوئی کیونکہ جواز قتل مقرین صلوۃ تو خود امر متنازع فیہ ہے یہاں پس
نتیجہ اس تاویل کا یہی ہوا کہ اعتراض کا بار دو بالا ہو گیا یا ر یک خر فشد
بلکہ دو خر ہاں اگر مولوی صاحب اسکے قائل ہوں کہ فقط مالک بن
نویرہ ہی و اتباع اوسکے منکر زکوۃ تھے نہ دیگر مرتدین یعنے مدعیان
نبوت وغیرہ بلکہ وہ لوگ مقر بزکوۃ تھے تب البتہ اونکو زیبا ہے کہ
یہہ تقریر کریں اور کلام جناب سید پر اعتراض کریں والا از قبیل
گوز شتر ہوگا نہ لائق التفات اہل نظر باقی مولویصاحب جو دربارۂ
مسیلمۂ کذاب اسقدر دراز نفسی فرماتے ہیں اور تطویل لاطائل سے
حجم کتاب کو بڑہا کے لیاقت اپنی جہال پر ثابت کرتے ہیں مفاد اوسکا
بجز ظہور جہالت کے کچھہ نہیں ہے کیونکہ مقصود اونکا اگر اس تقریر
سے یہہ ہے کہ جناب سید یہہ فرماتے ہیں کہ مثل مالک مسیلمۂ کذاب
بہی متولی صدقات تہا تو دروغ محض ہے پہلے اس امر کو کلام جناب
سید ہمام سے ثابت کر دیں تب طالب جواب ہوں نہ قاضی کا یہہ
مطلب ہے نہ جناب سید نے اسپر اعتراض کیا ہے اور اگر یہہ خوش
فہمی لفظ کذلک سائر اہل الردۃ سے ہے جو عبارت قاضی میں ہے
تو پہلے مولوی صاحب اپنے نو فرقے کو جنہیں یقینی بوجہ منع زکوۃ
مرتد کہتے ہیں متولی صدقات ہونا اور ریاست بطاح کا اونسے
مفوض ہونا ثابت کریں تا مساوات مطلوب مولویصاحب ثابت
ہو تب تقریر مد بارۂ مسیلمہ پیش کریں وہو غیر ممکن آور اگر مقصود
مولویصاحب اس عبارت طویل و عریض سے یہہ ہے کہ مسیلمۂ
کذاب کبہی مسلمان ہی نہوا کیونکہ منع زکوۃ فرع اقرار با سلام ہے

Presented by Ziaraat.Com

اور نہ خلیفہ اون سے بوجہ انکار زکوۃ لڑے جیسا کہ سیاق کلام
مولوی صاحب دلالت کرتا ہے تو ہرچند فضیلت قتل مرتدین اور جہاد قوم
ہے کیونکہ جب مسلمان ہی کبھی نہوا تو پھر مرتد کیونکر کہلائے گا معہذا
اپنے علامہ نور الحق کی تیسیر القاری کو ملاحظہ کرین کہ اوسمین صاف
لکھا ہے وزکوۃ رکنے از اسلام ہست ہر کہ از ادای آن امتناع
آرد کشتنی ست چنانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بمسیلمہ کذاب
درین باب قتال کرد انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مسیلمہ
مسلمان تھا چونکہ اوسنے منع زکوۃ کیا تھا اسوجہ سے خلیفہ اوس سے
لڑے اسیطرح دربارہ طلیحہ و اسود عنسے ہی پچھلے کلام جناب
سید سے ثابت کرین کہ وہ ان دونون کو مرتد بوجہ منع زکوۃ فرماتے
ہین تب یہ تقریر پیش کرین حالانکہ خود جناب سید اسیوجہ سے
قاضی پر اعتراض کرتے ہین کہ قاضی صاحب ان ثلثہ کو بھی سائر
مرتدین کیطرح مانع زکوۃ و مقر بصلوۃ بیان کرتے ہین بقولہ وکذلک
سائر اہل الردۃ اور پھر جناب سید اعتراض کرتے ہین کہ قد
علمنا ان اصحاب مسیلمۃ وطلیحۃ وغیرہما ممن ادعی النبوۃ
وخلع الشریعۃ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت بہ
شریعتنا یعنے یہ معلوم ہے کہ مسیلمہ و طلیحہ وغیرہ مدعی نبوت
ہوئے تھے اور تارک شریعت نہ نماز کو مانتے تھے نہ دوسرے حکم کو
احکام شریعت سے پس بعد اسکے یہ تطویل مولویصاحب کی
از قبیل فوات حمیری و ضرطات بعیری ہے ونحن لا نطول الکلام
بردہ مگر عجیب تر مضمون یہہ ہے کہ مولوی صاحب فرماتے ہین

اما طلیحہ بن خویلد کہ عروج وخروج او بعد وفات شریف
اتفاقی ست یعنی طلیحہ کا عروج وخروج باد عای نبوت بعد
وفات آن حضرت اتفاقی ہے حالانکہ خود اوستاد انکے یعنی
شاہ صاحب انکی تکذیب کرتے ہین جیسا کہ تحفہ مین ہے در آخر
عہد پیغمبرؐ سہ گروہ مرتد شدند اول بنو مدلج قوم اسود عنسی ذو الخمار ص ۳۹۰
کہ در یمن دعوای نبوت کرد و بدست فیروز دیلمی کشتہ شد دوم
بنو حنیفہ اصحاب مسیلمہ کذاب کہ در ایام خلافت خلیفہ اول بدست
وحشی قاتل امیر حمزہ کشتہ شد سوم بنو اسد قوم طلیحہ بن خویلد تنبی
کہ حضرت پیغمبرؐ خالد را برا و فرستاد واو از دست خالد گریختہ بشام
رفت و در عاقبت ایمان آورد اور شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین
بذیل عبارت طولانی فرماتے ہین شرح این حادثہ آنکہ در اواخر ص ۲۷۵
ایام آن حضرت سہ فرقہ از عرب مرتد شدند ذو الخمار عنسی درمیان
مدلج دعوای نبوت کرد آن حضرت بجانب معاذ بن جبل وجمعی از
مسلمین نامہ نوشت یہانتک کہ کہا وطلیحہ اسدی درمیان اسد
مدعی نبوت شد ہم در حیات آن حضرت وبعد انتقال وی الی آخرہ
مختصرا یہ حال ہے مولوی صاحب کی دعوی اتفاق کا کہ طلیحہ کے
دعوی نبوت کو بعد وفات آن حضرتؐ اتفاقی کہا حالانکہ خود
شاہ عبد العزیز و ولی اللہ نے اسکو باطل کر دیا کہ بالاتفاق قائل
ہین کہ ارتداد اونکا عہد نبویؐ مین ہوا اور شاہ عبد العزیز صاحب
نے تو یہانتک صاف کر دیا کہ خود حضرتؐ نے خالد کو اوس سے
جنگ کے لیئے روانہ فرمایا اب اس تقریر سے مولوی صاحب کی

تاریخ دانی کو علاوہ کشف وکرامات خاندانی سمجھ لینا چاہیے
ع قیاس کن زگلستان من بہار مرا + اور دربارۂ اسود عنسی جو
بھی اختلاف ہیں وہ بھی محض لغو ہے چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے
ذو الخمار عنسی کہ در کہانت وشعبدہ دستی تمام داشت در یمان
دعوت نبوت نمود آنحضرت بجانب معاذ بن جبل وجمعی از
مسلمین کہ ہمراہ او بودند نامہ نوشت تا برای قتل او آمادہ شوند
فیروز دیلمی ازان جماعت متصدی قتل او شد وجناب نبوی
بر صورت این ماجرا بوحی مطلع شدند وفرمودند فاز فیروز ودر خارج
خبر این واقعہ آخر ربیع الاول بصدیق اکبر رسید واین اول مژدۂ فتح
بود کہ حضرت صدیق بآن مسرور گردیدا نتہی بعد آن مولوی صاحب
فرماتے ہیں دوم آنکہ صاحب مغنی گفتہ اگر کسے گوید کہ مالک بن نویرہ نماز
میگذارد پس نسبت ارتداد باو چہ معنی دارد خواہم گفت کہ دیگران ہم
از بقیۂ اہل ردت نماز می خواندند تخصیص مالک چیست ندانی کہ نسبت
ارتداد باین مردم بدان جہت اوفتاد کہ بمنع زکوۃ رفتند وباسقاط
وجوبش خیال بستند این قول او اول دلیل بر بطلان فہم شریف
مرتضی است زیرا کہ ردت شرعی ومدعیان نبوت کاذبہ کہ بمعارضہ
قرآن مجید پرداختند ودر ازاں سورۂ الفیل ین جملات را مرتب ساختند
الفیل ما الفیل وما ادریک ما الفیل لہ ذنب قصیر وخرطوم طویل با نماز
اہل اسلام چہ کار ست ع سگ ومسجد اے غافل از عقل ودین +
وباین ہم شریف مرتضی در کلام خویش اشعاری کردہ جائی کہ
گفتہ ما کانوا یرون الصلوۃ ولا شیئا مما جاءت بہ شرعنا پس

معلوم شد کہ از سائر اہل ردت حریفان بنی یربوع مراد اند وہو المطلوب
سبحان اللہ کیا خوش فہمی ہے باوصفی کہ معنی بہی بیان کرتے
ہین اور اونکو بقیۂ اہل ردہ بہی لکہتے ہین جو شامل ہے تمامی مرتدین
کو اوسپر بہی مطلب جناب سید نہین سمجہتے یہی تو جناب سید بہی فرماتے
ہین کہ ایسے لوگونکو کون کہہ سکتا ہے کہ یہہ لوگ مثل مالک تہے اور مانع
زکوۃ ہوئے چنانچہ اسکی تصریح خود جناب سید نے کی ہے جسکو
مولوی صاحب فرماتے ہین وباین ہمہ شریف مرتضی در کلام خویش
اشعاری کردہ پس یہ خوش فہمی مولوی صاحب کی ہے کہ ایسے صاف امر کو چہپاتے ہین اور اپنے
قاضی معتزلی کی اصلاح مین یہ حرفتین دکہاتے ہین اور مؤیدات سے
اسکے ہے عبارت مفاتیح جسے خود مولوی صاحب نقل فرماتے
ہین کہ اگرچہ مانعین زکوۃ از قبیل بغاۃ ہین مگر دانما لم یدعوا بہذا الاسم
لدخولہم فی غمار اہل الردۃ واضیف الاسم فی الجملۃ الی الردۃ اذ
کانت اعظم الامرین خطباً یعنے چونکہ غمار اہل ردہ مین وہ سب لوگ
داخل تہے اسیوجہ سے اس نام سے پکارے گئے کہ انتساب
ارتداد بہ نسبت انتساب بغاوت اعظم تہا پس معلوم ہوا کہ قاضی نے
بہی اوسی بنیاد پر مالک وغیرہ مانعین زکوۃ کو حکم مرتدین حقیقی مین
قرار دیا کہ جیسا اور اہل ردہ نے زکوۃ دینے سے انکار کیا مالک
نے بہی اور اگر کوئی کہے کہ مالک نماز پڑہتا تہا تو ہم کہین گے کہ سب
اہل ردہ کا یہی حال تہا پس معلوم ہوا کہ مراد سائر اہل ردہ سے مرتدین
حقیقی ہین نہ صرف مانعین زکوۃ جیسا کہ مولوی صاحب کہتے ہین فافہم
فانہ دقیق جداً انتہ قال سوم آنکہ خاتمہ عبارتش اعنی حکم ردت مالک

Presented by Ziaraat.Com

واتباع او بجهت انکار زکوة بود وبگر تسبیح نیز برهان قاطع بر بطلان
تخییل امام متشیعین است والا کفر مسیلمهٔ کذاب برخلاف واقع بسبب
انکار زکوة لازم آید و ایضاً مستلزم این معنی است که کفر و ارتداد آن
لعین از جهت دعوی نبوت کاذبه نباشد واین را اجزا امام المتشیعین
هیچ عاقلی تجویز نتواند کرد انتهی پس نہین معلوم کہ یہہ عبارت کیونکر
مفید مطلب مولویصاحب ہوئی کیونکہ اس کلام کا مفاد یہی ہے کہ
کفر مالک صرف بوجہ انکار زکوة ہے نہ دوسری وجہون سے جیسا
کہ دوسرون مین پایا گیا مثل ادعای نبوت وعبادت اصنام وغیرہ پس
قاضی کی غرض اس کلام سے دفع اعتراض ہے کیونکہ کلام سابق قاضی
سے مالک کا مرتد حقیقی ہونا ظاہر ہوتا تھا اور اسپر مفاسد عدیدہ
لازم آتے ہین لہذا بطور دفع دخل مقدر ظاہر کردیا کہ مالک کا ارتداد
صرف بوجہ منع زکوة تھا نہ دوسرے اسباب سے پس نہ معلوم اس
تقریر سے اعتراض جناب سید کیونکر رفع ہوا کہ وہ فرماتے ہین یہہ
دلیل غلط ہے کہ سائر اہل ردہ منکر زکوة ومقر صلوة تھے اسیطرح
کوئی وجہ استلزام کی بہی نہین معلوم ہوئی کہ اوس بنیاد پر جناب
سید اسکے قائل ہون کہ مسیلمہ بوجہ نبوت کاذبہ کافر نہین ہوا حالانکہ
خود جناب سید نے اسکی تصریح فرمائی ہے اوسپر بہی یہہ الزام
بلزوم التزام موجب حیرت اولی الافہام ہے بالجملہ لفظ سائر اہل ردہ
مقتضی تعمیم ہے کہ شامل ہو جمیع مرتدین کو باہی نحو کان باقی یہہ کہنا
کہ این را اجزا امام المتشیعین ہیچ عاقلی تجویز نتواند کرد محض خرافت
وجہالت ہے کیونکہ متشیعین تجویز دوازدہ امام کے کیسے امامت کے

Presented by Ziaraat.Com

قائل ہی نہین ہین جو جملہ امام المتشیعین درست ہو البتہ امام یافعی آپکے
جناب سید کو امام کہتے ہین اور نہ معلوم کہ مولوی صاحب اپنے امام
نور الحق صاحب تیسیر القاری کو عاقل تصور کرتے ہین یا ایسا جو وہ قائل
ہوئے کہ کفر مسیلمہ و مقاتلہ اوس سے بوجہ انکار زکوۃ تہا اکا مر باقی عبارت
مشائخ جو نقل کی ہے کہ محصل اوسکا ذکر اعتراض شیعہ ہے بر جواز قتال
ابوبکر با مانعین زکوۃ اور تقسیم مرتدین بدو قسم مرتد عن الدین و مرتد
بوجہ تفرق صلوۃ و زکوۃ پس مطابق دعوی مولویصاحب وہی
وجہ اطلاق ردت البتہ معلوم ہوتی ہے وهذه عبارته وهذا الصنف
على الحقيقة اهل بغى وانما لم يدعوا بهذا الاسم فى ذلك الوقت
لدخولهم فى غمار اهل الردة فاضيف الاسم فى الجملة الى الردة
اذ كانت اعظم الامرين خطبًا انتهى لیکن اطلاق کفر کی کوئی وجہ نہین
معلوم ہوتی کیونکہ خود مولویصاحب تصریح کرتے ہین کہ صاحب
نہایہ جائی کہ ردت کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف
محمول است ارادہ کردہ ردت را مضاف بکفر نمود و صاحب مجمع البحار
لا عن الاسلام آوردہ پس باین قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام
نفی و اثبات ہمان تقصیر و تخلف مراد است کہ سخن دران میرود
لا غیر و الا ظاہر آن بود کہ میگفتند لم یکفر احد من اصحابہ بعدہ
وانما کفر قوم من جفاة الاعراب مثلاً انتہی جس سے معلوم ہوا کہ
کفر کا اطلاق اگر یہان ہوتا تو کفر حقیقی مراد ہوتا جسکی نفی کے درپے
ہین مولویصاحب اسیوجہ سے صاحب نہایہ و مجمع نے کفر نہ کہا بلکہ
ارتداد کہا اور ہر گاہ یہان بہی وہی لفظ کفر صاحب مغنی نے اطلاق کیا ہے

Presented by Ziaraat.Com

تو معلوم ہوا کہ صاحب مغنی مالک کو مرتد حقیقی و کافر جانتے ہین نہ واسطے
کفر بامتناع الزکوۃ اور بعد نقل عبارت مفاتیح مولویصاحب لکھتے
ہین و بر کسانیکہ خدمت فن حدیث بجا آوردہ شروح صحاح را مطالعہ
کردہ اند مخفی نمی ماند کہ بسیاری از محدثین مثل امام نووی در حق مالک
بن نویرہ ہمین قسم فرمودہ او را از زمرۂ مقصرین بر شمردہ و صاحب
منہاج و مانند او نیز ہمین جادہ اختیار کردہ اند کما لا یخفی مین کہتا ہون
کہ جسنے خدمت فن حدیث اور علم کلام کیا ہے اور کتب اہلسنت کو بخوبی
دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بنابر مرض عام افتراق و انعدام اتفاق
اہلسنت اس بارے مین بہی مختلف ہین صدر اول یعنے شیخین اور طلحہ
و سعد و ابن عمر و ابو قتادہ و سائر مہاجرو انصار مالک بن نویرہ کو مسلمان
با ایمان جانتے تہے کہ عہد رسول سے عہدۂ اخذ صدقات پر مقرر تہا اور
اور صحابہ نے اوسکے تبدیل و تغیر نہ کرنے پر گواہی دی اور فضل
بن روزبہان شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و صاحب مغنی وغیرہ
اوسکو مرتد حقیقی بوجہ منع زکوۃ جانتے ہین کہ منکر ضروری دین کافر ہے
مولوی حیدر علی و کرمانی وغیرہ کافر جانتے ہین نہ مرتد بلکہ مسلمان محدث
یعنے متخلف عن بعض الواجبات بیان کرتے ہین پس اس اظہار کمالات سے
مولویصاحب کو کوئی نفع نہوا بفرض تسلیم امام نووی کے ایسا جاننے
سے قاضی کا ہی ایسا ہی جانتا اور اسی مد مین شمار کرنا نہ ثابت ہوا جو
مطلب مولوی سے ہے اور یہہ حرف بہی قابل لحاظ ہے کہ دعوی مین
مولوی صاحب بسیاری از محدثین کو بیان کرتے ہین اور وقت تفصیل
بجز امام نووی اور کوئی نہین ملتا بعد اسکے مولوی بغرض تطویل حجم

کتاب عبارت صاحب تحفہ اور ضربت حیدریہ اور بحار سے وریہ اثبات
تعدد فرقہای منکرین زکوۃ ہوئے ہین مگر ساری تقریر از قبیل تنبیہ
بر بدیہیات اولیات ہے نہین معلوم کون منکر ہے اسکا کہ فرقہ متعددہ
منکر زکوۃ نہین ہوئے بعد ازان جو فرماتے ہین الکنون دربن وقت
این امر کہ بعضے دیگر غیر ازین یربوع تابع مہمات مالک بن نویرہ گردیدند
کدام حالت منتظرہ باقی ماند و در صحت قول صاحب مغنی وکذلک سائر
اہل الردۃ چہ تردد و شبہہ را گنجایش ہست پس وہ حالت منتظرہ یہہ ہے
کہ صاحب مغنی سائر اہل الردۃ فرماتے ہین جو مستدعی استغراق کل فرق
ہے جسمین مسیلمہ وغیرہ سب داخل ہین اور آپ اون لوگون کو سائر اہل
ردہ سے خارج کرتے ہین پس بحمد اللہ آپکے اس سر مغز سے وہ
ثابت نہین ہوا اور نہ یہہ دعوی آپکا ثابت ہوا کہ دوسرون نے متابعت
مالک کی کی جسکو بار بار آپنے تکرار ظاہر کیا اور استحالہ جناب سید کو دربارہ
قبول روایات انکار مالک بنابر اصول موضوعہ اہلسنت آپ باطل نہ کر سکے
فالباقی باق بحالہ وما اثبتہ لیس فی محالہ بلکہ فائدہ جدیدہ یہہ حاصل
ہوا کہ بنقل خود مولوی صاحب شاہ عبد العزیز کا قائل ہونا ارتداد و کفر حقیقی
مالک و دیگر مانعین زکوۃ ثابت ہوا جو خلاف مطلوب مولویصاحب ہے
کیونکہ شاہ صاحب بعد نقل آیہ من یرتد منکم عن دینہ فرماتے ہین کہ درین
امر کمال مناقب صدیق اکبر و غیر او از اصحاب رسول اللہ ہست کہ آنہا مسیلمہ
کذاب را در خلافت صدیق کشتند و دیگر فرقہای اعراب کہ تفصیل آنہا
طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوۃ میکردند ہمہ آنہا جہاد کردند و
آنہا را بہ تیغ کشتند و بسیاری ازانہا باز باسلام آوردند انتہی پس فرکلمہ

مسیلمه اور جمله مرتد شده بودند و انکار زکوة میکردند و جهاد کردند
و باز اسلام آوردند یهه سب دلیل اسکی هے که شاه صاحب کے نزدیک
مالک وغیره بهی اگرچه بوجه منع زکوة هو مرتد اور کافر هوئے که بعض مقتول
هوئے بعض اسلام لائے پس اس سے سارا صدمه مولویصاحب هوا
هوگیا اور جو کچهه تشنیعات لاطائله جناب سید پر کئے تهے پلٹے زاید مولوی
صاحب کے طرف منقلب هوئے والحمد لله علی ذلک حمدا کثیرا بالجمله هر گاه
متانت اس تقریر لطیف اور زانت اس تحریر شریف کی معلوم هوئی
اور مالک بن نویره کا اصل زکوة سے منکر هونا باطل هوا بلکه بنا بر تحقیق امام
رازی کے اهلسنت وغیره من العلما مجتهد هونا اوسکا ثابت هوا غایة ما فی الباب
مالک مذکور مجتهد خاطی هوگا اور خود اهلسنت مجتهد خاطی کے لیئے ایک
اجر کے قائل هین پس افسوس هے که اهلسنت اپنے خاص مالک کو جس سے
ایک خطا فی الاجتهاد سرزد هوئی مرتد قرار دین اور خالد بن ولید
جس سے خود ایسے قصه مین باقرار خلیفه اول دو خطا هوئی اوسکو نه مرتد
عن الاسلام کهین نه مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات چنانچه تاریخ ابن خلکان
مین هے لما بلغ الخبر ای خبر خالد مع مالک وامرأته ابا بکر وعمر فقال
عمر لابی بکر ان خالدا زنی فارجمه قال ما کنت لارجمه فانه تأول
فاخطأ قال فانه قتل مسلما فاقتله به قال ما کنت لاقتله به فانه
تأول فاخطأ قال فاعزله قال ما کنت لاشیم سیفا سلمه الله علیهم ابدا
یعنے جب خبر قتل مالک اور تصرف کرنا خالد کا زوجه مالک سے عمر کو پهونچی
تو ابوبکر سے کها که خالد نے زنا کیا اوسکو رجم کرو ابوبکر نے کها هم رجم
نکرینگے کیونکه خالد نے تاویل کیا خطا هوئی اوس سے پهر عمر نے کها

ص ذکرو بعد

اگر خالد نے ایک مرد مسلمان کو قتل کیا اسکو قتل کرنا چاہیئے ابوبکر نے
کہا ہم قتل نہی کرینگے خطا فی الاجتہاد کیا تب عمر نے کہا خالد کو معزول
کرو ابوبکر نے کہا جس تلوار کو خدا نے کھینچا ہم اوسکو میان مین نکرینگے
انتہی اور یہہ اعتراض خلیفۂ اول پر فقط خلافتمآب ہی سے منقول
نہین ہے بلکہ جناب امیرؑ اور طلحہ اور زبیر و سعد بن ابی وقاص و دیگر
صحابہ بہی اس اعتراض مین شریک تھے جیساکہ مرآۃ الزمان سبط
ابن جوزی مین ہے سبحان اللہ ایک مجتہد خاطی تو مرتد قرار پائے
اور مورد حدیث اصحابی بنایا جائے اور دوسرا مرتد جو وہ خطا کرے
کہ مسلمان صحابی کو قتل کرے اور اوسکی جورو سے اوسی شب بالجبر زنائے
محصنہ بہی کرے وہ صحابی رسول مجتہد سیف خدا بنایا جاوے یہی
نا انصافی نہی ہٹ دہرمی ہے اور اگر روایات اور اخبار مین تفحص تام
کیا جائے اور وسعت نظر سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مالک بن
نویرہ جیساکہ مقر بصلوۃ و صوم و دیگر ارکان شرعیہ تہا ویسا ہی مقر
بوجوب زکوۃ بہی تہا چنانچہ ملا علی متقی کنز العمال تبویب جمع الجوامع سیوطی
مین نقل کرتے ہین عن ابی عون و غیرہ ان خالد بن الولید ادعی ان
مالک بن نویرہ ارتد بکلام بلغہ عنہ فانکر مالک ذلک وقال انا
علی الاسلام ما غیرت ولا بدلت وشہدت لہ ابو قتادۃ و عبد اللہ
بن عمر فقدمہ خالد وامر ضرار بن الازور الاسدی فضرب عنقہ
وقبض خالد امرأتہ ام متمم فتزوجہا فبلغ عمر بن الخطاب قتلہ مالک
بن نویرہ و تزوجہ فقال لابی بکر انہ قد زنا فارجمہ فقال ما کنت
لارجمہ الخ یعنے خالد نے دعوی کیا کہ مالک بن نویرہ مرتد ہوا پس مالک نے

اسکا انکار کیا اور کہا کہ ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدیل ہمسے سرزد
نہوئی اسپر ابو قتادہ اور عبد اللہ بن عمر نے گواہی دی پس خالد نے
مالک کو آگے بلایا اور ضرار اسدی کو حکم دیا کہ اسکی گردن مارو پس مالک
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ ام تمیم کو اپنے قبضہ مین لایا جب یہہ خبرین
عمر کو پہونچین تو ابو بکر سے کہا کہ خالد نے زنا کیا اوسکو سنگسار کرو
ابو بکر نے کہا ہم سنگسار نکرینگے الخ اور کتاب مرآۃ الزمان سبط ابن
جوزی مین ہے فانکر مالک ذلک وقال انا علی الاسلام وما غیرت
ولا بدلت وشہد لہ ابو قتادۃ و عبد اللہ بن عمر انتہی یعنی مالک نے ارتداد
کا انکار کیا اور کہا ہم اسلام پر باقی ہین کوئی تغیر و تبدل ہمسے نہوا ابو قتادہ و
عبد اللہ بن عمر نے اسپر گواہی دی الخ اور خود حاشیہ تحفہ سے بھی ظاہر ہے
چنانچہ تاریخ طبری سے ناقل ہین کہ مالک نے کہا ہملوگون کو خضوع کرنا
چاہیئے تاکہ معلوم ہو کہ ہم لوگ اسلام پر ہین چنانچہ جب خالد آیا تو اون
لوگون نے زکوۃ لیکر ابو بکر پاس بہیجدیا الخ جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ
بشہادت ابو قتادہ انصاری و اور اصحاب عبد اللہ بن عمر بن الخطاب
مالک نے کوئی تغیر و تبدیل نہ کیا تہا نہ منکر زکوۃ تہا نہ منکر صلوۃ بلا وجہ
و بلا سبب خالد نے محض نفسانیت سے قتل کیا غایۃ الامر یہہ ہے کہ اوسکو
فقط اسکا عذر تہا کہ خلیفہ اول ہا اونکے عمال کو زکوۃ دینا چاہیئے کیونکہ مالک
ابو بکر کو خلیفہ ناحق جانتا تہا چنانچہ تصدیق میرے اس دعوی کی بھی
خود کتب معتبرہ اہلسنت سے ہوتی ہے تفسیر در منثور علامہ سیوطی
مین اخرج عبد الرزاق والعدنی وابن المنذر والحاکم عن عمر قال لان
اکون سالت النبی ص عن ثلث احب الی من حمر النعم عن الخلیفۃ بعدہ

وعن قوم قالوا انقر بالزکوٰۃ من اموالنا ولا نودیھا الیک ایحل قتالہم وعن الکلالۃ انتہی یعنے عمر سے منقول ہے کہ کہتے تھے اگر ہم رسول سے تین امر دریافت کیئے ہوتے تو عمر نعم سے بھی زیادہ بہتر تھا ایک یہہ کہ خلیفہ بعد انکے کون ہے دوسرے یہہ کہ جو مقر زکوٰۃ ہو اور کہے کہ تم لوگون کو نہ دینگے اوس سے قتال کرنا جائز ہے کہ نہین تیسرے معنے کلالہ دریافت کرتے انتہی جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ مالک اصل زکوٰۃ کا منکر نتھا بلکہ ان خلفاے جور کے ہاتھہ مین دینے کا وہ منکر تھا جس وجہ سے خلیفہ ثانی کو تمنا رہی کہ کاش رسول سے دریافت کرتے کہ آیا قتال کرنا انسے جائز تھا یا نہین اور امام ابن حزم اندلسی کتاب محلی مین لکھتے ہین کما فی البوارق الموبقۃ ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا قط ولا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم و اسلامہم والثانی قوم اسلموا ولم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوٰۃ من ان یدفعوہا الی ابی بکر فعلی ہذا قوتلوا الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے تھے ایک وہ جو اسلام بھی نہ لائے تھے دوسرے وہ جو اسلام لائے تھے مگر وہ بعد اسلام کافر نہوئے بلکہ زکوٰۃ کے ابوبکر کو دینے سے انکار کیا اور اسیوجہ سے وہ قتل ہوئے اور مضمون تفسیر در منثور سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی ابوبکر کے اس فعل کو کہ اونہون نے مالک سے مقاتلہ کیا ناجائز تصور کرتے تھے اور یہہ امر یعنے مالک کا انکو زکوٰۃ کا نہ دینا بھی مستند تھا ساتھہ روایت معتمد کے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے ابوبکر عن عبد الرحمن السلیمانی قال ابوبکر الصدیق مما یوصی بہ عمر من ادی الزکوٰۃ الی غیرہ ولا ہا

ص ۱۰۱ مقصد اول

مالک کو خلیفہ اول وغیرہ نے انہیں سے زکوٰۃ ... بیکار ... اصل زکوٰۃ ...

لم یقبل منہ و لو تصدق بالدنیا جمیعا ابو بکر عن محمد یعنے ابن سرین کانت الصدقۃ تدفع الی النبی و من امر بہ و ابی بکر و من امر بہ الخ یعنے ابو بکر نے عمر سے وصیت مین کہا کہ جو شخص زکوۃ دے غیر متولی کے ہاتھ مین یعنے غیر متولی مستحق کے ہاتھ مین وہ زکوۃ مقبول نہوگی اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور محمد بن سرین سے روایت ہے کہ صدقہ عہد رسولؐ مین حضرت کے ہاتھ مین آتا تہا یا جسکو حضرت نے حکم دیا تہا وہ لیتا تھا اور اسیطرح عہد ابو بکر مین یا ابو بکر کے ہاتھ مین یا جو اس کام پر مامور تہا صدقہ دیا جاتا تھا جس سے بخوبی معلوم ہوا کہ جو زکوۃ غیر متولی حق کو دیجائے وہ مقبول نہین ہے اگرچہ تمامی دنیا کو تصدق کرے اور دوسری روایت سے ظاہر ہے کہ صدقہ رسول خدا کے ہاتھ مین دیا جاتا تہا یا جسکو حضرت حکم دین اور معلوم ہے کہ ابو بکر کسیطرح مستحق نہ تھے کہ زکوۃ لے سکین کیونکہ نہ رسول خدا نے کبھی اونکو متولی صدقات کیا تہا نہ کبھی کسیطرح زکوۃ اونکے قبضہ مین دیگئی تھی نہ مالک کو حضرت رسولؐ سے کوئی حکم ملا تہا کہ تم ابو بکر کو زکوۃ دو اگرچہ بطور خزانچی کے ہی کیون نہو نہ یہہ کہ بعد میرے تم ابو بکر کو زکوۃ دینا پس مالک کا انکار کرنا ابو بکر کو زکوۃ دینے سے کسیطرح ناجائز نہ تہا بلکہ عین حق و صواب تھا پس ضرور تہا کہ پہلے خلیفہ صاحب اپنے استحقاق اور قابلیت کو ثابت کرتے بعد اوسکے مطالبہ کرتے کہ ہم اسکے مستحق ہین یا یہ عہدہ ہمسے مفوض ہوا ہے نہ یہہ کہ ناحق ناروا اوس صحابی جلیل القدر کو جو اس عہدہ والا پر عہد رسولؐ سے فائز تہا قتل کرا دین از نجاست کہ بعض

علمای اہلسنت نے صاف اسکو لکھدیا کہ یہ قتل کرنا بوجہ انکار زکوۃ وغیرہ
نہ تہا بلکہ بوجہ بیعت نکرنے کے تہا چنانچہ مولوی عبد الرؤف حنفی رسالہ
صحیفۃ الکرار مین فرماتے ہین اور طعن اونکا حضرت ابوبکر و عمر پر عدم
حفظ روایات و قرآن اور فتوی مین غلطی کرنا اور مالک بن نویرہ اور
اونکی جماعت کو بیعت نکرنے پر قتل کرانا الی ان قال کوئی شخص انکار
نہین کرسکتا انتہی کلامہ اور مؤیدات سے اسکے ہے حکم دینا بالقتل
سعد بن عبادہ و قتل جناب امیر المؤمنین نفس خیر المرسلین بوجہ عدم
بیعت خلیفۂ اول کے جسکی تعمیل حضرت عمر نے یہ کی کہ آگ لکڑیان لیجاکر
چاہا کہ مکان دختر رسول جلا دین جیساکہ کتب معتبرہ احادیث و سیر
و تواریخ مین مذکور ہے و تدبجئے فیما بعد انشاء اللہ تعالی بلکہ مین کہتا ہون
بفرض و تسلیم کہ مالک منکر زکوۃ تہا جب بہی قتل اوسکا نا جائز تھا
کیونکہ اسباب جواز قتل تین امر ہین جیساکہ حیوۃ الحیوان مین عثمان
سے منقول ہے کہ فرمایا رسول خدا نے لا یحل دم امرء مسلم الا باحدے
ثلث رجل کفر بعد اسلام او زنی بعد احصان او قتل نفسا بغیر
حق فیقتل بہا یعنی قتل کسی مرد مسلم کا جائز نہین ہے مگر تین وقت
مین ایک جب بعد اسلام کافر ہو جاوے دوسرے زنای محصنہ مین
تیسرے بلا حق اگر کسیکو قتل کرے تب قتل ہوگا اسیوجہ سے قاتل مالک
البتہ جناب خلافت مآب عمر بن الخطاب کے نزدیک واجب الرجم اور
واجب القتل تہا بلکہ بنابر اوس قاعدہ کے بہی جس سے خلافت
خلیفۂ اول کی اہلسنت کے نزدیک صحیح ہوئی یعنے ما راہ المسلمون
حسنا فہو حسن اور اجماع سے بہی قتال کرنا نا جائز تہا اسلیئے کہ اس

۸ جواب [illegible] قتل مالک
صحیفۃ الکرار

۹ جواب عدم جواز قتل مالک

Presented by Ziaraat.Com

ازالۃ الخفا صفحہ ۲۴۳

مادہ مین کل صحابہ اس راے کے مخالف تھے اور کوئی صحابی اس
قتال کو یعنے قتال مانعین زکوۃ کو عموماً حسن نہ جانتا تھا جیساکہ ازالۃ الخفا
مین ہے وفرقہ منع زکوۃ نمودند درین باب جماعت فقہاے صحابہ
باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال بایشان جائز نباشد
ازانجملہ عمر فاروق گفت کیف نقاتل الناس وقد قال رسول اللہ
امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ اکثر صحابہ درین امر متوقف
بودند تا آنکہ فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب رفق نمودند و با حضرت
مرتضی نیز مانند این سوال وجواب درمیان آمد قال انس بن مالک
کرہ الصحابۃ قتال مانعی الزکوۃ وقالوا اہل القبلۃ فتقلد ابوبکر
سیفہ وخرج وحدہ فلم یجدوا بداً من الخروج انتہی ملخصاً
یعنے انس بن مالک سے منقول ہے کہ صحابہ قتل مانعین زکوۃ کو مکروہ
جانتے تھے اور کہتے تھے کہ اہل قبلہ ہین پس ابوبکر نے تلوار حمائل
کی اور تنہا جنگ کے لیئے نکلے تب باقی صحابہ بمجبوری آمادۂ جنگ
ہوئے اس سے بخوبی معلوم ہوا کہ ابوبکر نے اس بارہ مین تمامی
صحابہ کی مخالفت کیا اور کوئی اصحاب رسول صلعم سے اس امر پر راضی
نہوا اور خود جناب امیر سے بھی اس مادہ مین سوال وجواب
ہوا اور حضرت نے بھی عدم رضا ظاہر فرمائی اور نیز اسی
کتاب مین ہے قال ابن عباس فما وافق ابابکر علی رأیہ ولا
وازرہ علی امرہ ولا اعانہ علی شانہ اذ خالفہ اصحابہ
فی ارتداد العرب الا العباس الخ یعنے کسی نے اصحاب سے بھی
موافقت ابوبکر کی دربارۂ قتال مانعین زکوۃ اور نہ مشورہ

صفحہ ۲۵۵ ازالۃ الخفا

ویا بہ اعانت کیا اونکی اس بارے مین مگر عباس نے اگرچہ روایت
سابقہ سے مخالفت کل صحابہ ظاہر ہے اور اس روایت سے
موافقت حضرت عباس تاہم مخالفت جناب امیرؑ اور تمامی صحابہ
کی ظاہر ہوئی پس یہ فعل بکر ہی مخالف اجماع تمامی صحابہ کب قابل
مدح ہے کیونکہ حکم مخالف اجماع کہ کفر ہے معلوم ہے اور ید اللہ
علی الجماعۃ والشاذ کالمعدوم والنادر للذئب آپکے یہان ام
مشہور ہے چنانچہ ایسی مخالفت اجماع کے سبب سے عیاذاً باللہ
جناب امیرؑ پر کیا کچھہ تشدد ہوا کہ واجب القتل قرار پائے
پس ابتدای حالت قتال مانعین زکوۃ کی یہہ تھی اور انتہای صورت
یہہ ہے کہ عموماً تمامی صحابہ اور خصوصاً حضرت عمر اس فعل سے خلیفہ
کے بہت ناراض رہے کما مرارا چنانچہ اسی وجہ سے بعد حصول
خلافت خلیفۂ دوم کے اون اسیرون کو جو ابوبکر کے حکم سے
مقید تھے رہا کرایا اور خالد بن ولید سیف خلیفہ اول کو معزول
کیا جیسا کہ ملل اور نحل مین ہے الخلاف السابع فی قتال مانعی
الزکوۃ فقال قوم لا نقاتلهم قتال الکفرۃ وقال آخرون بل
نقاتلهم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا رسول اللہ
نقاتلتهم علیه ومضی بنفسه لمقاتلتهم ووافقه الصحابة باسرهم
وقد ادی اجتهاد عمر فی ایام خلافته الی رد السبایا والاموال
الیهم واطلاق المحبوسین منهم انتهی یعنی ساتوان اختلاف
دربارۂ قتل مانعین زکوۃ ہے کہ بعض نے کہا ہم اونسے مثل
کفار قتال نکرینگے اور بعض نے کہا ہم قتال کرینگے یہانتک کہ ابوبکر

عدم موافقت عمر با صحابہ در قتال مانعین زکوۃ

اختلاف اصحاب دربارۂ قتال مانعین زکوۃ
ملل و نحل جلد اول مطبوعہ لندن صفحہ ۱۲۱

نے کہا اگر جو لیسمان عہد رسول میں ادا کرتے تھے وہ بھی ندین تو ہم
اونسے جنگ کرینگے اور تن تنہا اونسے لڑنے کو چلے تب صحابہ نے
اونکی موافقت کی اور اجتہاد عمر اسپر قائم ہوا کہ اونکے قیدیون کو رہا
کرین اور اونکا مال اونکو واپس دین بلکہ تاریخ طبری سے معلوم
ہوتا ہے کہ خلیفۂ دوم نے بعد حصول خلافت اول کام جو کیا وہ
یہی ہے کہ سیف ابوبکر کو معزول اور اونکے سپہ سالار کو مخذول
کیا وہذہ عبارتہ انما نزع عمر خالدًا فی کلام کان خالد تکلم بہ فیما
یزعمون ولم یزل عمر علیہ ساخطًا ولامرہ کارھًا فی زمان ابی بکر
کلہ لوقعتہ بابن نویرہ وما کان یعمل فی حربہ فلما استخلف عمر
کان اول ما تکلم بہ عزلہ فقال لا یلی لی عملاً ابدًا فکتب عمر الی
ابی عبیدۃ ان خالدًا اکذب نفسہ فھو امیر علی ما ھو علیہ وان
ھو لم یکذب نفسہ فانت الامیر علی ما ھو علیہ ثم انزع عمامتہ
عن راسہ وقاسمہ مالہ نصفین الخ یعنے عمر نے خالد کو بسبب اوس
کلمہ کے جو اوسنے کہا تھا معزول کیا اور ہمیشہ عمر خالد سے ناراض تھے
اور اوسکے جملہ امور سے کارہ تھے زمانہ ابوبکر میں بسبب واقعۂ مالک
بن نویرہ کے جب عمر خلیفہ ہوئے تو اول کلام یہی کیا کہ خالد کو معزول
کیا اور کہا کبھی ہمارے کسی کام پر وہ مقرر نہین ہو سکتا بعد اوسکے
ابو عبیدہ کو لکھا کہ اگر خالد اپنی تکذیب آپ کرے تب تو وہ سردار
لشکر رہے نہین تو تم بجائے اوسکے امیر ہو اور خالد کے سر سے
عمامہ اوتار کر مال اوسکا نصفا نصف تقسیم کر لو الخ پس ان روایات
کے مطالعہ سے ناظرین متاملین پر فرق درمیان مالک و دیگر منکرین

عماد الاسلام فی الرد علی اہل السنۃ

زکوۃ بھی معلوم ہوگا کہ خلیفہ دوم کے نزدیک یہہ حرکت خلیفہ
اول ایسی ناحق تھی کہ خلافت ہونے کے ساتھہ ہی خالد قاتل مالک کو
معزول کیا اگرچہ خلیفہ صاحب کی برارت ذمگی اب بھی نہین حاصل
ہوئی کہ قصاص خالد سے مالک کا پورا نہ لیا مگر خلیفہ اول کا ظلم وعدوان
وترک امر حق بخوبی واضح ہوا کہ عمر نے سبایا اور اموال کو اون منکرہ
زکوۃ کے واپس کیا بلکہ بنا بر تحقیق شاہ صاحب معلوم ہوتا ہے
کہ خود خلیفہ اول بھی اپنے ظلم کو سمجھے کہ آخر مجبور ہوکر دیت مالک کے
بیت المال سے دلوائی جس سے اور مسلمانون کی حق تلفی کا الزام پڑہ گیا
بہرکیف حال تحقیقات مولوی صاحب معلوم ہوا کہ یہہ لوگ عشق مین
خلفا کے ایسے حواس باختہ ہوتے ہین کہ اپنے ضار ونافع مین بھی
تمیز نہین کرسکتے کیون مولوی صاحب جب مالک مرتد ہی ہوگیا تھا تو
اوس سے لڑنے مین کیا عذر تھا جو درمیان صحابہ و ابوبکر مناظرہ ہوا
اور سب ایک طرف ہوئے اور ابوبکر سب کے مخالف تھے اور جب
لڑنا صحیح تھا تو پھر دیت دینے کی کیا وجہ اور خلیفہ دوم کے سبایا
واموال واپس کرنے کا کیا باعث اور خالد کے معزول کرنے کی
کیا وجہ ہوئی اب برای خدا فرمایئے کہ کون برسر حق تھا اور کون
برسر باطل بینوا توجروا بالجملہ اگر تواریخ اور اخبار کی طرف
توجہ کیجائے تو بخوبی معلوم ہوگا کہ فی الحقیقت مالک بن نویرہ محض
مظلوم قتل ہوا اور خالد بن ولید نے محض ازراہ شہوت پرستی
اوسکو قتل کیا جسپر خلیفہ اول نے محض اپنی خواہش نفسانی اور نفس
پرستی سے خالد کو بچایا اور حد جاری نہ کی جسپر خلیفہ دوم اور اکثر

خلیفۂ دوم کا اپنی خلافت مین خالد قاتل مالک کو معزول کرنا اور سبایا اور اموال کو واپس دینا

صحابہ آزردہ و ناراض ہوئے کیونکہ شاہ صاحب تحفہ مین علاوہ
رد صدقات کے قتل مالک کی دو وجہ لکھتے ہین انقدر خود بشہادت صہ۳۳۲
مردم گرد و نواح بہ ثبوت رسیدہ بود کہ ہنگام استماع خبر قیامت اثر
وفات پیغمبرؐ زنان مالک بن نویرہ حنا بندی و دف نوازی و دیگر لوازم
فرحت و شادی بعمل آوردہ شماتت اہل اسلام نمودہ بود و نیز اتفاقاً مالک
بحضور خالد در مقام سوال و جواب در حق جناب پیغمبرؐ این کلمہ گفت
قال رجلکم کذا و صاحبکم کذا و این اضافت بسوی اہل اسلام نہ بجز
شیوۂ کفار و مرتدان آن زمان بود انتہی مختصرا حالانکہ یہہ دونون
وجہین محض غلط ہین کیونکہ پہلا امر یعنے شماتت اوسکی اہل اسلام
بعد وفات رسول اسدرجہ غلط ہے کہ نہ کسی کتاب مین کتب تواریخ
سے اسکا وجود ہے نہ کتب احادیث مین اور کیونکر کوئی ایسا دعویٰ
باطل کر سکتا ہے کیونکہ اگر یہہ امر ہوتا تو پھر مالک کے ارتداد مین عذر
ہی کیا تھا خالد اسی کو صاف کہتا کہ تجھسے یہہ امر خلاف اسلام ظاہر
ہوا اور صحابہ مین اسقدر اختلاف کیون ہوتا کیا معاذ اللہ وہ لوگ
اسلام کے شماتت کرنے والے کو مومن مسلمان دیندار جانتے تھے
اور نیز خلیفۂ دوم کیون اسقدر خالد کے اس فعل پر ناراض ہوتے
اور خلیفۂ اول کیون تاویل و خطا کی تاویل کرتے اور بہ دیت بیت المال
سے کیون دیتے اور بفرض تسلیم بہت سے افعال عورتین ایسے
کرتی ہین کہ ہرگز رضای صاحب خانہ اوسمین نہین ہوتی چنانچہ بی بی
عایشہ کے افعال مخالف شرع نبوی صحاح ستہ اہلسنت مین بکثرت
ثابت ہین لیکن دوسرا امر یعنے رجلکم یا صاحبکم کا کہنا ہرگز کسی وقت مین

علامت ارتداد نہ تہا نہ قبل وفات رسول نہ بعد وفات آن حضرت
نہ بعد قصۂ ارتداد کیونکہ خود خلیفۂ دوم نے الرجل لیہجر کہا اور کوئی نہ قائل
ارتداد ہوا نہ کسی نے قتل کیا حالانکہ بلا اضافت بحصنہ موجب کمال
تحقیر و توہین تہا اسیطرح خلیفۂ دوم نے جب حلی خانہ کعبہ کو تقسیم
کرنا چاہا تو راوی نے کہا ان صاحبیک لم یفعلاہ رسول خدا کو صاحب
عمر کہا اور خود عمر نے بہی اوسی نہ مرتد کہا نہ قتل کیا بلکہ خود عایشہ نے
ابوبکر سے کہا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے بذیل قصۂ افک کہ ابوبکر نے ص ۱۵۲
کہا قال اللہ قد انزل عذرک تو عایشہ سے روایت ہے قلت بحمد اللہ
لا بحمدک و لا بحمد صاحبک الذی ارسلک یعنی جب ابوبکر نے عایشہ
سے کہا کہ خدا نے تیرا عذر نازل کیا تو عایشہ نے کہا شکر خدا ہے
نہ شکر تیرا نہ تیرے صاحب کا جسنے تجھے بہیجا ہے پس اگر واقع مین رسول
یا صاحبکم کہنا علامت ارتداد تہا تو ارتداد عمر و عایشہ بلکہ خود ابوبکر
ثابت ہوتا ہے کہ باوصف استماع کلمۂ کفر اپنی دختر بلند اختر سے ساکت
رہے اور کوئی تنبیہ بہی نہ کی حالانکہ ادنے ادنے سے امر پر باوصفی
کہ سر مقدس نبوی صلعم عایشہ کی گود مین ہوتا تہا مگر یہہ بزرگوار لات چلہا
دیتے تھے پس معلوم ہوا کہ یہہ سب محض غلط ہے اب اصل وجہ
مالک کے قتل ہونے کی وہی رندی و شہوت پرستی و مستی ہے
کہ خالد چاہتا تہا کسیطرح مالک کی زوجہ کو اپنے تصرف مین لائے اصل وجہ قتل مالک
اور حظ نفسانی اوٹہائے چنانچہ بقاعدہ المؤمن ینظر بنور الایمان
خود مالک عمر نے تاڑلیا اور صاف صاف کہدیا کہ خالد کو دوسری
لاگ ہے اور اس شعلہ کی بہڑکانے والی دوسری ہی آگ ہے چنانچہ

تاریخ ابن خلکان مین ہے وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی
لیضرب عنقه والتفت مالك الی زوجته ام تمیم وقال لخالد هذه
التی قتلتنی وکانت فی غایة الجمال الخ یعنے جب ضرار متوجه قتل
مالک ہوا تو مالک اپنی زوجه ام تمیم کیطرف متوجه ہوکر کہنے لگا کہ
اسی نے مجھکو قتل کرایا اور وجه اوسکی یہه تھی کہ زوجۂ مالک نہایت
ہی حسینه تھی اور یہه امر کچھه اسی کتاب مین نہین ہے بلکہ تاریخ طبری
وغیرہ کتب تواریخ مین بھی موجود ہے کما نقل اکثرها فی التشئید
اور اوسی شب ہم بستر ہونا دلیل ظاہر اس شہوت پرستی کی ہے
چنانچہ شرح تجرید علامۂ قوشجی مین ہے حیث قال قتل مالك
بن نویرہ طمعاً فی التزویج بامرأته ولذلك تزوج بها من لیلة
وضاجعها یعنے قتل کیا مالک کو خالد نے بطمع تزویج اوسکی زوجه
کے اور اسیوجه سے اوسی شب کو مباشرت کی زوجه مالک سے اور
صواعق محرقه مین ہے واما انکار عمر برابی بکر که او قتل خالد بن ولید
انکر وکه او مالک بن نویره را که مسلمان شده بود کشت و زوجۂ او را
نکاح کرد درہمان شب قبل انقضای عدت دخول نمود و چون عمر
باین معنے اطلاع یافته با صدیق گفت که خالد بن ولید باین عملی که
کرده مستحق قتل است و او را می باید کشت و ابوبکر درین معنی
تامل نمود و خالد را نکشت و این انکار مستلزم آن نیست که ابوبکر
را ذم کرده باشد یا الحاق نقصی باو کرده که در خلافت او بوده
باشد الخ اور مرآة الزمان سبط ابن جوزی مین ہے لما اراد
خالد قتل مالك وجاءت امرأته ام تمیم بنت المنهال وکانت

Presented by Ziaraat.Com

من اجمل النساء فالقت نفسها عليه وقد كشفت وجهها فقال
اليك عني فقد قتلتني يشير الى ان خالد لما راها اعجبته فقتله
ليأخذها وروى عن بعض من حضر هذه السرية قال رعنا
القوم تحت الليل فربعت المرأة فخرجت عريانة فوالله لقد عرفنا
حين رأيناها انه سيقتل عنها صاحبها ولما قتل مالك تزوج
خالد امرأته فكتب اليه ابو بكر بالقدوم عليه ولما بلغ عمر بن
الخطاب خبر خالد قتله مالكا واخذه لامرأته قال اي عباد الله
قتل عدو الله امرء امسلما ثم وثب على امرأته والله لنرجمنه
بالحجارة فلما قدم خالد المدينة دخل المسجد وعليه ثياب
عليها صدء الحديدة معتجرا بعمامة قد غرز فيها ثلثة اسهم فيها
اثر الدم فوثب اليه عمر فاخذ الاسهم من راسه فحطمها وقال
يا عدو الله عدوت على امرء مسلم فقتلته ثم نزوت على امرأته
والله لنرجمنك باحجارك وخالد لا يرجع عليه بلا ولا نعم وهو يظن
ان راي ابي بكر فيه كراي عمر فدخل خالد على ابي بكر وعمر في المسجد
فذكر لابي بكر عذره ببعض الذي ذكر له فتجاوز عنه وراى
انها الحرب وفيها ما فيها فرضي عنه فخرج خالد من عنده وعمر
في المسجد فقال له خالد هلم يا ابن حنتمة الي يريد ان يشاتمه
فعرف عمر ان ابا بكر قد رضي عنه فدخل بيته خلا صامتا وسكت

کہ جب خالد نے قتل مالک کا ارادہ کیا تو زوجہ مالک ام تمیم بنت منہال
آئی اور اپنے کو مالک پر گرا دیا اسمیں نقاب چہرہ سے الگ ہو گیا اور
منہ اوسکا کھل گیا مالک نے کہا دور ہو ہمسے کہ تو نے ہمکو قتل کرایا مقصود

Presented by Ziaraat.Com

اس سے اشارہ تہا اسطرف کہ خالد اوسپر فریفتہ ہو گیا پس اسوجہ
سے مالک کو قتل کیا تاکہ اوسکی زوجہ پر متصرف ہو اور دوسری
روایت مین ہے کہ قوم مالک کو شبکو وقت حراست مین رکہی تھی
اور اوسکی زوجہ بہی حراست مین تہی کہ ناگاہ وہ برہنہ نکلی راوی
ناقل ہے کہ قسم بخدا اوسی وقت ہم لوگون کو یقین ہوا کہ اب
مالک ضرور قتل ہوگا پس جب خالد نے مالک کو قتل کیا اوسی
شب کو زوجہ مالک سے عقد کیا جب یہہ خبر ابوبکر کو پہونچی تو
حکم دیا کہ ہمارے پاس حاضر ہو اور جب عمر نے سنا تو لوگون سے
کہا ای بندگان خدا اس دشمن خدا یعنے خالد نے ایک مرد مسلمان
کو قتل کیا اور اوسکی زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ اوسکو ہم سنگسار
کرینگے جب خالد داخل مدینہ ہوا تو عمامہ مین اپنے تین تیر خون
آلودہ لگائے تہا عمر نے اوچک کر اوسکے سر سے تیر نکال کر جلا دیا
اور کہا کہ ای دشمن خدا تو نے مرد مسلمان کو قتل کیا اور اوسکی
زوجہ پر چڑہ بیٹہا واللہ ہم تجہے سنگسار کرینگے اور خالد خاموش
تہا کچہہ جواب نہ دیتا تہا کیونکہ اوسکو یہہ گمان تہا کہ ابوبکر کی رائے
بہی مثل عمر ہے پس ایک روز تنہا ابوبکر کے پاس خالد گیا اور بہت
سی معذرت کی یہانتک کہ ابوبکر راضی ہوئے اور عمر اوسوقت
مسجد مین تھے پس جب ابوبکر راضی ہوئے تو خالد وہان سے
نکلا اور مسجد مین آیا اور عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب سامنے میرے
آؤ اور چاہتا تہا کہ عمر سے گالی گفتہ کرے پس عمر چپ چاپ اوٹھکر
گہر مین اپنے چلے گئے انتہی اور فوات الوفیات ذیل تاریخ ابن خلکان

[illegible] ص ۱۳۰

مین ہے قیل ان خالداً کان یھوی امرأۃ مالک فی الجاھلیۃ وکان خالد یعتذر فی قتلہ فیقول انہ قال لی و ھو یراجعنی ما اخال صاحبکم الا قد کان یقول کذا و کذا الخ یعنی خالد زوجہ مالک بن نویرہ پر ایام جاہلیت سے عاشق تھا اور اوسکے قتل کی فکر مین رہتا تہا پس خالد نے کہا کہ ہمسے مالک نے کہا کہ تمہارے صاحب ایسا کچھ کہتے تہے الخ پس معلوم ہوا کہ خالد جاہلیت کے زمانہ سے مالک کی زوجہ پر عاشق تھا اور حیلہ و مکر کرتا تھا کہ کسیطرح قتل کرے یہانتک کہ بدولت خلیفۂ اول اپنے مطلب پر فائز ہوا اور یہی وجہ تہی کہ خلیفۂ دوم نے اس حرکت خالد کو بلفظ زنا تعبیر کیا اور بقسم کہا دشمن خدا کو ہم ضرور سنگسار کرینگے مگر خلیفۂ اول کے بدولت رُک گئے سنگ آمد سخت آمد کا مضمون ہوا خیر یہہ تو خالد کی شہوت پرستی تہی کہ مالک کو قتل کیا اور اوسکی جورو سے داد عیاشی و تماشا بینی دیا مگر معلوم حضرات اہلسنت کو اس خالد پرستی سے کیا نفع ملیگا جو خواہی نخواہی مالک خلیفۂ دوم کو مرتد اور کافر بناتے ہین اور خلفا اور صحابہ کا بھی کچھ لحاظ نہین کرتے نہ خلیفۂ دوم کا پاس و ادب کرتے ہین خصوصاً مولوی حیدر علی کہ برخلاف خلفا و صحابہ بلکہ خود اپنے اوستاد شاہ عبد العزیز کے خلاف بالخصوص ایسے مالک کو مصداق حدیث حوض بناتے ہین اور اوسکے احداث و تغییر و تبدیل کو ثابت ٹھہراتے ہین حالانکہ مہاجرین و انصار نے بالاتفاق اوسکی پاکدامنی پر شہادت دی اور اوسکے تغییر و تبدیل نہ کرنے پر گواہی دی اب بجز اسکے کیا چارہ ہے کہ ان ملوکون کو مملوک مالک خلیفۂ دوم کے حوالہ

خالد کو خلیفہ دوم نے دشمن خدا کہا

کریں کہ وہی انسے سمجھیں لیکن امر دوم یعنے خلیفہ اول کا ازراہ تعصب
قصاص نہ لینا اور خالد کو چھوڑ دینا اور صحابہ کا مخالف رہنا پس جو
ان روایات سے ثابت ہوا خلیفہ صاحب نے نہ حضرت عمر کا کہنا
مانا نہ دیگر صحابہ کا چنانچہ مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی میں ہے
قال ابو ریاش دخل خالد المدینۃ ومعہ لیلی بنت سنان زوج
مالک فقام عمر فدخل علی علیؑ فقال ان من حق اللہ ان یقاد
من ھذا المالک وقتلہ وکان مسلما ونزا علی امرأتہ علی ما
ینزو الحمام ثم قاما فدخلا علی سعد بن ابی وقاص وطلحہ
بن عبد اللہ فتابعوا علی ذلک ودخلوا علی ابی بکر وقالوا
لابد من ذلک فقال ابو بکر لا اغمد سیفا سلہ اللہ علیہم انتہی
یعنے جب خالد زوجہ مالک کو لیکر مدینہ داخل ہوا تو عمر جناب امیر
علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا کہ قصاص مالک خالد سے
ضرور لینا چاہیئے کہ اسنے مالک سے مرد مسلمان کو قتل کیا
اور جیسے کبوتر کبوتری پر چڑھتا ہے خالد زوجہ مالک پر چڑھ
بیٹھا پس عمر اور جناب امیرؑ سعد بن ابی وقاص اور طلحہ کے
پاس آئے اور باتفاق ابو بکر سے جاکر کہا ضرور قصاص لینا
چاہیئے ابو بکر نے کہا ہم ہرگز اوس سیف کو میان میں نہ کرینگے
جسے خدا نے اونپر کھینچا یعنے خالد سے قصاص نہ لینگے الخ
کیوں صاحبو صحابہ کے دو ایک آدمی کے اتفاق سے تو خلافت
آپکے یہاں صحیح ہو جاوے اور نصوص صریحہ نبوی بیکار قرار پاویں
یہاں جو اسقدر صحابہ کا اجماع ہے خلیفہ دوم جنکے بارے میں خود

اہلسنت یہہ حدیث موضوع روایت کرتے ہین ان اللہ جعل
الحق علی لسان عمر اور جناب امیرؑ کے بارے مین تو بالاتفاق
یہہ حدیث متواتر مشہور ہے الحق مع علی وعلی مع الحق اسیطرح
سعد بن ابی وقاص وطلحہ بن عبد اللہ جو عشرہ مبشرہ سے اور
بفضائل کاملہ آپکے یہان معروف ہین ان سبھون نے علاوہ
بر شہادت ابو قتادہ و عبد اللہ بن عمر بر اسلام و تبدل و تغییر
نکرنے مالک کے بالاتفاق خالد کو زانی قابل رجم اور قاتل مسلم
واجب القتل جانا اور ابوبکر سے اس بارے مین مبالغہ فرمایا
مگر کسیکی شنوائی نہ کی اسپر بھی مالک مرتد و مورد حدیث حوض
قرار پاوے اور خالد و ابوبکر وعمر و دیگر صحابہ مجتہدین یقینی المغفرۃ
مین شمار کیے جائین سبحانک اللھم ھذا بھتان عظیم وافتراء
جسیم لا یقبلہ عقل سلیم

تذییل جمیل چونکہ اثنائے کلام مین نقل عبارت شاہ ولی اللہ وشاہ
عبد العزیز ذکر آیہ کریمہ یا ایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ
فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المؤمنین
اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ
لائم ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ واسع علیم آگیا
یعنی اے وہ لوگ کہ ایمان لائے ہو جو شخص تملوگون سے اپنی دین سے
برگشتہ ہو جاے پس لاویگا خدا اوس گروہ کو جسے خدا دوست رکھتا ہے
اور وہ لوگ خدا کو دوست رکھتے ہین متواضع ہین مسلمانون کیلئے اور سخت
ہین واسطے کافرون کے راہ خدا مین جہاد کرتے ہین اور نہین ڈرتے ملامت سے

یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ

Presented by Ziaraat.Com

ملامت کرنیوالونکے یہ فضل خدا ہی جسے چاہتا ہی دیتا ہے خدا جواد و دانا ہے

اور دونون باپ بیٹون نے اس آیہ سے حقیت خلافت خلیفہ اول

پر استدلال کیے ہین لہذا اجمالاً ذکر اسکا بیان کیا جاتا ہے تا جسکو شوق اسکی تفصیل

کی ہو وہ عماد الاسلام و بوارق موبقہ جواب باب امامت تحفہ اثنا عشریہ

وکتاب مستطاب عبقات الانوار منہج اول مطالعہ کرے بیان اجمالی بیان

پر اقتصار کیا جاتا ہی پس واضح رائے ارباب انصاف ہو کہ طریقہ تفسیر

اہلسنت کی بیان دو طور پر ہی ایک یہ کہ بحدیث نبوی ہو کہ خود آنحضرت

نے تفسیر فرمائی ہو اور بیان کر دیا ہو کہ اس آیہ کریمہ سے یہ مراد ہی دوسرے

یہ کہ صحابہ نے اوسکے مطلب بطور خود بیان کئے ہون بطور تطبیق

واقعات وغیرہ پس اس آیہ کریمہ کو اگر بطور اول یعنے حسب ارشاد

فیض بنیاد آنحضرت دیکھین تو خلیفہ اول کو اس آیہ سے کوئی تعلق

ہی نہین کیونکہ احادیث نبویہ سے جو اہلسنت کے بیان منقول ہین وادمی کے

بارے مین نازل ہونا اس آیہ کا معلوم ہوتا ہی جیسا کہ تفسیر کبیر امام فخر الدین

رازی مین ہی و روی مرفوعا ان النبی صلعم لما نزلت ہذہ الایۃ اشار

الی ابی موسی الاشعری وقال ہم قوم ہذا وقال اخرون ہم

الفرس لانہ روی ان النبی صلعم لما سئل عن ہذہ الایۃ ضرب بیدہ

علی عاتق سلمان وقال ہذا وذووہ ثم قال لو کان الدین معلقا

بالثریا لنالہ رجال من ابناء فارس یعنی منقول ہی کہ جب آیہ نازل

ہوا تو حضرت نے اشارہ فرمایا طرف ابو موسے اشعری کے اور کہا کہ وہ

لوگ قوم اسکی ہین اور بعض لوگون نے کہا کہ اہل فارس مراد ہین کیونکہ

جب حضرت سے سوال کیا کہ مراد اس آیہ سے کون ہی تو حضرت نے

ص ۶۱۳ تفسیر کبیر جزو ۸ مطبوعہ مصر

فضیلت اہل عجم

سلمان فارسی کے شانہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ وہ شخص یہ ہے
اور ہمراہیان اوسکے پھر فرمایا کہ اگر دین معلق ہو ساتھ ثریا کے تو کچھ
لوگ اہل عجم سے اوسکو پالینگے انتہی پس حسب ارشاد جناب رسالتمآب
مصداق اس آیہ کے دو شخص قرار پائے قوم ابو موسی اور حضرت سلمان
فارسی و قوم اونکی پس خلیفہ اول یون بھی خارج ہوئے اور چونکہ ابو موسی
اشعری کا منافق ہونا ادلۂ قاطعہ سے ثابت ہی جیسا کہ مابعد ۵ اسکے کتب
اہلسنت سے بخوبی مذکور ہوگا لہذا وہ بھی خارج ہوئے ہر چند بمفاد
اس حدیث کے بھی وہ خارج تھے کیونکہ حضرت نے قوم ابو موسی کو
مصداق اسکا فرمایا تھا نہ خود ابو موسی کو بخلاف سلمان فارسی اور اونکی
قوم کے پس جس کسی کو اہلسنت سے متابعت رسول مقصود ہو
وہ اس فرمان رسول کے مطابق حضرت سلمان فارسی اور اونکی
قوم کو مصداق آیہ کریمہ تصور کرے اور انجاکہ حسب تصریح علمائے
اہلسنت منکر خبر واحد کافر ہے کما فی ھدایۃ السعداء پس جو سنی خلاف
اسکے دعوے کرے اور حکم نبوی کو نمانے وہ اپنے اصول سے آپ کافر ہوگا
۵ مارا چہ ازین قصہ کہ گاو آمد و خر رفت ؛ باقی رہا طریقہ ثانیہ یعنے
صحابہ کی راے اور بیان کے مطابق پس تفسیر کبیر مین چند قول مذکور
ہین ایک یہ کہ مراد اس سے خلیفہ اول یعنے ابوبکر ہین اور اصحاب اونکے
جنہون نے اہل ردہ سے قتال کیا دوسرے یہ کہ مراد اس آیہ سے
انصار رسول مختار ہین جنہون نے اعلاء کلمہ اسلام و اظہار دین مین نصرت
آنحضرت کی کی تیسرے اہل یمن چوتھے یہ کہ جناب میر مراد ہین
جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کو خود اختلاف ہے کہ کون لوگ مراد ہین

پس جو لوگ اہلسنت سے صحابہ پرست ہین وہ چارون قول کے
قایل ہون اور اختلاف مین پڑے رہین بالتعین خلیفہ اول کو کیونکر
مورد اس آیہ کریمہ کا قرار دے سکتے ہین اور اگر واقعات تواریخی کی
روسے خلیفہ اول کو معین کرین کہ بدولت انکے مرتدین قتل ہوے
اسوجہ سے وہی لوگ مراد ہین جیسا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب نے
لکہا ہے پس اگر بنظر انصاف اوس قصہ کو ملاحظہ کرین تو سوے نقصان کے
کوئی نفع نہوگا اسلیے کہ باتفاق اصحاب حدیث و ارباب تواریخ اہلسنت
مرتد دو قسم کی تہی ایک مرتد اصل دین سے دوسرے منکرین زکوۃ
قسم اول حقیقۃً مرتد نہ تہے بلکہ کافر تہے جیسا کہ ابن حزم نے محلی مین
لکہا ہے کما نقل فی البوارق ان فی اہل الردۃ قسمین قسم لم یسلموا
قط لا یختلف احد فی انہ یقبل توبتہم و اسلامہم والثانی قوم
اسلموا و لم یکفروا بعد اسلامہم ولکن منعوا الزکوۃ من ان یدفعوہا
الی ابی بکر فعلی ہذا قوتلوا و لم یختلف الحنفیون والشافعیون
فی ان ہولاء لیس لہم حکم المرتد اصلا وہم قد خالفوا فعل
ابی بکر فیہم و لا تسمیہم اہل ردۃ الخ یعنے اہل ردہ دو قسم کے
تہے ایک تو وہ کہ اسلام ہی نہ لائے تہے اونکی توبہ قبول ہونے مین
کسی کو اختلاف نہین کہ وہ پھر مسلمان ہو سکتے ہین دوسرے وہ لوگ
جو اسلام لائے تہے مگر بعد اسلام وہ کافر نہوے فقط زکوۃ کے ابوبکر
کے ہاتھ مین دینے سے اونکو انکار تہا اور اسیوجہ سے وہ قتل کیے گئے
اور اسبارے مین حنفیہ شافعیہ مین کوئی اختلاف نہین ہو کہ یہ لوگ
مرتد نہ تہے صرف مخالف فعل ابوبکر تہے پس انکو ہم مرتد نہین کہسکتے الخ

Presented by Ziaraat.Com

اور سابقاً جو تحقیقات مولوی حیدر علی در بارۂ مسیلمہ وغیرہ مذکور ہوئے
اوس سے بھی ظاہر ہے کہ وہ لوگ پہلے مسلمان نہین ہوئے تھے
پس جب وہ مسلمان ہی نہوے ابتدا سے کافر تھے تو مرتد نہوے اور
جب مرتد نہوے تو قاتلین اونکے مورد اس آیہ کریمہ سے نہین ہوسکتے
کیونکہ اسمین قتل مرتدین کا ذکر ہے نہ قتل کفار کا باقی رہی قسم ثانی
یعنی مانعین زکوۃ پس سابقاً بتفصیل تمام مذکور ہوا کہ بالاتفاق
تمامی صحابہ نے اوس قتال کو ناجائز کہا خود جناب عمرؓ اور ابو بکر سے
اس بارہ مین گفتگو ہوی اور بعد قتل مالک بھی جناب عمرؓ نے ابو بکر سے
کہا کہ خالد سے مالک کا قصاص لینا چاہیے اور خود خلیفہ دوم قبل
قتال بھی معترض تھے اور بعد قتال بھی فعل ابو بکر پر معترض رہے
یہانتک کہ جب خود خلیفہ ہوے اون قیدیون کو رہا کیا اور خالد کو
معزول کیا اسیطرح سعد بن ابی وقاص و طلحہ و تمامی صحابہ ناراض رہے
بلکہ علاوہ برانکہ کبار صحابہ خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوے خود اعدہ ع
اصحاب عبد اللہ بن عمر بن خطاب اور ابو قتادہ انصاری نے اونکے اسلام
پر گواہی دی اور آپنے جور وستم خالد پر قسم کھائی کہ اب کبھی اوسکے ساتھ
شریک جنگ نہون پس جو فعل باجماع صحابہ ناجائز و حرام ہوا اور اوسکے
مرتکب سے صحابہ طالب قصاص ہون اوسکو اہلسنت کب ممدوح کہسکتے
ہین پس افسوس ہے کہ حضرات اہلسنت ان امور پر بھی غور نہین کرتے
اور فضیلت خلفا کی فکر مین دوڑے پڑے پھرتے ہین یہ نہین سمجھتے کہ
اسمین فضیلت ہوتی ہے یا منقصت سبحان اللہ جن مقتولون کو صحابہ
مہاجر و انصار مسلمان مرد دیندار کہین اور خلیفہ دوم و عبد اللہ بن عمر

والو قتادہ وغیرہ اونکے اسلام کی گواہی دین اور جناب امیرؑ اور خلیفہ
دوم وسعد بن ابی وقاص طلحہ وغیرہ اوسکے قاتل کو واجب القصاص
کہین اور زانی و قاتل مسلم بتاتین اونہین کو یہ حضرات مصداق
آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ الآیہ قرار دین یہ نیا انصاف ہے
مگر صاحب مفاتیح شارح مصابیح نے بنقل مولوی حیدر علی صاحب
فارغخطی دیدی کہ یہ لوگ یعنے مانعین زکوٰۃ حقیقۃ مین مرتد نہ تھے
بلکہ اہل بغاوت سے تھے اور چونکہ نام ارتداد سے زیادہ شناعت اون
لوگون کی ثابت ہوتی تھی اس نام سے پکارے گئے جیسا کہ منتہی الکلام
مین ہی پس اس سے بھی خلیفہ اول مقاتل مرتدین نہ قرار پائے بلکہ
مقاتل بغاۃ ٹھہرے اور بفرض محال کہ وہ لوگ مرتد ہوئے اور
قتال اونسے جائز ہوا پس جو لوگ کہ اونسے جہاد کرین اور اونکو قتل
کرین وہ لوگ مصداق اس آیہ کے ہونگے یا جو شریک بھی جہاد مین
ہوئے وہ مراد ہونگے اب اونکو دیکھنا چاہیے کہ اونسے کسنے جہاد کیا اور
کسنے اونکو قتل کیا پس خود اہلسنت لکھتے ہین کہ اول جسنے مرتدین
سے قتال کیا وہ ابوسفیان تھا جو ہمیشہ منافق رہا چنانچہ ازالۃ الخفا مین
ہے عن ابن شہاب ان رسول اللہ استعمل ابا سفیان بن حرب علی
بعض الیمن فلما قبض رسول اللہ اقبل فلقی ذا الخمار مرتدا فقاتلہ
فکان اول من قاتل فی الردۃ وجاھد عن الدین قال ابن شہاب
وھو فیمن انزل اللہ فیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین
عادیتم منہم مودۃ وعن ابی ھریرۃ قال اول من قاتل اہل الردۃ
علی اقامۃ دین اللہ ابو سفیان بن حرب وفیہ نزلت ھذہ الآیۃ

ص ۹۸ منتہی الکلام

ص ۲۴۷ ازالۃ الخفا

لم وقد صرح ائمتہم بضعف ... الروایات و استعمالہ علی ... ذا الخمار ...

عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ انتہی
یعنی آنحضرتؐ نے ابوسفیان کو بعض جزیرین پر عامل مقرر فرماکر بھیجا جب
آنحضرتؐ نے وفات پائی تو ابوسفیان وہانسے چلا راہ مین ذوالخمار مرتد
سے ملاقات ہوئی پس اوس سے قتال کیا پس ابوسفیان اول شخص ہے
جسنے اہل ردہ سے قتال کیا اور راہ خدا مین جہاد کیا کہا ابن شہاب نے
کہ ابوسفیان داخل آیہ عسی اللہ الآیہ ہے (یعنی قریب ہے کہ خدا درمیان
تم لوگون کے اور اون لوگونکے جنہون نے تمسے عداوت کی مودت قرار دیگا)
اور ابوہریرہ سے منقول ہے کہ اول جسنے اقامت دین خدا کے لیئے
اہل ردہ سے قتال کیا وہ ابوسفیان ہے اور اوسیکی شان مین یہ آیہ
عسی اللہ نازل ہوا اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بھی یہ روایت
بذیل تفسیر آیہ عسی اللہ ان یجعل بینکم مرقوم ہے پس تعجب ہے
اہلسنت کی سرپرستی سے کہ اپنے ابوالخلفا ابوسفیان کو جو حسباً و نسباً
خلفائے ثلثہ سے افضل و اعلی تھے اور خلیفہ اول اونکو شیخ قریش و سیدہم
فرماتے تھے جو بنص رسول موجب غضب اصحاب کبار حضرت تھا جیسا کہ
صحیح مسلم مین ہے عن عایذ بن عمرو ان ابا سفیان اتی علی سلمان و
صہیب و بلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق
عدو اللہ ماخذھا فقال ابوبکر تقولون ھذا لشیخ قریش و سیدہم
واتی النبیؐ فقال یا ابابکر لعلک اغضبتہم لئن کنت اغضبتہم لقد
اغضبت ربک فاتاھم ابوبکر فقال یا اخوتاہ اغضبتکم فقالوا
لا یغفر اللہ لک یا اخی انتہی یعنی ابوسفیان کا گذر ہوا روبرو سے
سلمان فارسی و صہیب بلال کے پس ان لوگون نے کہا کہ یہ دشمن خدا

ابوسفیان کا مصداق آیہ ہونا بتصریح و اہلسنت

صحیح مسلم

خلیفہ اول کی حمایت ابوسفیان کی اور ابوسفیان کو شیخ و سید قریش کہنا

ابھی تک سیف خدا سے بچا رہا پس ابوبکر نے اون صحابہ سے کہا کہ تم
لوگ زیادہ سید و سردار و شیخ قریش ایسے بات کہتے ہو بعد اسکے خدمت
رسول مین حاضر ہوے حضرت نے فرمایا کہ اے ابوبکر شاید تمنے اون
صحابہ کو غضبناک کیا اگر اونکو غضب مین لایا تو تو نے خدا کو غضبناک
کیا پس اونکے پاس ابوبکر آئے اور کہا کہ اے برادران شاید تمکو
ہم غضب مین لائے پس اون لوگون نے کہا نہ بخشے خدا تجھے اے
برادر پس ایسے بزرگ کو با وصف ایسے کارنمایان اور امر عظیم الشان
کے کہ پہلے پہل مرتدین سے راہ خدا مین جہاد کیا اور اقامۂ دین خدا کے
لیئے اپنی جان کی مطلقاً پروا نکی اور بنفس نفیس اونسے لڑنے پر امادہ و
مستعد ہوگئے اور آیۂ عسی اللہ ان یجعل بینکم اونکے بارے مین نازل ہوا
اہلسنت مصداق اس آیۂ کریمہ کا نہین بناتے اور خلیفہ اول کو جو بعد
ابوسفیان بلکہ بتقلید اونکے صرف منع زکوٰۃ کے سبب سے دوسرون کے
بھروسہ پر آمادۂ قتال ہوے مصداق اس آیۂ کریمہ کا بناتے ہین حالانکہ
درمیان ابوسفیان و ابوبکر فرق نمایان ہے اور بنا بر مذاق اہلسنت انطباق
اس آیہ کا اسکے ساتھ نہایت چسپان ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے جو تمسے مرتد ہو
پس قریب ہے کہ خدا لاتے اوس قوم کو جسے خدا دوست رکہتا ہے اور
وہ خدا کو دوست رکہتا ہے پس مقتضائے فسوف یاتی اللہ تحقیق اہلسنت
یہ ہے کہ وہ قوم اوسوقت موجود ہو اور ابوبکر باعتبار حال و زمان و مکان
وہین موجود تھے بخلاف ابوسفیان کہ وہ وہان موجود نہ تھے پس باعتبار
ابوبکر وہ زیادہ تر مصداق فسوف یاتی اللہ بنی اور نیز ابوبکر کے متابعین
بہ نیت چڑہکر لڑنے کو گئے تھے پس وہ مصداق یاتی اللہ یعنی لاویگا خدا

بوجوہ انطباق آیت بر ابوسفیان حسب ارادہ

کیونکہ ہونگے بخلاف ابوسفیان کہ وہ بین سے اپنی کعبی قوم الصحابہ سے ملاقات
ہوئی لڑنے لگے تو البتہ وہ مصداق یاتی اللہ ہوسکتے ہین کہ انکا باعتبار
ایمان و اسلام ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین بخلاف ابوسفیان کے کہ
اسلام اوسکا فتح مکہ مین بیان کیا گیا ہے فسوف یاتی اللہ بحذبی چسپان
ہوگا بحسب ما قررنا اسیطرح اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین
اسیطرح یجاھدون فی سبیل اللہ کہ بتصریح ابوہریرہ و ابن شہاب
خود ابوسفیان نے واسطے اقامۃ دین خدا کے جہاد کیا بخلاف ابوبکر کے
کہ خود جہاد سے بجھے مرتدین سے نہ کیا نہ اوس خروج مین شریک ہوسکے
نہ اوس سرزمین پر تشریف لیگئے اور اگر مجازاً کہا بھی جاوے کہ خالد کا
لڑنا بحکم ابوبکر تہا تو مثل بنی الامیر المدینۃ ابوبکر پہ جہاد کرنا صادق آسکتا ہے
پس بتصریح اہلسنت با وصف امکان معنی حقیقی معنی مجازی مراد نہیں لیے سکتے
اور گر دتا ویل نہین جا سکتے الا بضرورت معذلک یہ جہاد اقامۃ دین
خدا کے لیے نہ تہا بلکہ بطمع زکوۃ تہا جیسے صحابہ معترض ہوئے فاین المساوات
اور اگر بوجہ صحابیت ابوبکر زیادہ مستحق قرار پائین تو ابوسفیان بہی صحابی
تھے اور حسب نسب مین ابوبکر سے افضل تھے کہ خود خلیفہ اول نے
انکو سید و سردار قریش کہا اور ابوسفیان نے ابوبکر کو اذل بطن سے
ساتھ تعبیر کیا کما فی تکمیل الایمان للشیخ عبد الحق الدہلوی اور اگر
خسر رسول ہونا موجب شرف و استحقاق ہے تو ابوسفیان بہی مثل
ابوبکر رسول خدا کے خسر تھے اور باعتبار قرابت بہ نسبت ابوبکر اقرب
تھے اور اگر خلافت بکری موجب استحقاق دخول تحت آیہ ومن یرتد
ہو تو ابوسفیان بہی اکثر خلفائے اہلسنت کے باپ تھے بالجملہ ہر طرح حسب

قواعد اہلسنت باعتبار تطبیق وواقعات ابوسفیان زیادہ تر مستحق ہین
کہ مصداق اس آیہ کریمہ کے قرار دئیے جاتے ہین اور اگر ابوسفیان سے
درگذر کرین تو خالد بن ولید سیف اللہ اہلسنت جنکو خلیفہ دوم صاحب
زانی فرماتے تھے زیادہ تر مستحق ہین کہ مصداق اس آیہ کی ہون کہ اونکے
بدولت یہ مہم سر ہوئی اور خلیفہ اول اہلسنت کے نزدیک قائم تدین
کہلانے لگے گو آنحضرتؐ اسے خالد سے تبرا بھی فرماتے ہون جیسا کہ
تحفہ اثنا عشریہ اور ازالۃ الخفا مین ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا اللھم انی صفحہ ۵۲۵
ابرء الیک مما صنع خالد اور خلیفہ دوم زانی وواجب القتل والرجم
سمجھے قرار دین مگر بمقتضاے ھل جزاء الاحسان الا الاحسان بھی
ہے کہ خالد بن ولید ہی کو مصداق اس آیہ کریمہ کا قرار دین لیکن کافر نعمتی
اہلسنت قابل ملاحظہ ہے کہ خالد بن ولید سیف اللہ بکری کو اولا کسی طرح
مصداق اس آیہ کا نہین بناتے بلکہ سب کو حق لیلا بنا کر ابوبکر ہی کو
دیتے ہین اور اگر کسی کو اہلسنت سے کچھ پاس نمک ہوا بھی تو بطفیل
خلیفہ اول بشمول دیگر اصحاب نہ بالذات و بالاصالۃ فاعتبروا یا اولی
الابصار اور اگر حضرات اہلسنت ان مجاہدین فی سبیل اللہ قاتلین
مرتدین کو جو باعتبار معنے حقیقی بنا بر اصول اہلسنت مصداق یجاہدون
فی سبیل اللہ ہو سکتے ہین مصداق اس آیہ کا نہ بناتین بلکہ بنا بر معنے
مجازی آمر وحاکم بقتال کو مصداق اوسکا قرار دین تو بھی خلیفہ اول نہین
مصداق ہو سکتے بلکہ جناب امیر علیہ السلام مورد اس آیہ کریمہ کے ہونگے
کیونکہ خود حضرات اہلسنت اسکے بھی ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے ابوبکر کو
حکم کیا کہ مرتدین سے قتال کرو چنانچہ کنز العمال مین ہے فی باب الزکوۃ

جناب امیر علیہ السلام کا مصداق آیہ مذکور ہونا

ان ابابکر الصدیق استشار علیاً فی اهل الردة فقال ان الله جمع
الصلوٰة والزکوٰة ولا اری ان یفرق فعند ذلك قال ابوبکر لو
منعونی عقالاً لقاتلتهم علیه کما قاتل رسول الله یعنی ابوبکر نے
جناب امیرؑ سے دربارہ اہل ردہ مشورہ کیا پس جناب امیرؑ نے فرمایا
کہ خدا نے نماز و زکوٰۃ کو ساتھ جمع کیا ہے ان دونون مین تفریق
نہین ہوسکتی اوسوقت ابوبکر نے کہا کہ واللہ اگر رسیمان بھی وہ لوگ
نہ دینگے تو ہم ضرور اونسے مقاتلہ کرینگے جیساکہ حضرت رسول نے
مقاتلہ کیا پس ہرگاہ مدار اس آیہ کے مصداق ہونیکا محض حکم وامر
پر قرار پایا تو جناب امیرؑ بالاولی مصداق اس آیہ کریمہ کی ہوئی حالانکہ
خود اہلسنت کے یہان بعض روایات سے بھی ثابت ہے کہ جناب امیرؑ
مصداق اس آیہ کریمہ کے ہین جیساکہ سابقاً تفسیر کبیر سے منقول
ہوا وقال قوم انها نزلت فی علیؑ یعنے ایک قوم قایل ہو کہ یہ آیہ
شان مین جناب امیرؑ کے نازل ہوا مین کہتا ہون کہ موید ات اسوجہ کی
بہت سے ہین بلکہ ہر لفظ اس آیہ کریمہ کا بہ ندا سے بلند صدا دیتا ہے کہ
یہ آیہ شان مین جناب امیرؑ اور ہمراہیان آنحضرت کے ہے اولاً قولہ تعالیٰ
یا ایها الذین امنوا من یرتد منکم عن دینه یعنی اے ایمان لانیوالو
جو تمسے مرتد ہوگا اپنے دین سے کاشف ہے اسکا کہ مرتدین انھین
صحابہ مخاطبین سے ہون نہ جفاۃ اعراب وغیرہ جنکا ایمان خود اہلسنت
کے نزدیک پورے طور سے مسلم نہین ہے پس مرتدین حقیقی بوجہ نہ
ایمان لانیکے خارج ہوگئے کیونکہ جب وہ لوگ ایمان ہی نہ لائے تھے
تو یا ایها الذین امنوا کا خطاب اونسے کیونکر ہوگا اور نیز وہ مرتد کیونکر

ہو سکتے ہین کیونکہ وہ کافر تھے نہ مرتد باقی رہے مانعین زکوۃ پس اونکا
بہی مرتد ہونا اور بقا بر اسلام سابقاً مذکور ہوا پس وہ لوگ بہی مصداق
اس آیہ کے نہوے اب باقی رہے وہی صحابہ جو مصداق یا ایہا الذین
امنو ابظاہر ہو سکتے ہین کہ خدا اونکو فرماتا ہے جو تملوگون سے مرتد
ہو جیسا کہ مقتضاے لفظ منکم ہے چنانچہ خود حضرات اہلسنت اسی
لفظ منکم کے سبب سے آیہ استخلاف مین استدلال کرتے ہین خلافت
ثلثہ پر پس جو لفظ منکم وہان ہے وہی منکم یہان بہی ہے پس ضرور
ہوا کہ یہان بہی مخاطبین منکم وہی صحابہ ہون نہ غیر اونکا اور چونکہ
باتفاق فریقین ارتداد ہر مقام پر اپنے معنے حقیقی پر محمول نہین
ہو سکتا جیسا کہ سابقاً کلام مولوی حیدر علی سے مذکور ہوا کہ مراد
ارتداد سے ارتداد عن الدین نہین ہے بلکہ تغیر و تبدیل و تقصیر
بعض حقوق پس وہی معنی یہان بہی مراد ہے کہ جنہونے تقصیر کی
حقوق اہلبیت نبوی میں اونکی طرف یہ اشارہ ہے مصداق حدیث حوض
اور اس آیہ کریمہ کے وہی صحابہ اہلسنت مقصرین فی حق اہلبیت ہوے
کہ خدا و رسول نے اونکو مرتد فرمایا اب یہان شاہصاحب فرماتے ہین و

صفحہ ۳۹۱ تحفہ اثنا عشریہ

اگر امامیہ انہا را بنا بر انکار امامت مرتد نامند گوئیم در عرف قدیم و جدید مرتد
منکر دین را گویند و اگر بتاویل باطل چیزی را از عقاید اسلام منکر شود او را
مرتد نامیدن در عرف جاری نیست و حمل معانی قران بالاجماع بر معانی
عرفیہ لغت است نہ بر معانی اصطلاحیہ قوم دون قوم و معہذا لفظ
عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام دین و اصل آنرا باشد
نہ یک مسئلہ را از مسائل آن و مانعین زکوۃ را کہ در عہد خلیفہ اول مرتد

نامیدند بجہت آنست کہ آنہا منکر وجوب زکوٰۃ بودند و ہر کہ منکر ضروریات
دین شود اصل دین را انکار کردہ و امامت باقرار علماے شیعہ از
ضروریات دین نیست کہ با نکار او کفر و ارتداد حاصل آید انتہی
فقیر کہتا ہے کہ جن لوگون نے اس رسالہ عجالہ کو دیکہا ہے وہ خود
ابطال اس کلام کا کر سکتے ہین مگر بطور تنبیہ فقیر بہی اجمالاً گذارش
کرتا ہے کہ یہ کلام بچند وجہ باطل ہے اما اولاً پس انحصار ارتداد
منکر اصل دین مین باطل ہے جیسا کہ سابقاً قول مولوی حیدر علی
مذکور ہوا ہے چنانچہ رجوع از اصل دین یکے از افراد تغیر و تبدیل باشد
لاکن چون در حدیث موجود است بشفاعت ازان دارو گیر نجات
نخواہند یافت مگر قلیلے ارتداد را ببعضے از شقوق و تاخیر از بعض
حقوق فرود آوردہ اند انتہی جس سے صاف معلوم ہوا کہ علمانے
ارتداد کو تبدیل و تاخیر پر بہی محمول کیا ہے پس جو وجوہ وہان باعث
اسکے ہوے وہی یہان بہی موجود ہین بلکہ اوس سے کیونکہ یا ایہا
الذین امنوا من یرتد منکم کا صاف مقتضا یہی ہے کہ صحابہ
موجودین حاضرین مخاطبین سے کچہہ لوگ مرتد ہون اور وہ بغیر اسکے
نہین بن سکتا کہ یہی لوگ مراد ہون کیونکہ اگر ارتداد سے ارتداد عن الدین
مراد لیا جاے تو صحابہ مخاطبین منکم سے بتصریح اہلسنت کوئی مرتد نہوا
جیسا کہ خود فاضل کرابلی فرماتے ہین ولم یرتد واحد من اصحابہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام یعنے کوئی مرتد نہوا اصحاب آنحضرت سے پس
اس صورت مین من یرتد منکم لغو ہوتا ہے بخلاف اسکے کہ جب ارتداد
کے معنی تبدیل و تاخیر مراد ہون تو من یرتد منکم درست ہوتا ہے کیونکہ

منتہی الکلام

باتفاق فریقین کہ یہ لوگ صحابہ مصدر تبدیل وتاخیر ہوئی ہیں پس انکو من یرتد منکم
کہنا صحیح ہوگا ثانیاً یہ کہنا کہ حمل الفاظ قران معانی لغویہ پر ہے نہ اصطلاحیہ
پر اگر درست ہو تو پھر آیہ استخلاف سے استدلال اہلسنت صحت خلافت
خلفا پر باطل ہوتا ہے کیونکہ یہ معنے خلیفہ بالاتفاق حادث اور اصطلاحی
ہیں نہ لغوی پس جبکہ حمل الفاظ قران معانی اصطلاحیہ پر باطل ہے
تو وہ استدلال اور تمامی استدلالات انکے آیات قرانی سے باطل
ہونگے ثالثاً یہ کہنا لفظ عن دینکم صریح است در آنکہ انکار ایشان تمام
واصل آنرا باشد لغو ہے کیونکہ اسصورت میں مرتدین حقیقی ومانعین
زکوۃ دونوں اس آیہ سے نکل جاتے ہیں جیسا کہ بذریعہ لفظ منکم خارج
ہیں اسلیے سابقاً مذکور ہوا مرتدین حقیقی اسلام ہی نہ لائے تھے پس
اونپر اطلاق مرتدین کا کیونکر ہوگا اور مانعین زکوۃ کو کسی نے آجتک نہ کہا
کہ وہ منکر تمام دین واصل اسلام تھے علاوہ برآن سیکڑون احادیث
مین ادنی امور کے ساتھ لا دین لہ کا اطلاق ہوا ہے چنانچہ لا دین لمن
لا حیاء لہ یا من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج عن دین اللہ
حالانکہ وہ اصل دین کے منکر نہین ہین معذالک محاربین نفس خیر المرسلین
کے بارے مین خود آنحضرت نے فرمایا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ پدر
صفحہ ۱۳۲ ازالۃ الخفا مقصد اول
شاہ عبد العزیز صاحب ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین اخرج الحفاظ
ذکر الخوارج من حدیث جماعۃ عظیمۃ من الصحابۃ وھذا حدیث
متواتر بالمعنی اخرج ابن ماجہ من حدیث زر عن عبد اللہ بن
مسعود قال قال رسول اللہ یخرج فی اخر الزمان قوم احداث
الاسنان سفہاء الاحلام یقولون من خیر قول الناس

Presented by Ziaraat.Com

نقرءون القرآن لایجاوز تراقیهم یمرقون من الاسلام کما
یمرق السهم من الرمیة فمن لقیهم فلیقتلهم فان قتلهم اجر عند
الله لمن قتلهم یعنے حفاظ نے ایک جماعت صحابہ سے ذکر خوارج کو
اخراج کیا ہے اور یہ حدیث متواتر معنوی ہے کہ فرمایا حضرت نے
ایک قوم آخر زمانہ مین ظاہر ہوگی کہ کم سن ہونگے اور بیوقوف بہترین قول
کہین گے اور قران پڑہینگے مگر قرآن اونکے حلق سے نیچے نہ اوتریگا
وہ لوگ اسلام سے نکلجائینگے جسطرح تیر کمان سے پس جو پاوے
اونکو قتل کرے کہ خدا کے نزدیک مستحق اجر ہوگا اسیطرح تین روایت بلفظ
یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیة روایت کیا ہے جس سے
صاف معلوم ہوا کہ وہ لوگ دین سے خارج ہونگے حالانکہ اہلسنت کے
نزدیک وہ بہی مسلمان ہین پس جسطرح خدانے اس آیہ مین عن
دینکم فرمایا اوسیطرح رسول نے اونکو یمرقون من الدین فرمایا
جس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ لوگ خارج از دین ہین پہر اونکی
مصداق ومن یرتد منکم عن دینہ ہونے مین کیا عذر رہا اور اسیطرح
مرجیہ وقدریہ کو جو پیشوایان اہلسنت سے تہے رسول نے فرمایا
لیس لهما فی الاسلام نصیب از انجاکہ یہ محاربین جناب امیر
یعنی مارقین قاسطین وناکثین کے ساتھ متحد الحکم ہین جیسا کہ اس
حدیث سے ظاہر ہے عن علی کرم الله وجهه قال عهد الی رسول
الله ان اقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین الخ کما فی توضیح
الدلائل یعنی فرمایا جناب امیر نے کہ عہد لیا مجہسے رسول نے کہ مین
جہاد کرون ساتھ ناکثین وقاسطین ومارقین کے ازینجاست کہ خود

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے فرمایا وقد امرنی الله بقتل اہل البغی والنکث والفساد فی الارض فاما الناکثون فقد قاتلت واما القاسطون فقد جاهدت واما المارقون فقد دوخت الخ اور خود پروردگار عالم فرماتا ہے واما القاسطون فکانوا لجہنم حطبا پس ان جماعات بین لشکر خیر المرسلین کے خارج از دین ہونے مین کیا عذر ہوگا اور روایات متعددہ متواترہ سے حربک حربی یا علی ثابت ہے اور حدیث من لم یقل علی خیر البشر فقد کفر سے جملہ مخالفین علوی کا کفر ثابت ہے پھر اون لوگون کے ومن یرتد منکم عن دینہ کی مصداق ہونیمین کون عذر باقی ہے رہا الغایہ کہنا و مانعین زکوۃ را الخ پس بطلان اوسکا تقاریر سابقہ سے مثل آفتاب تابان ظاہر ہو کہ بالاتفاق تمامی صحابہ نے اونکو مسلمان باایمان کہا اور کسیکی راے ابوبکر کی موافقت نہ کی اور سب طالب قصاص ہوے اور وہ لوگ منکر زکوۃ نہ تھے چنانچہ صاحب مفاتیح سے مولوی حیدر علے نے نقل کیا کہ وہ لوگ ابوبکر سے باغی تھے نہ منکر زکوۃ اور وہ بھی انکار بتاویل و استدلال بایۂ قرانی تہا کما مر اور کیونکر شاہ صاحب ایسا دعوے کر سکتے ہین والا جہل صحابہ خصوصاً خلیفہ دوم لازم آتا ہے کہ اونکو یہ معلوم ہوا کہ منکر ضروری دین کافر ہے جو قتال مین اونکے تامل کیا کما مر باقی رہا انکار امامت کا ضروریات دین سے نہونا کہ بوجہ اوسکے انکار کے کافر یا مرتد نہ کہلا سے پس اسکو اس بحث سے کوئی تعلق نہین ہے کیونکہ گفتگو اون لوگونمین ہے جنسے جناب امیر نے مقاتلہ و محاربہ فرمایا نہ عموماً مخالفین مین اور ہرگاہ خود رسول خدا نے اون منکرین کو کافر فرمایا ہے تو اونکے کفر و ارتداد

میں شبہہ کیا رہا اگرچہ باعتبار مصالح دینوی حکم او نپر کفر حقیقی و نجاست ظاہری کا نہ جاری کیا جاوے پس صاف ظاہر ہوا کہ مراد من یرتد منکم عن دینہ سے محاربین و مقاتلین و مخالفین جناب امیر المومنین علیہ السلام ہیں کظھور النور علی قلل الطور اور اگر ان تصریحات و توضیحات پر قناعت نہو تو اب بنص صریح جناب فخر موجودات سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل علی الدین ہونا بلکہ انکے قلوب کا غیر ممتحن ہونا ثابت کرتا ہوں ازالۃ الخفا میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں و ہم درین سفر بامرتضی معاملہ منتظر الخلافہ کیا اور وقد اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک و خلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی الفقہ انما فروا من ضیاعنا و اموالنا فاردھم الینا فقال لابی بکر ما تقول فقال صدقوا انھم جیرانک و خلفاءک فتغیر وجہ النبی ثم قال لعمر ما تقول قال صدقوا اللھم جیرانک و خلفاءک فتغیر وجہ النبی ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او لیضرب بعضکم قال ابو بکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفہا انتھی یعنے امام نسائی اور حاکم نے جناب امیرؑ سے روایت کی کہ کچھ لوگ قریش سے خدمت رسول میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا حضرت ہم آپکے ہمسایہ و خلفا سے ہیں کچھ لوگ ہمارے غلاموں سے

ازالۃ الخفا جلد دوم

بخوف کار و بار زراعت بھاگ کر آپ کی خدمت مین آئے ہین حالانکہ نہ اونکو چندان امور دین سے رغبت ہے نہ فقہ کے طالب فقط جان بچا کر آپ پاس آئے ہین اونھین آپ ہملوگ کو پھیر دین پس حضرت نے ابو بکر سے فرمایا کہ کیا کہتے ہو ابو بکر نے کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپ کے خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرۂ مبارک متغیر ہوا اور عمر کیطرف متوجہ ہوے کہ تمھاری کیا راے ہے عمر نے اپنے صدیق کی تصدیق کیے اور کہا کہ یہ لوگ سچ کہتے ہین کہ آپ کے خلفا اور جیران سے ہین پس رنگ چہرہ مبارک متغیر ہوا اور فرمایا کہ اے گروہ قریش قسم بخدا پروردگار عالم اوس شخص کو تم پر بھیجے گا جسکے قلب کا دربارہ ایمان امتحان کیا ہے اور وہ شخص تم لوگون کو راہ خدا مین قتل کریگا ابو بکر نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ شخص ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین تب عمر نے کہا یا رسول اللہ ہم ہین حضرت نے فرمایا نہین یہ شخص وہ ہے جو ہماری نعل کی مرمت کر رہا ہے اور قبل اسکے حضرت نے جناب امیرؑ کو نعلین مبارک واسطے مرمت کے عطا فرمائے تھے اور حضرت مرمت کر رہے تھے انتہی پس الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس روایت سے حضرت شیخین کا غیر مجاہد فی سبیل اللہ اور غیر مقاتل علی الدین ہونا بنص رسول ثابت ہوا اور قلوب کا اونکے ایمان کے لیئے غیر ممتحن ہونا ظاہر ہوا کہ بجز کافر کوئی اسکا منکر نہین ہو سکتا پس نہ معلوم کہ وہ لوگ کیونکر مصداق اس آیہ کریمہ کے ہو سکتے ہین اور اسی روایت سے شیخین کا حامی کفار اشرار ہونا اور موجب غضب سرور مختار ہونا بھی بخوبی واضح ہو بلکہ خلیفہ دوم کا بالخصوص حمایت کفار و تصدیق صدیق یار غار پر

نص رسول سے بودن شیخین غیر مقاتل عن الدین و غیر ممتحن بودن قلوب

ولدادہ ہونا نمایان ہوا کہ با وصف ملاحظہ غضب و تغیر روے رسول
تصدیق کفار و صدیق سے باز نہ آئے اور باینہمہ اسکے متمنی ہوے کہ
اون اوصاف کے ساتھ متصف ہون جن اوصاف کو حضرت نے بعد
غضبناکی ع کے فرمایا بہر کیف اب اس جملہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلاً
کو ساتھ اوس جملہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ کے ملا کر اہل
انصاف نتیجہ نکالین کہ مصداق اس آیہ کریمہ کا کون شخص ہے جس سے
آنحضرت یہ اوصاف نفی فرماتے ہین یا وہ شخص جسکے لیے حضرت ان
اوصاف کا اثبات فرماتے ہین ثانیاً قولہ تعالی فسوف یاتی اللہ بقوم
ابھی پس لاویگا خدا اوس قوم کو جسے خدا دوست رکھتا ہے اور وہ
خدا کو دوست رکھتا ہے پس یہ وہ جملہ ہے جس سے ساری ترکیبین اہلسنت
کی ہوا ہو جاتی ہین اور مطلوب اہل حق مثل آفتاب تابان و نمایان
ہوتا ہے کیونکہ جیسا صدر آیہ من یرتد منکم عن دینہ سے ارتداد اون
صحابہ کا جنہون نے نفس رسول سے قتال کیا اور انکار امامت کیا معلوم
ہوا ویسا ہی اس جملے سے تعیین جناب امیر باتصاف این صفات ظاہر ہوا
کیونکہ باتفاق فریقین باخبار متواترہ جناب امیر کا متصف ہونا ان اوصاف
کے ساتھ بنص رسول ظاہر ہے چنانچہ خود شاہ ولی اللہ صاحب سا
متعصب اس روایت کا ناقل ہے کما فی ازالۃ الخفا از آنجملہ آنکہ در غزوہ ص ۲۵۶ ازالۃ الخفا مقصد دوم
خیبر در فتح حصنی از حصون درنگ واقع شد رایت بدست حضرت مرتضی
دادند و بانجناب روان ساختند فتح آن حصن بر دست او متحقق گشت
قال محمد بن اسحق حدثنی بریدہ بن سفیان عن ابیہ عن سلمہ بن
الاکوع قال بعث رسول اللہ ص ابا بکر برایتہ الی بعض حصون

خيبر فقاتل ورجع ولم يكن فتح وقد جهد ثم بعث من الغد عمر
فقاتل ثم رجع ولم يكن فتح وقد جهد فقال رسول الله ص لاعطين
الراية غدا رجلا يحب الله ورسوله ويحبه الله ورسوله كرارا
غير فرار لا يرجع حتى يفتح الله على يديه قال يقول سلمه فدعا
عليا وهو ارمد العينين فتفل في عينيه ثم قال هذه الراية فامض
بها حتى يفتح الله عليك قال يقول سلمه فخرج بها يهرول هرولة
وانا خلفه نتبع اثره حتى ركز رايته في رضم من حجارة تحت الحصن
فاطلع اليه اليهود من راس الحصن قالوا من انت قال انا علي
بن ابيطالب قال تقول اليهود علوتم وما انزل على موسى اوكما
قال فما رجع حتى فتح الله على يديه قال ابن اسحق حدثني عبد الله
بن حسن عن بعض اهله عن ابي رافع مولى رسول الله قال خرجنا
مع علي بن ابيطالب حين بعثه رسول الله ص برايته فلما دنا الحصن
خرج اليه اهله فقاتلهم فضربه رجل من يهود فطرح ترسه
من يده فتناول علي بابا كان عند الحصن فترس به عن نفسه
فلم يزل في يده وهو يقاتل حتى فتح الله على يديه ثم القاه من
يده حين فرغ فلقد رايتني في نفر سبعة انا فيهم نجهد على ان نقلب
ذلك الباب فما نقدر اخرج البخاري عن سلمه بن الاكوع قال كان
علي بن ابيطالب تخلف عن النبي في خيبر فكان رمدا فقال انا اتخلف
عن النبي ص فلحق به فلما بتنا الليلة التي فتحت قال لاعطين الراية
غدا او لياخذن الراية غدا رجل يحبه الله ورسوله يفتح الله
عليه فنحن نرجوها فقيل هذا علي فاعطاه ففتح عليه انتهى

محصل ان روایات کا یہ ہی کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ابو بکر کو علم لیکر جنگ خیبر میں روانہ کیا بلا فتح کئی واپس آئے دوسرے
روز عمر کو روانہ کیا وہ بھی بہت مشقت اوٹھا کر بھاگ آئے پس فرمایا
حضرت نے کل ہم اوس شخص کو علم دینگے جو خدا اور رسول کو دوست
رکھتا ہی اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہیں وہ شخص کرار ہو
نہ فرار نہ پلٹے گا جبتک اس جنگ کو فتح نہ کرے پس طلب کیا حضرت
علیؑ کو حالانکہ آنکھیں حضرت کی جوش کر آئی تھیں پس لعاب دہن
لگا دیا اور علم دیکر فرمایا تو اسے اور جا و یہانتک کہ خدا تمہارے ہاتھ پر
فتح کرے سلمہ ناقل ہے کہ چلے جناب امیرؑ ہرولہ کرتے ہوئے ہم بھی دوڑتے
ہوئے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جاتے تھے یہانتک کہ جناب امیرؑ نے متصل
قلعہ پہونچکر نشان فتح توامان کو اوس سنگ سخت پر نصب کر دیا ایک
یہودی نے بالاے قلعہ سے پوچھا تم کون ہو حضرت نے فرمایا میں ہوں
علی بن ابیطالب اوس یہودی نے کہا قسم بتوریت موسی تملوگ عالی اور
غالب ہوئے پس حضرت نے مراجعت نفرمائی یہانتک کہ اوس قلعہ کو
فتح کیا اور ابی رافع مولے رسولخدا صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے منقول ہے
ہی کہ جب جناب امیرؑ متصل قلعہ پہونچے اور قتل شروع ہوا تو ایک
یہودی نے ضربت لگائی جس سے سپر چھوٹ پڑی پس جناب امیرؑ
نے در قلعہ خیبر کو دست مبارک میں لیکر بجاے سپر قرار دیا اور اوسی
سپر کے ساتھ لڑتے رہے یہانتک کہ قلعہ فتح ہوا بعد اوسکے حضرت نے
اوس در کو پھینکدیا ہم لوگ سات آدمی ملکر چاہتے تھے کہ اوسکو حرکت
دیں مگر باوصف کمال کوشش اوسکو جنبش تک نہوئی اور بخاری نے

Presented by Ziaraat.Com

روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ کو آشوب چشم ہوا تھا اسوجہ سے ساتھ حضرت
رسالت پناہ کے نہ گئے بعد اوسکے کہا کہ ہم رسول سے جدا رہین پس
ملحق ہوئے ساتھ حضرت کے جب صبحکو قلعہ فتح ہوا اوس شب کو حضرت
رسول نے فرمایا کل ہم علم اوسکو دینگے جسے خدا اور رسول دوست
رکھتے ہین پس ہم سب متمنی تھے مگر حضرت نے جناب امیرؑ کو عطا فرمایا
اب کہان ہین ارباب انصاف و تارکین جدل و اعتساف جنکو پروردگار
عالم نے چشم بینا گوش شنوا کرامت فرمایا ہے وہ آئین اور اہلسنت
کی بے انصافی و دشمنی عقل و دین کو ملاحظہ کرین اور انکی مخالفت
خدا اور رسول کی داد دین کہ جنکو خدا اور رسول مرتد فرمائے اونکو یہ لوگ
خلیفہ اور بشر بالجنۃ کہتے ہین اور جنسے رسول بکرم ناراض و غضبناک
ہون اور بتکرار اونکے قلوب کو غیر ممتحن اور اونکو غیر مقاتل علی الدین
فرمائے اونہین کو یہ لوگ بالخصوص مقاتل علی الدین قاتل
مرتدین مصداق آیہ کریمہ من یرتد منکم عن دینہ بتائین اور جس سے
آنحضرت تبرا فرماتے تھے اوسکو بھی بذریعہ صحابیت ابوبکر مصداق
آیۂ مذکورہ قرار دیتے ہین اور جنکو آنحضرت منص جلی یحب اللہ و رسولہ
و یحبہ اللہ و رسولہ سے نکالیں اونہین کو یہ لوگ مصداق
یحبون اللہ و یحبہم بتاتے ہین اور جسکو خدا اور رسول مقاتل علی
الدین اور قاتل قاسطین ناکثین مارقین عن الدین فرمائے اور بتخصیص
رجلا یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ و رسولہ فرمائے اوسکو اس
آیہ سے نکالتے ہین اس ناانصافی و مخالفت خدا اور رسول کا علاج بجز
احکم الحاکمین کس سے ممکن ہے بہرکیف الحمد للہ کہ جیسا روایات سابقہ

Presented by Ziaraat.Com

سے شیخین کا بالخصوص بحکم رسول لیفضربکم علی الدین سے خارج ہونا اور جناب امیر کا متصف ہونا ثابت ہوا اور ایسا ہی اس حدیث خیبری سے شیخین کا فرار ہونا اور محبت اللہ و رسول سے خارج ہونا اور جناب امیر کا کرار اور متصف بالمحبت اللہ و رسول سے ثابت ہوا جسکے بعد پہر کسی کو کوئی جا سے تامل باقی نہ رہیگا اور کیونکر اہلسنت ابوبکر کو یحبہم و یحبونہ کا مصداق بنا سکتے ہیں کیونکہ خود جناب ابوبکر کو یہ معلوم تہا معاذ اللہ کہ ابوبکر عداوت رافضی ہے حتی کہ وقت استفسار آپ جیسا کہ ازالۃ الخفا میں ہے لیس حبیا عندکم بنات سے ابوبکر اپنے سے معلوم تہے تو عیاذاً باللہ ایسا کہ یہ خبر صحیح عدا کیونکر کہے گا کہ یحبونہ رابعاً جلالۃ علی المؤمنین بہی خاص صفت جناب امیر ہے کہ باتفاق فریقین حضرت وحشم ع دلو انتقع و انکسا آنحضرت مسلم ہے بخلاف شیخین کہ بڑے صاحب تو یہی فرماتے تہے واعلموا انّ لی شیطانا یعتریني فاذا رأیتموني غضبت فاجتنبوني لا اوثر فی اشعارکم و ابشارکم یعنی جان رکہو کہ مجہپر ایک شیطان مسلط ہوتا ہے جب ہم غضب مین آیا کرین تو اپنے کو ہمسے بچاؤ جیسا کہ براہین قاطعہ ترجمہ صواعق محرقہ مین ہے و بدانید کہ مرا شیطانیست کہ عارض میشود مرا گاہی کہ بہ بینید کہ عصیان کنم از من اجتناب نمائید الخ پس مصداق اذلۃ علی المؤمنین کیونکر ہونگے اور دربارہ خلیفہ دوم حاجت استشہاد نہین کہ ازواج نبی تک اونکو افظ اغلظ کہتی تہین صحابہ نے اونکی تولیت سے اسیوجہ سے انکار کیا تہا بلکہ ایسی فظاظت تہی کہ عورتونکو اسقاط ہوجاتا تہا کما فی ازالۃ الخفا خامساً جلالۃ اعزۃ علی الکافرین بہی

...ت انتہی
...ول باب اول
...اعق محرقہ

شیخین سے مفقود رہتا کیونکہ سختی و غلبہ کفار پر تو جب حاصل ہو کہ کسی کافر کو
قتل کیا ہو اور وہ بیان بالکل مفقود بلکہ برعکس اسکے ہمیشہ کفار و منافقین کے
حمایت کیا کرتے تھے گو اس حمایت سے رسول مقبول کو ایذا ہو غضبناک
ہون رنگ چہرہ مبارک فرط غضب سے متغیر ہو جاوے مگر انکو بعلت
حمایت کفار و تصدیق صدیق اسکے کچھ پروا بھی نہوتی تھی چنانچہ سابقاً
صحیح مسلم سے مذکور ہوا کہ بمقابلہ حضرت سلمان فارسی و بلال و صہیب
صحابہ رسول خلیفہ اول نے ابو سفیان کی حمایت کیا جسپر رسول نے
فرمایا ان اغضبتہم فقد اغضبت ربک یعنی اگر تو نے اون لوگون کو
غضبناک کیا تو اپنے خدا کو غضب میں لایا اور ایسی ازالۃ الخفا سے مذکور
ہوا کہ کفار قریش کی حمایت اور جانب داری کیا جسپر حضرت غضبناک
ہوے منجھلے صاحب نے تو اور بھی کمال کیا کہ حالانکہ دیکھ چکے تھے کہ
بڑے صاحب کی تقریر سے حضرت کو تغیر ہوا مگر اسپر بھی بمتابعت اول
حمایت کفار سے باز نہ آئے اور جناب رسول کو غضبناک کیا شاد ہوا
جملہ یجاهدون فی سبیل اللہ بھی بتوضیح صریح ظاہر کرتا ہے کہ جناب
امیر مراد ہیں حتی کہ شیخین سے کسی جہاد میں ایک کافر بھی نہ مارا گیا
ازینجاست کہ ابوبکر برائے نام بھی کسی لڑائی میں مرتدین سے شریک
نہوے بخلاف جناب امیر کہ مثل جناب رسالتماب ہمیشہ جنگ ناکثین
و قاسطین و مارقین میں بنفس نفیس شریک جہاد تھے و خود مجاہد رہے
اور ظاہر ہے کہ بلا وجہ کوئی معنی حقیقی کو چھوڑ کر معنے مجازی قبول نہ
کریگا اور بلا ضرورت گرد تاویل نہ جائیگا چنانچہ بکلام مولوی عبد الحی لکھنوی
رسالہ سعی مشکور سے سابقاً منقول ہوا ایسی ہر گاہ بلا تاویل یجاہدون

Presented by Ziaraat.Com

کا اطلاق صحیح جناب امیرؑ پر بلا معارض ہوتا ہو تو کیون ناحق کی تاویل
قبول ہو از ینجا است کہ روایات اہلبیت طاہرین علیہم السلام سے ظاہر
ہوتا ہے کہ مراد اس آیہ کریمہ سے جناب امیرؑ ہین چنانچہ مولانا طبرسی
تفسیر مجمع البیان مین فرماتے ہین فی تفسیر ہذہ الآیۃ ہم امیر المؤمنین
واصحابہ حین قاتل الناکثین والقاسطین والمارقین وروی
ذلک عن عمار وحذیفہ وابن عباس وہو المروی عن ابی جعفر
وابی عبد اللہ انتہی یعنی مراد اس آیہ سے جناب امیرؑ اور اصحاب آنحضرت
ہین جب جہاد کیا ناکثین وقاسطین ومارقین سے اور یہی روایت
عمار بن یاسر وحذیفہ وابن عباس اور جناب امام محمد باقرؑ وامام جعفر صادق
علیہم السلام سے منقول ہے اور جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اعلی اللہ
مقامہ نے کتاب شافی مین نقل کیا ہے کہ جناب امیرؑ نے بروز بصرہ یعنی
جنگ جمل فرمایا قسم خدا کی آجتک صاحبان اس آیہ کے قتل نہوئے تھے
پھر اس آیہ کی تلاوت فرمائی اور حضرت عمار وحذیفہ سے بھی مثل اسکے منقول
ہو سابقاً مؤید مطلوب الحق آیہ ما بعد یعنی انما ولیکم اللہ ورسولہ ہے جو
باتفاق دربارہ جناب امیرؑ وارد ہے جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا پس تعجب ہے
اہلسنت سے کہ ایسے ایسے آیات صریحہ کو تاویلات قبیحہ اپنے خلیفہ کے
بارہ مین لاتے ہین اور خدا و رسول سے بھی نہین شرماتے چہ دلاور است
دزدے کہ بکف چراغ دارد جو لوگ مصداق یا ایہا الذین آمنوا من
یرتد منکم عن دینہم ہون وہ زبہشتی کیونکر داخل تحت فسوف
یاتی اللہ بقوم یحبہم ویحبونہ ہو سکتے ہین وفی ہذا کفایۃ لاہل
الدرایۃ ولولا غرابۃ المقام لاطنبت الکلام فی تفسیر ہذہ

الآیۃ ومن اراد التفصیل فلیرجع الی عبقات الانوار قال
المجیب اور ان لوگون کو کسی نے اہلسنت وجماعت سے صحابہ نہین
کہا ہو اور نہ کوئی انکی عظمت وبزرگی کا معتقد ہے اقول بعون اللہ
العلی الاکبر شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ مین فرماتے ہین وہیچ
کس از اہلسنت اینجا عدد اصحابی نمی گوید و معتقد خوبی و بزرگی آنہا نمیشود
الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابیت کو اعتقاد عظمت وبزرگی لازم ہے
جیسا کہ مسئلہ اجماعیہ اہلسنت ہے بہرکیف یہ کلام بیہودہ بوجوہ عدیدہ
باطل ہو اما اولاً پس اسلیئے کہ اگر مراد یہ ہی کہ وہ لوگ یعنی مانعین زکوٰۃ
جنکو یہ حضرات بنام مرتدین یاد کرتے ہین کسیطرح صحابی رسول نہ تھے
نہ لغۃً نہ اصطلاحاً نہ اونکو جناب سالتمآب نے صحابی فرمایا نہ اہلسنت نے
تو ہرچند بلا کلفت ومشقت مطلب اہلحق ثابت ہوا کیونکہ ہرگاہ وہ لوگ
کسیطرح اصحاب نہوے تو کسیطرح مصداق حدیث اصحابی بھی نہوے
پس بجز افراد کبار صحابہ کوئی شخص مصداق اسکا نہ ٹھہرا وہو المطلوب لیکن
یہ کل شقین مخاطب کے باطل ہین اما لغۃً پس قاموس مین ہے صحبہ
کسمعہ صحابۃ ویکسر وصحبۃ بالضم عاشرہ الخ یعنی صاحب ماخوذ
صحبت سے ہے پس جو جسکے ساتھ رہا اور معاشرت کیا وہ اوسکا صاحب ہے
اور تعلیق عجیب مین ہی الاصحاب اللغویۃ بمعنی من صاحب النبی الخ
یعنی اصحاب لغوی وہ ہی جو نبی کے ساتھ رہا ہو ازینجاست کہ کلام باری
تعالی مین جہان لفظ صاحب وارد ہے وہان بھی معنی لغوی مراد ہے
مثل یا صاحبی السجن یا اذ قال لصاحبہ لا تحزن کی کیونکہ خود شاہ صاحب
نے تحفہ مین فرمایا ہے وحمل معانی قرآن بالاجماع بر معانی عرفیہ لغت است

صفحہ ۲۶۰ تحفہ اثنا عشریہ

تحقیق معنی اصحاب

صفحہ ۳۵۱

اور ظاہر ہے کہ معنی لغوی شرف صحابیت جیسا کہ مالک وغیرہ کو
حاصل تھا ویسا ہی خلفاے ثلثہ وغیرہ کو بھی اور اس معنی سے کوئی
انکار نہین کر سکتا کہ مرتدین مزعومین کو صحابیت بالمعنی اللغوی حاصل
نہ تھی جیسا کہ خود مجیب نے بھی اسکو قبول کیا ہے کہ اصحاب کے معنی
لغت مین ساتھی کے ہین اور چند اشخاص انکے الخ اما اصطلاحاً
پس نزہۃ النظر فی شرح نخبۃ الفکر ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ محصل
اوسکا یہ ہے صحابی وہ ہے جو ملاقات کرے رسول خدا سے درحالیکہ ایمان
لایا ہو آنحضرت کے ساتھ اور مرے اسلام پر اگرچہ بیچ مین مرتد ہو گیا
ہو الخ اور خاتم علماے سنیہ فاضل معاصر عبد الحی تعلیق عجیبہ مین
فرماتے ہین الاصحاب الاصطلاحیۃ وھم الذین صحبوا النبی
مع الایمان وماتوا علیہ الخ یعنی اصحاب اصطلاحی وہ ہین جو صحبت
نبی مین رہا باایمان اور باایمان مرا اور بخاری مین ہے من صحب النبی
او راہ من المسلمین فھو من اصحابہ یعنی جسنے صحبت کیا رسول کے ساتھ
مسلمانونسے پس وہ اصحاب سے آنحضرت کے ہے اور امام نووی شرح
صحیح مسلم مین فرماتے ہین اما الصحابی فھو کل مسلم رای رسول اللہ
ولو لحظۃ ھذا ھو الصحیح فی حدہ وھو مذھب احمد بن حنبل
وابی عبد اللہ البخاری یعنی صحابی وہ ہے کہ جس مسلمان نے رسول خدا
کو دیکھا ہو گو ایک ہی لحظہ سہی اور یہی تعریف صحیح ہے اور یہی مذہب
امام احمد اور بخاری ہے اور اصابہ فی معرفۃ الصحابہ مین ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہین قال محمد بن حزم الصحابۃ کلھم من اھل الجنۃ قال
اللہ تعالی لا یستوی منکم من انفق قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم

نظر
ڈہلی

درجۃ اکو وقال تعالیٰ ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ اولئک
عنہا مبعدون فثبت ان الجمیع من اہل الجنۃ وانہ لا یدخل
منہم النار لانہم المخاطبون بالآیۃ اور ظاہر ہے کہ اس معنی
اصطلاحی کے مطابق بھی مالک بن نویرہ صحابی ہیں تامع الایمان اور
موت انکی علی الاسلام ہوئی ہے چنانچہ سابقاً قول ابن روزبہان
کانوا اصحاباً فی حیوتہ مذکور ہوا ہے کہ وہ لوگین ذکرہ و مرتدین
اصحاب حضرت کے حیات آنحضرت میں اور قول خلیفہ دوم فانہ قتل
مسلماً فاقتلہ میں مسطور ہوا کہ خلیفہ دوم نے کہا کہ خالد نے ایک مسلمان
کو قتل کیا ہے بعوض اوسکے خالد کو قتل کرنا چاہیے پس الحمد للہ کہ
اس تقریر سے مالک بن نویرہ کا صحابی لغوی و اصطلاحی ہونا ثابت
ہوا بقول امام رسول و خلیفہ دوم و علماے اہلسنت سے بھی صحابیت
اونکی ثابت ہے اگر اسپر بھی تسکین خاطر عصبیت ماثر نہو تو اسد الغابۃ
فی معرفۃ الصحابہ مورخ جزری ملاحظہ ہو جو صرف ذکر اصحاب میں ہے
کہ ترجمہ مالک بن نویرہ میں لکھتے ہیں فامر ابوبکر برد السبی وودی
مالکا من بیت المال فہذا جمیعہ ذکرہ الطبری وغیرہ من
الائمۃ ویدل علی انہ لم یرتد وقد ذکروا فی الصحابۃ ابعد من
ہذا الخ فہذا جمیعہ یدل علی انہ مسلم انتہی یعنی حکم کیا ابوبکر نے
ساتھ رد سبایا کے اور مالک کے دیت بیت المال سے دلوائی ان
کل امور کو طبری و دیگر ائمہ نے ذکر کیا ہے اور یہ دلالت کرتا ہے اسپر
کہ مالک مرتد نہوا اور محدثین نے اون لوگوں کو صحابہ میں ذکر کیا ہے
جو بہ نسبت مالک صحابیت سے نہایت بعید تھے پس ان باتوں سے

فا
مالک بن نویرہ
صحابی تھے

اسد الغابہ
فی معرفۃ الصحابہ

معلوم ہوا کہ مالک مسلم تھا انتہی مختصرو پس اس سے صحابیت اور اسلام
مالک کا بخوبی ثابت ہوا کہ محدث جزری دیگر محدثین و مصنفین پر
طاعن ہین جو مالک بن نویرہ کو اسامی صحابہ مین نہین لکھتے حالانکہ
جسکی صحابیت بمراتب مگر واقعی اس سے ابعد ہے اوسکو درج
زمرہ صحابہ کرتے ہین ثانیاً اگرچہ محب نے بتقلید شاہ جی یہان مالک
کی صحابیت سے انکار کیا مگر مولوی حیدر علی منتہی الکلام مین جہان
بکمال دقت نظر بخلاف اپنے اوستاد کے قایل باسلام مالک
خلیفہ دوم ہوے ہین وہان قایل بصحابیت بہی ہوے اور نفس
صحابیت سے کسیطرح انکار نکیا نہ معنے اصطلاحی سے نہ معنی لغوی
سے گو بے بصیرتی اور جفاۃ اعراب کے ساتھ تعبیر کیا جیساکہ سابقاً
مذکور ہوا مگر واقعی احوال حضرات اہلسنت عجیب ہے قلمون وملون یا لوان
گونا گون ہے کیونکہ بعض حضرات تو مالک عمر کو یکدم مرتد و کافر قرار
دیتے ہین جیساکہ شاہ صاحب اور ابن روزبہان وغیرہ کے کلام سے منقول
ہوا اور بعض حضرات اونکو مسلمان کامل الایمان بیان کرتے ہین جیساکہ
خود خلیفہ دوم نے جنکو یہ حضرات ازراہ غلو معصوم بہی کہتے ہین مع دیگر
صحابہ کبار و مہاجرین و انصار کے اوسکو مسلم و مومن کہا اور بحمایت اوسکے
خلیفہ اول سے طالب قصاص ہوے کہ خالد سیف اللہ کو یا قتل کر دیا رجم
کر دیا معزول کر دیا تاکہ خلافتمآب نے بعد حصول خلافت اول کام عزل
خالد قاتل مالک خود کیا بلکہ خود خلیفہ اول بہی اسی کے قائل ہوے کہ
مالک مسلمان و مومن تہا خالد نے بخطاے اجتہادی اوسکو قتل کیا اور
اوسکی زوجہ سے زنا کیا ازینجاست کہ آخر دیت مالک کی بیت المال سے

دلوائے اور بعض حضرات اہلسنت جوازین سوراندہ وازان سودہ

ماندہ ہین الجواے مذبذبین بین ذلک لا الی ہولاء ولا الی ہولاء

اونہون نے یہ مذہب اختراع کیا کہ خلیفہ دوم کے خوش کرنیکو اون کے

مالک کو مسلمان کہا اور خلیفہ اول کے قتل کرانے کی تصحیح کے لیے محدث

اور خاندسیعت ابوبکر کی خوشامد مین اوسکو جفاۃ اعراب غیر کامل الایمان

مین ملایا جسمین بقول عینی وقسطلانی خلیفہ ثانی بہی داخل تہے حالانکہ

اوسکی بصیرت وعلم وکمال کی اسدرجہ قایل ہین کہ اوسنے منع زکوۃ پر

ایسا استدلال کیا کہ خلیفہ وغیرہ سے کچہہ جواب اوسکا نہو سکا جیسا کہ

کلام امام فخر رازی سے خود مولویصاحب ناقل ہین کما مر اور یہ مذہب

مولوی حیدر علی کا ہے کہ اپنے ساتہہ کرامی کو بہی شریک کرتے ہین ثانیاً

مین کہہ سکتا ہون کہ مالک بن نویرہ محض مسلمان باایمان ہے نہ تہا جو شہادت

ابوقتادہ انصاری وعبداللہ بن عمر خلیفہ دوم حضرت عمر وجناب امیر

وسعد بن ابی وقاص وطلحہ بن عبداللہ بلکہ بشہادت خود خلیفہ اول و دیگر

مہاجرین وانصار جو خالد کو قتل سے مانع تہے ثابت ہو بلکہ چند اوصاف حمیدہ

واخلاق پسندیدہ کے ساتہہ موصوف تہا جو اوصاف خلفاے ثلثہ کی صفات سے

افضل تہے مرآۃ الزمان سبط ابن جوزی مین ہے قال عمر بن الخطاب | تشئید المطاعن صفحہ ۱۰۰۹

لمتمم بن نویرہ مابلغ من حزنک علی اخیک فقال لقد مکثت سنۃ | جلد اول

ما انام بلیل حتی اصبح وما رایت نارا رفعت بلیل الا ظننت

ان نفسی ستخرج اذکر بہا نار اخی انہ کان یامر بالنار فیو قد حتی

یصبح مخافۃ ان یبیت ضیف قریبا منہ فمتی رای النار یلوی الی

الرحل وھو بالضیف یاتی متمد الاسر من القوم لقدم علیہم

Presented by Ziaraat.Com

القادم بعد من السفر البعيد فقال عمر لمتمم بعد و قال عمر یوما لمتمم خبرنا عن اخیک قال یا امیر المومنین لقد اسرت مرة فی حی من احیاء العرب فاقبل اخی فما هو الا ان طلع علی الحاضرین فما احد کان قاعدا الا قام و لا بقیت امرءة الا تطلعت من خلال البیوت فما نزل عن جمله حتی لقونی فی رمتی فحلنی هو فقال عمران هذا هو الشرف انتهی یعنی ایکروز عمر نے متمم بن نویرہ برادر مالک سے پوچھا کہ تیرا غم و الم صدمہ مالک مین کسقدر تہا اوسنے کہا ایکسال تک ہم رات کو نہ سوتے اور جب کبھی یہان دیکھا کہ آگ روشن ہے تو یہ معلوم ہوتا تہا کہ اب میرے روح مفارقت کرتی ہے کیونکہ ہمکو اپنے بہائی کی آتش افروزی یاد پڑتی تہی جو شب کو مسافر اور مہمانون کے لیے روشن کرتا تہا جب کوئی مہمان اوسکے یہان آتا تہا تو اوسکو ویسے خوشی ہوتی تہی کہ کسی کا عزیز بعد مفارقت شدید بلاد بعیدہ سے آوے اور اوسکے اقارب مسرور ہون عمر نے کہا کیا خوب کریم تہا اور پھر عمر نے متمم سے کہا کہ کچہ اپنے برادر مالک کا حال بیان کر تو اوسنے کہا ایکدفعہ ہم ایک قبیلہ مین قبایل عرب سے گرفتار ہوے جب یہ خبر بہائی کو پہونچی تو وہ آیا او سوقت کوئی شخص اوس قبیلہ کا ایسا نہ تہا کہ اوسکی تعظیم کے لیے استادہ ہو تمام عورتین اندرون مکانات سے اوسکے دیکھنے کے لیے نکل آئین وہ اپنے ناقہ ہی پر سوار تہا کہ لوگون نے ہمکو رہا کیا بس کہا عمر نے کہ یہی اصل شرف ہے انتہی اور اگر ان صفات سے قطع نظر کرین تو خود صفت صحابیت کیا کم ہے جو بیقینی بتصریح خود مولوی صاحب حاصل ہے اور اوسنے فضایل و مناقب صحابیہ سے علاوہ عدالت و وجوب جنت و تیقن مغفرت و حصول خلافت یہ ہر

منتہی ۱ صفحہ ۱

کہ برخلاف نص رسول خود مولوی صاحب منتہی الکلام مین فرماتے ہین لہذا
مذہب منصور ہمین است کہ غیر از صحابہ ہر چند متبحر و متقی باشد بدرجہ
ایشان نمی رسد این نکتہ را باید در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس
است انتہی ازینجا ہست کہ صحابی اگرچہ مرتکب اکبر کبائر و ملعون من
جانب خدا و رسول و یقیناً باغی و خارجی و قاتل صحابہ کبار رسول مختار ہو
مگر غیر صحابی سے یقیناً حتماً و جزماً افضل ہو بلکہ اوسکے گھوڑے کے قدم
کی خاک بہتر ہے اوس شخص سے جو صحابی رسول نہو اگرچہ وہ خود اہلسنت
کے نزدیک مہدی موعود و خلیفہ راشد یا ملحق بخلفاے راشدین ہو جس
بعد نبوت کوئی درجہ انکے یہان افضل نہین ہی بلکہ اگرچہ وہ خلیفہ راشد
اولاد و احفاد خلیفہ دوم سے ہو جسکے بارہمین فرماتے تھے کہ دنیا کبھی منقضی
نہوگی یہانتک کہ ایک شخص میری اولاد سے پیدا ہو کہ دنیا کو مملو کرے
عدل و داد سے اور اوسکو علماے اہلسنت امام مہدی کہتے ہون اور
برکت عدل سے اوسکی شیر و بکری ایکجا بسر کرتے ہون جیسا کہ عمر بن عبدالعزیز
ازالۃ الغین صفحہ ۲۱۳ مقالہ سادس — کے بارے مین مولوی حیدر علی ازالۃ الغین مین لکھتے ہین معہذا لک معاویہ
بوجہ صحابی رسول ہونیکے باوصف ملعون رسول و باغی ہونیکے غبار قدم
صواعق محرقہ قلم صفحہ ۲۱۴ — اسپ اوسکی افضل قرار پائی تمام عمر عمر بن عبدالعزیز سے چنانچہ صواعق محرقہ
مین ہی ازین وجہ بود کہ چون از عبد اللہ مبارک کہ جلالت قدر و کثرت علم
او بر اہل عالم مخفی نیست پرسید ند کہ معاویہ افضل است یا عمر بن عبدالعزیز
عبد اللہ بن مبارک گفت غباریکہ در بینی اسپ معاویہ رفتہ در خدمت
رسول بہتر است از عمر بن عبدالعزیز چندین و چندین بار اشارت کرد
است باین لفظ کہ فضیلت صحبت رسول ہیچ چیز مقاومت برابری

ہان ہنی توانذکر والخ اور خود مولوی صاحب نے بہی ان جملہ مطالب کو تسلیم
کیاہے پس جائے تعجب ہے کہ باوجود ان فضائل ومناقب صحابہ کے
خود ہی اہلسنت محبت خالد بن ولید زانی مین ایسے والہ و فریفتہ
ہوتے ہین کہ بغرض پردہ دہی اوسکے اپنے عمر کے مالک سے صحابی باایمان
کو مرتد و کافر کہتے ہین حالانکہ مالک حضرت عمر شرف و کرم مین بنزد
خلیفہ دوم کہین افضل تھے خلفاے ثلثہ سے بلکہ علاوہ شرف و کرم کے
چند اوصاف مین ثلثہ سے افضل تھے کیونکہ حسب تحقیقات حضرات
اہلسنت اوسکو لیاقت خلافت خاصہ حاصل تھی جس سے جناب امیر
کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین اگرچہ معاویہ کو اوسمین شامل کرتے ہین
جیسا کہ ناظرین ازالۃ الخفا پر مخفی نہین ہے اور وہ یہ ہے کہ جناب رسالتمآب
کیطرف سے متولی صدقات تھا چنانچہ خود چھوٹے شاہ صاحب تحفہ مین
فرماتے ہین اتفاقاً سریہ کہ ابو قتادہ انصاری نیز درمیان شان بودہ
مالک بن نویرہ را کہ بامر آنحضرت ریاست بطاح و خدمت اخذ
صدقات آن نواحی بوی تعلق داشت الخ اور مولوی صاحب بہی اسکے
مقر ہین جس سے معلوم ہوا کہ عہد جناب رسالتمآب سے تا وقت قتل
مالک مالک زمام ریاست بطاح و آخذ صدقات من جانب رسول
اللہ تہا اور اسی تعہد عہدجات کو بلکہ اس سے اقل مراتب کو بڑے شاہ صاحب
یعنے شاہ ولی اللہ اسباب خلافت خاصہ سے جانتے ہین جو مخصوص
بخلفاے ثلثہ ہوا چنانچہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ہین و از لوازم خلافت
خاصہ آنست کہ آنحضرت باخلیفہ معاملہ فرماید مرات بسیار و کرات
بیشمار چنانکہ امیر با منتظر الامارہ میکند قولاً و فعلاً الخ اور یہ امر بالیقین

ص ۳۵ تحفہ اثنا عشریہ

ص ۱۳ ازالۃ الخفا مقصد اول

مالک کو حاصل تہا کیونکہ یہ معاملہ عہد رسول سے تا وقت قتل اوسکو
حاصل تہا اور نیز اوسی کتاب مین ہے سوم آنکہ در حیات خود آن شخص
را بکار ہائیکہ متعلق بنفس مبارک آنحضرت است من حیث النبوۃ
امر فرمایند الخ اور اسکا تحقق بہی بیان بدیہی ہے کہ جس امر کے بارہین
خود نفس نفیس آنحضرت کو من حیث النبوۃ حکم تہا کہ خذ من اموالھم
صدقۃ حتی کہ یہی تخصیص موجب او نام فاسدہ مانعین زکوۃ ہوئے
اوسکو حضرت نے مالک سے متعلق فرمایا تہا اور ہمیشہ اسی عہدہ پر رہا
سبحان اللہ جناب رسالتمآب کا یہ فرمانا کہ ہم فارس و روم کے
مالک ہونگے دلیل حقیت خلافت خلفا ہو جا ناکہ جیسا کہ حضرت نے
غلبۂ فارس وغیرہ کی خبر دی تہی ویسا ہی تمام روے زمین پر اپنے
تسلط کو فرمایا تہا جس سے بنا بر اسکے کل سلاطین اسلامی کی خلافت
صحیح ہوتی ہے ولا یقول بہ احد اور یہ امر یعنے کسی صوبہ کا رئیس
مقرر کرنا اور منصب اخذ صدقات دینا جسے خود رسول دیچکا ہین اوسکے
لیئے کوئی فضیلت نہو جاے تعجب ہے اسیطرح یہ ہر کہ اگر تبہ خلیفہ
دوم کا متولی صدقات ہونا اور پہر اوس سے معزول ہونا دلیل خلافت
و فضیلت عمری ہو اور مالک کا اس عہدہ پر منصوب ہونا ہمیشہ سے
دلیل فضیلت مالک عمر نہو سراسر حیرت خیز ہے بعد اسکے بڑے شاہ جی
کہتے ہین کہ خلفا جب کسی کو متولی امر مسلمانان کرتے تہی تو تلاش کرتے
تہے کہ آنحضرت این شخص را گاہے متولی امری ساختہ اند از امور
مسلمین اگر ہی یافتند امضای عزیمت میفرمودند الخ اور یہی مالک
کو ملا تہا کہ عہد آنحضرت سے تا وقت قتل بحکم آنحضرت متولی امر تلاح

ونواح اوسکے کا تہا نہ قال ونیز قیام این شخص بامورین نسبت کروہ
شود بآنحضرت چنانکہ منسوب میشود فعل امیر در مثل بنی الامیر المدینۃ
الخ اور یہ امر بہی یقیناً یہان حاصل تہا کہ مالک کا صدقات لینا بیشک
منسوب ہوتا تہا آنحضرت کیطرف والا مخالفت خذ من اموالہم کی
لازم آتی ہے اور بالخصوص یہ امر ایسا تہا کہ بجز رسول یا اوس شخص کے
جسکو حضرت تعین فرمائین کسیکو ملنا ممکن نہین تہا جیسا کہ سابقاً مذکور
ہوا ایس یہ بہی ایک وجہ ہوگی کہ مالک نے ابوبکر کو زکوۃ نہ دیا کیونکہ کبہی
ابوبکر مامور باخذ صدقات نہ تہے اور خود ابوبکر نے وصیت میں اپنی عمر
سے کہا کہ زکوۃ نہین ادا ہوگی جب تک متولی صحیح کو نہ پہنچائے اگرچہ کوئی
تمامی دنیا کو تصدق کرے کما فی ازالۃ الخفا بالجملہ اب کون عاقل کہہ سکتا ہے
کہ ایسا شخص یعنی امیر مرتد وواجب القتل ہوا اور اوسکے ملوک کا مرتد ہونا موجب
حدیث حوض ہونا محال ہوئی اور اسی تقریر سے فضیلت مالک کی خلفائے
ثلثہ پر بہی بخوبی ثابت ہوئی کیونکہ بالاتفاق خلفائے ثلثہ کو کبہی ایسی ریاست
اور مثل اسکے کوئی منصب والا مفوض نہوا بلکہ برعکس اسکے مادام حیات
رسول ہمیشہ محکوم وتابع ومطیع ومنقاد دیگر اشخاص رہے نہ فقط رؤسائے
عرب وصنادید قریش ونفس رسول کے بلکہ غلام وغلام زادگان کی
زیر حکومت رہا کیئے ہرچند کیا کچھ اس بارہین شورش مچایا مگر ہمیشہ مثل
اونٹ لشکریون کے محکوم رہے کہ زیر حکومت غلام وغلام زادگان جہانچہ
مین جایا کرین اور اسی بنیاد پر لعنت رسول سے سنا کیئے اگر یاد نہو تو
خود تحفہ اثنا عشریہ کو ملاحظہ کیجیئے کہ بڑی کوشش سے شاہ صاحب نے
ثابت فرمایا ہے کہ خلیفہ اول دوایک بار چند آدمیون کے سردار مقرر ہوکر

Presented by Ziaraat.Com

مگر ہر دفعہ بلا جنگ واپس آئے اور کبھی لڑنے کا بھی اتفاق ہوا ہو تو بھاگنے
کے سوا اور کچھ نہ بن پڑا تبلیغ سورۂ برأت کی خدمت بھی متعلق
ہوئی تو اوس سے معزول کر دیے گئے اور ظاہر ہے کہ جیسا بحالی
کسی عہدہ کے بدون قابلیت ولیاقت نہیں ہوتی اوسیطرح معزولی
و برطرفی کسی عہدہ سے بالخصوص وہ معزولی جو بحکم خدا اور رسول ہو
بلا علت نا قابلیت غیر ممکن ہے چنانچہ اسیوجہ سے خلیفہ صاحب کو خوف
ہوا کہ کوئی آیہ قرآنی در بارۂ نفاق انکے تو نازل نہو ابہت کچھ روئے
دہوئے سب کچھ کیا مگر بجز حرمان کوئی نتیجہ نہ ملا یہ حال تھا خلیفہ اول کا
خلیفہ دوم کا ایکدفعہ روبرو حضرت کے متولی صدقات ہوئے مگر
اوس سے بھی معزول کیئے گئے جیساکہ تحفہ سے ظاہر ہے آخر تا وقت
وفات رسول وہ لوگ محکوم و تابع غلام زادہ رہے جیساکہ شاہ صاحب
فرماتے ہیں تفصیلش آنکہ بست و ششم صفر روز دوشنبہ آنحضرت
امر فرمود کہ ساختگی لشکر کنند براے جنگ رومیان وانتقام زید بن
حارثہ روز سہ شنبہ اسامہ بن زید را امیر لشکر ساخت و روز چہار شنبہ
بست وسوم صفر مذکور آنحضرت را مرض طاری شد روز دیگر
باوجود مرض بدست مبارک خود نشانی براے او درست فرمود
وگفت اغز بسم اللہ فی سبیل اللہ وقاتل من کفر باللہ اسامہ
آن نشانرا بدست خود گرفتہ بیرون آمد و بریدہ بن الحصیب اسلمی
را داد تا در ان لشکر بردارندہ نشان او باشد و در موضع جرف
منزل ساخت تا لشکر جمع شوند و اعیان مہاجر و انصار مثل ابو بکر
صدیق و عمر بن الخطاب و عثمان و سعد بن ابی وقاص و ابو عبیدہ

ص ۲۳۶ تحفہ اثنا

بن الجراح وسعد بن زید وقتادہ بن النعمان وسلمہ بن اسلم ہمہ ساختگی
گروہ ڈیرہ وخیمہ بیرون فرستادہ میخواستند کہ از آنجا کوچ نمایند کہ در آخر
روز چہارشنبہ واول شب پنجشنبہ مرض آنحضرت اشتداد پذیرفت وباین
سبب تہلکہ رو داد الخ جس اس تحریر سے باوصف مخالفت واقعات اکثر
امور مین یہ بخوبی ثابت ہوا کہ خلفای ثلثہ تا آخر حیات بلکہ وقت وفات
رسول تک محکوم وتابع ومطیع اسامہ تھی جنکو خود غلام زادہ کہتے ہین اور
اسبارہ مین آنحضرت کا ایسا حکم سخت تہا کہ متخلفین پر لعنت بہی فرمایا اب
نہایت سے جواب اہلسنت دربارہ تخلف صحابہ یہی ہے کہ شاہ صاحب بعد اسکے
فرماتے ہین ووقت عشاء از شب پنجشنبہ ابوبکر را جناب پیغمبر خلیفہ نماز فرمودند
وباین خدمت مامور ساختند الخ یعنی رسولخدا نے ابوبکر کو خلیفہ نماز کیا
حالانکہ لفظ خلیفہ نماز خود نہایت بیموقع ہے اور حکم پیش نمازی ابوبکر مین
بہت کچہہ گفتگو ہے کہ کسیطرح یہ حکم رسول نہین ثابت ہوتا بلکہ مخالف اسکے
خود تحریرات اہلسنت سے ثابت ہے جیسا کہ تفصیل اسکی کتاب مستطاب
تشئید المطاعن مین بخوبی مذکور ہے بلکہ خود کلام شاہ صاحب سے نقیض
اسکا ظاہر ہے کہ بعد اسکے کہتے ہین چون روز دوشنبہ دہم ربیع الاول
آنحضرت را افاقت مرض حاصل گشت مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ
بود وداع آنحضرت کردہ بیرون برآمدند اسامہ را نیز آنجناب در کنار
خود گرفتہ در حق او دعا فرمودہ رخصت نمودند الخ جس سے یہ بخوبی
معلوم ہوا کہ حضرت نے ۲۶ صفر کو حکم روانگی دیا اور باوصف تاکید
شدید ۱۰ ربیع الاول تک کہ مدت چودہ روز ہوتی ہے ان لوگون نے
حکم رسول کی تعمیل نکی اور روانہ منزل مقصود نہوے اور لعن اللہ من تخلف

تخلف خلفاء ثلاثہ
جیش اسامہ بن زید

دہ روز تک صحابہ نے
معطل رکھا

عنہا کا مطلقاً خیال نہ کیا اور اگر یہ خیال ہو کہ ۲۰ سے مرض حضرت پر ایسا
مستولی ہوا کہ آنحضرت کو مہلت نہ ملی اور صحابہ فرط محبت سے نہ گئے تو
غلط ہے کیونکہ خود شاہ صاحب فرماتے ہین کہ روز دیگر باوجود مرض بدست
مبارک خود نشانی برائے او درست فرمود جس سے معلوم ہوا کہ ۲۹
کو حضرت کو افاقہ ہوا اور نشان درست فرما کر عنایت فرمایا اور اس مہم کو
ایسا عظیم تصور فرمایا کہ باوصف اس مرض شدید کے جسکی خبر حضرت نے
ایام حجۃ الوداع سے دی تھی کہ اب ہم دنیا سے مفارقت کرینگے مگر
اسپر بھی ایسی تاکید سخت فرمائی اور بفرض تسلیم کہ ابوبکر کو حکم نماز پڑھانیکا
ہوا مگر یہ امر یقینی ہے کہ ملازمت لشکر اسامہ سے مستثنے نہوے تھے بلکہ
بطور سابق محکوم بہمراہی اسامہ تھے چنانچہ قول شاہ صاحب سے ظاہر
ہے مسلمانان کہ ہمراہ اسامہ متعین شدہ بودود وداع آنحضرت کردہ بیرون
آمدند جس سے معلوم ہوا کہ ابوبکر اوس حکم سے مستثنے نہ تھے اور وہ حکم سابق
بحال رہا کہ زیر حکومت اسامہ جنگ مین جائین اور درنگ نکرین کیونکہ بنص
شاہ عبد العزیز منجملہ متعینان لشکر اسامہ ابوبکر و عمر بھی تھے جو ۱۰ ربیع الاول
کو وداع ہونے آئے پس اگر نماز پڑھانیکا حکم ابوبکر کو ہوا بالفرض و تسلیم تو
اس سے کیونکر اعتراض رفع ہو سکتا ہے بہر کیف تحریر شاہ صاحب سے
ابوبکر کا متعین ہونا ساتھ لشکر اسامہ کے بخوبی ثابت ہوا مگر بعض حضرات
اہلسنت اسقدر بھی اظہار امر حق کو نہین پسند کرتے چنانچہ خود مولوی حیدر علی
جو شاہ صاحب کو اوستاد البریہ صاحب قوہ قدسیہ کے ساتھ تعبیر کرتے
ہین بکمال خیر خواہی خلیفہ اول اصل مامورت خلیفہ کی بزیر حکومت تجہیز
جیش اسامہ منکر ہوئے چنانچہ ازالۃ الغین مین فرماتے ہین من بعد باید دانست

که لفظ تسلیم از ان آوردم که بسیاری از متکلمین و محدثین از ماموربودن صدیق انکار کرده اند و ثانیاً با وجود صرف تمامی همت و در رو منعی جز روایتی بسیرو پا درین باب بنا ورده و اهلحدیث این مقوله برزبان داشته اند که صدیق بجیش اسامه نامزد نبوده و اگر کسے گفته محتمل است که از لباس ملبسین فریب خورده و بحبث نیت شان بے نبرده و شاید که چون ابوبکر براے اهتمام تجهیز لشکر یا براے ترخیص اسامه همراه او رفته باشد که عین جهاد فی سبیل الله بوده و دینی و غمخواری بوده مردم گمان برده روایت نموده باشند که او هم زیر تامیر است انتهی جس سے معلوم ہوا کہ مولوی صاحب خود بھی علی الرغم اپنے استاد کے قایل بحکومیت شیخین نہین ہین یہان شاہ صاحب کو ایسا بیوقوف بنایا کہ تمامت کردیا کہ او نہوں نے دہوکھا کھایا اور ساتھ اسکے خلیفہ اول کا جہاد فی سبیل اللہ بھی ثابت کردیا کہ فقط اہتمام ترخیص اسامہ سے مجاہد فی سبیل اللہ ہو گئے لیکن نہ معلوم شہود شجاعت خلیفہ اول مین اسکو بھی کیون نہ شمار کیا بہرکیف چونکہ خرافت تقریرات ازالۃ الغین کی تمامی اہلسنت پر بخوبی ثابت ہے لہذا حاجت اسکے تردید کرنیکی اہلحق کو نہین ہے خود وہ انکے استاد اپنے اس نا خلف ہی شاگرد سے سمجھ لین گے اور اس بیوقوف بنانے پر جو مولوی صاحب نے بوجہ تسلیم و تصدیق بنایا گوشمالی واجبی دینگے کیونکہ شاہ صاحب نے بتصریح تمام بلا رو و کد ابوبکر و عمر و عثمان کو متعینان لشکر سے قرار دیا حتی کہ ان لوگون کو کہا کہ ڈیرہ خیمہ لیکر منزل جرف مین پہونچے اور چاہتے تھے کہ کوچ کرین کہ اس اثنا مین خبر اشتداد مرض نے تہلکہ ڈالدیا بہرکیف اذا انجر کہ یہان گفتگو طولانی ہے کتاب تشئید المطاعن پر اس بحث کو محول کرکے ناظرین کیطرف رجوع کرتے ہین کہ یہ تقریری اس مدہ پر بھی بفرض و تسلیم مفید

نہین ہے کیونکہ اگر اس عہدہ پر مامور بہی ہوتے تو یہ عہدہ بمقابلہ اوس عہدہ
سے جو مالک بن نویرہ کو یا اسامہ کو حاصل تہا نہین ہو سکتا اسلیئے کہ جو سپہ سالار
لشکر ہوتا تہا یا کہین کا سردار تو اہل لشکر وغیرہ اوسکے پیچھے نماز پڑہتے تھے
اور اوسی کی اقتدا کرتے تھے اور کوئی علیحدہ اوس سے نماز نہین پڑہتا تہا
چنانچہ حضرت ابوذر غفاری صحابی خاص رسول مقبول غلام حبشی مقرر کردہ
عثمان کے اقتدا کرتے تھے اور کوئی اسکا قائل نہین ہو سکتا کہ وہ غلام حبشی
حضرت ابوذر غفاری سے افضل تہا اسیطرح خود حضرت نے ابن مسعود
کو نماز پڑہانے کا اکثر اپنی غیبت مین حکم دیا تہا کہ حضرات ثلثہ ہمیشہ اونکی اقتدا
کرتے تھے اور آپ لوگ اونکی افضلیت کے بہ نسبت ثلثہ نہین قائل ہین بلکہ خود صاحب منتہی الکلام
مولویصاحب ناقل ہین کہ حضرت رسالت پناہ نے خلیفہ اول کے ساتھ
اقتدا کیا اور اسیطرح عبد الرحمن بن عوف کے ساتھ اقتدا کو بہی حضرات
بیان کرتے ہین پس محض پیشنمازی جسمین انحضرات کے بیان عدالت بہی
شرط نہین ہی بنا بر تحقیقات خود علماے اہلسنت نہ موجب فضلیت ہو نہ باعث
خلافت از ینجاست کہ خلیفہ اول نے بعد حصول خلافت بکمال آرزو و منت خلیفہ
دوم عمر بن الخطاب کے لئے اسامہ سے کہا کہ انکو ہماری پاس رہنے دو تا کہ
معین صلاح و مشورہ امور خلافت رہین اور اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین
تو چند روز کے عہدہ پر مامور ہونے سے کوئی شخص اوس سے افضل نہین ہو سکتا
جو سالہاے دراز سے ایک عہدۂ جلیل و منصب عظیم پہ فایز ہو اور بکمال امانت
و دیانت اوسکو انجام دیتا ہو چہ جائیکہ یہ عہدہ بہ نسبت اوس عہدہ مستقلہ
کے پست او خفیف بہی ہو پس معلوم ہوا کہ مالک بن نویرہ بنا بر اصول
موضوعہ اہلسنت کل فضائل و مناقب مین خلفاے ثلثہ سے افضل تہا

اور فقہائے کوشش اہلسنت کا اثر نہی ہوگا کہ افضلیت مالک کی بہ نسبت ابوبکر
کے متنازع فیہ رہیگی کہ آخر مساوات پر صلح ہوجائیگی بخلاف خلیفہ دوم وسوم کے
کہ یقیناً مالک بن نویرہ ان دونوں بزرگوں سے بنابر ان قواعد مذکورہ کے
افضل و اولی قرار پائینگے پس ہرگاہ مولویصاحب کو دربارہ ارتداد اخلاقی
خلفائے ثلثہ وغیرہ کے جو مثل اولی لشکریوں کے محکوم غلام زادگان ہوتے
تھے یہ استبعاد ہوتا ہی تو دربارہ ارتداد اوس شخص کے جو بمدارج ثلثہ سے
یا اثنین سے افضل ہو کیونکر استبعاد نہوگا جو اس سلاطت لسانی سے ایسے
شخص کو جو مالک خلیفہ دوم ہو مرتد و مورد حدیث اصحابی قرار دیتے ہین اور
اگر اس سے بہی ہم قطع نظر کرین تو افضلیت مالک مین بہ نسبت معاویہ باغی
کے تو کوئی عذر نہونا چاہیے کیونکہ ابفرض تسلیم اگر دونون کو صحابیت مین مشترک
فرمایے تو اسلام مالک یقیناً افضل تہا اسلام معاویہ سے کہ علاوہ تقدم اسلام
مالک بر اسلام معاویہ غاویہ سقدر صحابہ کے نصوص اسلام مالک پر موجود ہین
بخلاف معاویہ کے کہ ہرگز اسقدر شہادتین اوسکے لیے نہین ہین اور اگر
عذر بغاوت موضوعی مالک درمیان مین لادین کیونکہ فقہائے کوشش
حضرات اہلسنت یہی ہے کہ مالک کو باغی قرار دین جیسا کہ خود مولویصاحب
نے تصریح فرمائی ہے چنانکہ منتہی الکلام مین صاحب مفاتیح سے ناقل
ہین والصنف الاخر هم الذين فرقوا بين الصلوة والزكوة واقروا
بالصلوة وانكروا الزكوة وهذ الصنف على الحقيقة اهل بغى انتهى
مختصراً یعنی قسم دوسرے مرتدین کے منکرین زکوۃ ہین کہ یہ لوگ
حقیقۃ اہل بغاوت سے تہے پس اس بنا پر اگر مالک عمر افضل یا مساوی
خلفائے ثلثہ نہوے تو ضرور افضل یا مساوی حضرت خال المومنین

بیان اینکہ مالک بن نویرہ خلیفہ دوم وسوم

منتہی الکلام صفحہ ۹۹

تفصیل [illegible] ص ۲۷۹

معاویہ بن سفیان ہونگے کیونکہ بتصریح شاہصاحب معاویہ بھی باغی تہا
جیساکہ تحفہ مین ہی اہلسنت قاطبۃ اجماع دارند برآنکہ معاویۃ بن ابوسفیان
از ابتداے امامت حضرت امیر بغایت تفویض حضرت امام حسن باو از
بغاۃ بود کہ اطاعت امام وقت نداشت الخ مگر فرق دونون مین یہ ہے
کہ بغاوت مالک کا صدر اول مین کوئی قایل ہی نہ تہا بلکہ سب صحابہ مہاجر و
انصار مسلمان کامل الایمان جانتے تہے جیساکہ گذرا بخلاف بغاوۃ معاویہ کے
کہ منصوص من الرسول والصحابہ باجماع قاطبۂ اہلسنت یقینی وحتمی وجزمی ہے
اور بفرض تسلیم بغاوۃ مالک چند روزہ ہوئی اور بغاوۃ معاویہ ایام امامت
جناب امیرؑ سے تا بغایت تفویض جناب امام حسنؑ تک بقول شاہ جی کہ زاید
از شش سال ہوتا ہی اور نیز بفرض تسلیم مالک باغی مغلوب تہا اور معاویۃ
باغی متغلب متصرف جسکی ذمہ ہزارون خون ناحق صحابہ مہاجر و انصار تہا
اور نیز مالک کا کوئی احداث بجز اسکے کہ خلیفہ اول کو زکوۃ ندیتا تہا حضرات
اہلسنت نہین ثابت کرسکتے حالانکہ یہ زکوۃ کا ندینا بہی بکتاب و سنت
مستند تہا بخلاف معاویہ کے کہ سیکڑون احداث اسکے خود اہلسنت بیان
کرتے ہین مثل اسکے کہ نفس رسول سے لڑا جو بمفاد حربک حربی عین کفر ہے
سیکڑون بلکہ ہزارون صحابہ کبار کو قتل کرایا سنت سب و شتم عیاذاً باللہ بنسبت
جناب امیرؑ اوسنے جاری کیا جو تا زمانہ عمر بن عبد العزیز جاری رہا جناب امام
حسنؑ سے آمادہ مقاتلہ ہوا اور حضرت ام المومنین عایشہ کو ناحق قتل کیا
اور چونے کے کوئیں مین گرا کر جان لیا کما فی روضۃ الصفا جسکی تفصیل عنقریب
مجلد ثالث مین مذکور ہوتی ہے انشاء اللہ تعالی پس کمال جاے تعجب
و حیرت ہے کہ ابوبکر کا باغی جسکی بغاوت بہی بخوبی ثابت نہین ہے اور خود

Presented by Ziaraat.Com

خلیفہ دوم اوسکو مسلمان با ایمان جانتے ہون وکذلک دیگر صحابہ صرف بسبب اسکے کہ خلیفہ کو
اونے زکوۃ نہ دیا باغی مرتد قرار دیا گیا اور زن و مال اوسکا غارت کیا گیا یہانتک
کہ مولوی حیدر علی نے بنابر قول مشہور ہر کہ آمد امارتے نو ساخت ظلم
وستم خالد پر قناعت نہ کرکے یہ اضافہ کیا کہ مورد حدیث اصحابی بہی اسی مالک
خلیفہ دوم کو قرار دیا اور معاویہ باغی جناب امیرؑ وامام حسنؑ کو جسنے ہزارون
صحابہ کو قتل کرایا اور بنص رسول باغی تہا بوجہ عداوت جناب امیرؑ وہ خال
المومنین وامیر المومنین بنا بلکہ خلیفہ راشد منصوص من اللہ فی الکتب
المنزلۃ قرار پایا بلکہ سہیم خلافت خاصہ مخصوصہ خلفاے ثلثہ ہوا جسنے خلافت
سے باین شد ومد شاہ ولی اللہ جناب امیرؑ کو عیاذاً باللہ خارج کرتے ہین جیسا
کہ ازالۃ الخفا مین ہے بہرکیف جب مالک وغیرہ مثل معاویہ باغی قرار
پایا تو ضرور ہوا کہ جو حکم معاویہ تہا لااقل وہی حکم مالک عمر بہی قرار دیا جاے
اور حکم معاویہ معلوم ہے جیسا کہ خود شاہ ولی اللہ ازالۃ الخفا مین فرماتے ۱۴۶ صہ اول
ہین تنبیہ سوم باید دانست کہ معاویہ بن ابوسفیان یکی از اصحاب آنحضرت ازالۃ الخفا
بود وصاحب فضیلت جلیلہ در زمرہ صحابہ رضوان اللہ علیہم زنہار در حق
او سوء ظنی نکنی و در ورطہ سب او نہ افتی تا مرتکب حرام نشوی اور صاحب
صواعق محرقہ جنکو حق سابقیت بہی شاہ صاحب پر حاصل تہا جیسا کہ
خلفاے ثلثہ کو معاویہ پر دہ کچہ اس سے بہی زیادہ مبالغہ فرماتے ہین ۵۰
حیث قال وگفت نیز کہ ہر کس کہ شتم یکی ازین اصحاب کبار یعنی صواعق محرقہ
ابوبکر یا عمر یا عثمان یا معاویہ یا عمرو بن العاص کند وبگوید کہ ایشان بر فارسی
ضلال وکفر بودہ اند آنکس را باید گشت الخ بلکہ در بارہ یزید بہی ایسے
اطلاقات سے مانع ہین اور امام غزالی تو صلوۃ وسلام ومغفرت کی

مجوز ہین اور شاہ عبد الحق جو صاحب صواعق کو متعصب فرماتے ہین
باوصف اس منصف مزاجی کے تکمیل الایمان صفحہ ۹ مین فرماتے ہین بالجملہ سرہ
وار اسلام وسنت وجماعت رود تا معاویہ وعمرو بن العاص ومغیرۃ بن
شعبہ واشباہ وامثال ایشانست الخ بالجملہ ان حضرات اہلسنت کو کب منظور
ہے کہ معاویہ ویزید سے باغی متغلب کو خلیفہ بحق جانین اور مالک عمر کو جو مسلم
باایمان تہا بوجہ ایک شبہ کے جو بفرض وتسلیم شبہات دیگر صحابہ سے بدرجہا
کم تہا کافر ومرتد قرار دین اور اگر اس تفضیل یا مساوات مین اجتہاد معاویہ کو
پیش کرین تو اجتہاد مالک بہی خود امام فخر رازی کے کلام سے بنقل مولوی
حیدر علی ظاہر ہے کما مر کہ خلفا اوسکو قطع نہ کر سکے حالانکہ اجتہاد معاویہ کو بہی
منصفین اہلسنت کم از اجتہاد ابن ملجم شقی نہین بتاتے جیسے ابن حزم نے
دعوے اجماع امت کیا ہے کما مر سابقا فی المجلد الاول اگر حضرات اہلسنت
اس تقریر سے میری جبین بجبین ہون اور بظاہر تمثیل ابن ملجم سے کچھ
تیوری چڑہائین منہ بنائین کہ کجا ابن ملجم اشقی الاولین والاخرین کجا معاویہ
خال المومنین تو انکو قابل التفات نہین بدیہیات کو سند کی حاجت نہین کیونکہ
معاویہ صاحب لڑے ہزارون جانین صحابہ وتابعین کی تلف ہوئین قصد
کیا کہ جناب امیر کو قتل کرین کیونکہ جنگ کا نتیجہ یہی ہے گو وہ مقصد اوسکا
پورا نہو سکا اور ابن ملجم نے بلا کسی فتنہ وفساد وصف کشی کی جناب امیر کو
شہید کیا پس مقصد معاویہ وابن ملجم واحد ہوا فرق یہی ہے کہ معاویہ کو فور
مرام نہوا اور یہ مرادی نامراد فائز بمرام ہوا بایں ہمہ یہ تمثیل ایجاد الحق نہین ہے
بلکہ بعض اکابر اہلسنت کا مقولہ ہے چنانچہ علامہ نحریر محمد بن اسمعیل بن صلاح
الامیر روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ مین فرماتے ہین وما دعوا الاجتہاد

لمعاویۃ فی قتالہ الا کدعوی ابن حزم ان ابن ملجم اشقی الاخرین مجتہد
فی قتلہ لعلی علیہ السلام کما حکاہ عند الحافظ ابن حجر فی تلخیصہ انتہی
یعنی معاویہ کے اجتہاد کا دعوی کرنا در بارہ قتال جناب امیرؑ ویسا ہی ہے
کہ ابن حزم نے ابن ملجم اشقی الاخرین کے اجتہاد کا دعوے کیا ہے در بارہ قتل
جناب امیر المومنینؑ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے اپنی تلخیص مین نقل کیا ہے انتہی
اور یہ علامہ محمد بن اسمعیل کچھ ایسے ویسے عالم نہین ہین جنکی بابت تکو اہلسنت یا دہوائی
بتاتے ہین یا اونکو رافضی کہکر اپنی جان چہوڑاتے ہین کیونکہ مولوی عبد الحی صاحب
فرنگی محلی جو اہلسنت کے گویا خاتم العلما ہین اپنے رسالہ سعی مشکور مین مقابلہ
مولوی محمد بشیر سہسوانی ہم مذہب اپنے اونکے کلام سے سند لاتے ہین اور
اس عبارت سے اونکا ذکر خیر فرماتے ہین دوم یہ کہ فاضل ربانی شیخ محمد
بن اسمعیل بن صلاح الامیر الیمانی الصنعانی اپنے رسالہ تطہیر الاعتقاد عن
ادران الالحاد مین تحریر کرتے ہین الخ جس سے کمال توثیق اس علامہ کے
ظاہر ہے بلکہ طرہ اسپر یہ ہے کہ فاضل رشید رشید المتکلمین اہلسنت شاگرد
رشید شاہصاحب تقاریر الحق سے کچھہ ایسے دست پاچہ ہوئے ہین
کہ مجبوری اونکو بہی اجتہاد معاویہ مین قدح کرنا پڑا چنانچہ ثلث اخر ایضاح
لطافۃ المقال مین فرماتے ہین از انجا کہ مسئلہ اجتہاد والی شام مجمع علیہ
درمیان سنیان نیست مولانا نظام الدین شیستانی قدس سرہ در کتاب
صبح صادق شرح منار علی ما نقل عنہ بعض الثقات انکار فرمودہ وکیف
یکون من اشتبہ علیہ الرباد غیرہا مجتہد کمعویۃ وعمرو بن العاص انتہی بلفظہ
اور اصل عبارت صبح صادق علی ما فی تشیید المطاعن یہ ہے ومعاویہ ونحوہ
لم یکن مجتہدا وکیف یکون من اشتبہ علیہ حرمۃ الرباد غیرہا مجتہدا الخ لیتے

سعی مشکور

معاویہ مجتہد نہ تھا اور کیونکر وہ شخص مجتہد ہو سکتا ہے جسپر حرمت ربا مشتبہ
رہی ہو انتہی بقدر الحاجۃ بالجملہ ہرگاہ فضیلت یا مساوات مالک بن نویرہ کی
خلفاے ثلثہ اور معاویہ سے بخوبی ثابت ہوئی تو اب اوسکے اجتہاد مین انکو کیونکر کلام
ہو سکتا ہے جیسا کہ مولوی صاحب منتہی الکلام مین کہتے ہین آمدیم بر اثبات
تبدیل و تقصیر و احداث مالک بن نویرہ کہ بجہت انکار زکوٰۃ برذمہ او لازم آمدہ
پس مخفی نماند کہ این بر اصول و روایات فریقین متیسر است و اثبات آن از کتب
طرفین غیر متعسر اما اثبات آن از کتب امامیہ پس کتاب مجمع البحرین اینک
حاضر است مولفش در تحقیق لفظ ردت آنچہ نوشتہ است از ان مانند سفیدہ
صبح صادق ہویدا و آشکار است کہ او باستماع خبر قیامت اثر وفات حضرت خیر البشر
منکر زکوٰۃ شد و بمقتضاے عدم رسوخ ایمان فرضیت زکوٰۃ در انظار آیت
کریمہ خذ من اموالہم الخ و عدم لحاظ اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ مختص بزبان
نبوت اعتقاد کرد و محدث بودن مالک و احداث این قول و تبدیل ما تقرر
فی الشریعۃ الغراء حالت منتظرہ باقی نیست قال صاحب الکتاب المذکور
والردۃ بالکسر والتشدید اسم من الارتداد و اصحاب الردۃ علی ما
نقل کانوا صنفین صنف ارتدوا عن الدین و کانوا طائفتین احدیہما
اصحاب مسیلمۃ والاخری ارتدوا عن الاسلام و عادوا علی ما کانوا
علیہ فی الجاہلیۃ و اتفقت الصحابۃ علی قتالہم و سبیہم و استولد علی
منہم الحنیفۃ والصنف الثانی لم یرتدوا عن الایمان ولکن انکروا
فرضیۃ الزکوٰۃ و زعموا ان خذ من اموالہم خطاب خاص بزمانہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم و انشاء اللہ تعالی بعضے از عبارات و روایات دیگر کہ در اثبات
مقصود زیادہ تر مفید خواہد بود درین نزدیکی معروض خواہد شد و کسانیکہ ادراک

حدیث ۵۸ منتہی الکلام

باوجود ثبوت ارتدادش بالمعنی المذکور در کتب امامیہ بعلت اتحاد مذہب و
ملت مومن پاک اعتقاد پندارند اگرچہ عمومی اجتہاد برائے اوالغب العین
وارند اثبات آنش بر ذمہ شان خواہد بود ما احسن ما قیل ؎ بگفتہ نداروکسے
با تو کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار و بحمد اللہ کہ مملوکان مالک و طرفداران آن
بے نصیب و مالک بر اثبات اجتہادش قدرتی ندارند چہ اگر مالک ایشان اعتقاد
خالص بحقیت خلافت حضرت افضل الصدیقین نداشت جناب امیر المومنین
را امام برحق و خلیفہ مطلق می پنداشت کما صرح بہ التستری فی مجالسہ وغیرہ
وکلام المولف ایضا یشعر بذلک دریں صورت نیز اطاعت عمال ابوبکر
صدیق و اعطا صدقات و مال زکوۃ بایشان تقلیداً المذہب الامامیہ رعایۃ
لوجوب التقیہ ضرور بود چون او از اختیار مسلک اثنا عشریہ دست کشید و بر محبت
جناب امیر تقوی و شیعیانش کہ با امر مقدس جہان مطاع لازم الاتباع بیعت بخلیفہ
اول نمودند کما فی البحار مصر گردید و قد تقرر فی خاتمۃ التجرید ان مخالفہ
فسقہ مرتبہ اجتہاد و استنباط مسایل شرعیہ ہمچو انکار زکوۃ از دلایل نقلیہ
کجا برائے او بر اصول امامیہ باقی ماند لیس انچہ بوئے رسید از خدا رسید
زیادہ بریں نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد لیکن ارتکاب کبیرہ بلکہ
اصرارش بریں امر نیست کہ بر جائے خود مرصوص و از براہین یقینیہ مکشوف
بلکہ منصوص است انتہی اور ایسے مضمون کو مکرر باب ان مختلفہ دوسرے صفحہ
میں بھی بیان کیا ہے اور چند مقاموں پر اسکی طرف حوالہ دیکر مضامین عجیبہ
و ہفوات غریبہ تحریر کئے از انجا کہ اکثر مطالب متعلق اسکے سابقاً اجمالاً و تفصیلاً
مرقوم ہوئے لہذا یہاں بطور اجمال چند امور ضروریہ پر اشعار تنبیہ کیجاتی ہے
پہلے وعومی اثبات تبدیل و تقصیر مالک بن نویرہ بالخصوص کیا ہے مگر نہ ایسی

Presented by Ziaraat.Com

صحیح بخاری سے اسکو ثابت کر سکے نہ کتاب مستطاب مجمع البحرین سے کیونکہ ان
دونون کتابون سے فقط اسقدر ثابت ہوا کہ کچھہ لوگ مانع زکوۃ ہوئے
گئے نہ ثابت ہوا کہ مالک بالخصوص منکر زکوۃ تہا جو مقصود او نکا ہے اور
خود بیان کرتے ہین کالا لا لدلالعام علی الخاص اور مجمع البحرین مین کچھہ
اسکا اشارہ بہی ذکر نہین ہے کہ یہ نقل صحیح ہے یا غیر صحیح مطلقا نقل مذکور
ہی عام اس سے کہ صحیح ہو یا غیر صحیح مطابق واقع و تحقیق ہے یا محض بنا بر
مشہور عام دوسرا دعوی یہ ہے کہ مالک بن نویرہ بمجرد استماع رحلت
سید البشر فرضیت زکوۃ سے منکر ہوا اور دلیل اسپر مجمع البحرین سے لاتے
ہین حالانکہ مجمع البحرین سے نہ فوریت ظاہر ہوتی ہے نہ مالک کا منکر زکوۃ
ہونا اور خود مولویصاحب ناقل ہین کہ بہت سے قبیلے منکر زکوۃ ہوے تھے
نہ فقط مالک پس یہ دعوی بہی ثابت نہوا تیسرے یہ کہنا کہ باوجود ثبوت
ردہ جو مدعی اوسکے اجتہاد کا ہوا اوسکو ثابت کرے خود مولویصاحب کے
بیان سے باطل ہے اسلئے کہ ردہ خود امر متنازع فیہ ہے اوسکو ثبوت کیونکر
کہہ سکتے ہین باقی رہا اجتہاد پس خود با بعد اسکے ناقل ہین اپنے فخر المتکلمین
امام المتبحرین رازی سے کہ مالک نے آیہ خذ من اموالہم سے استدلال
واحتجاج کیا سقوط فرضیت زکوۃ پر جیسا گذرا پس اگر یہ استدلال اجتہاد نہین
تہا تو کیا تہا بیان کرین خالد بن ولید نے نہ کسی آیت سے جواز قتل مالک پر
استدلال کیا نہ کسی حدیث سے اور نہ زوجہ مالک کے ساتھہ زنا کرنے پر
کوئی استدلال کیا اسپر بہی وہ تو مجتہد ہو گیا اور مالک جو آیہ قرانی و حدیث
رسول ربانی سے استدلال کرے تو وہ مجتہد نہو کبہی تو صدر اول مین ایسا
اجتہاد کو شایع کرتے ہین کہ ہر شخص مجتہد بنگیا حتی کہ عمرو عاص و عائشہ حفصہ

صـ ۹۱ منتہی الکلام

بلکہ ملجم نامراد جیسا کہ گذرا کہ ابن حزم نے اوسکو باتفاق است مجتہد کہا بلکہ عمرو
بن سعد کو بھی مجتہد بنایا حالانکہ یہ دونون ابن ملجم و عمر و سعد صحابی بھی نہ تھے
اور یہان باوصفیکہ مالک اوسے صدر اول مین زمام ریاست کا مالک تھا اوسکے
اجتہاد مین یہ کلام ہے اس عکس مستوی کا کیا جواب ہے ادنی ادنی جاہل
عورتین تو خلیفہ ثانی کے روبرو اجتہاد کرین اور خلیفہ صاحب صرف اجتہاد کے
شایع کرنیکے لیے امر ناحق پر بھی سکوت کرین اور آپ مالک سے صحابی
رسول رئیس مقرر کردہ پیغمبر متولی صدقات کے بارے مین یہ عذر کرین
زیادہ دور نہ جایئے تحفہ ملاحظہ فرمایئے کہ شاہ صاحب دربارۂ طعن مغالات
مہر فرماتے ہین جواب ازین طعن آنکہ سکوت عمر از جواب زن نہ بنا بر عجز اوست
از جواب باصواب تا ثبوت خطائی او فی الواقع لازم آید بلکہ بنا بر کمال ادب
است با کتاب اللہ کہ در مقابلہ ان چون و چرا نمودن و فنون دانشمندی
خرچ کردن مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست ایشان را غیر از تسلیم و
انقیاد بظاہر الفاظ ہیچ راست نمی آید الی ان قال اری اینقدر صحیح است
کہ گفت کل الناس افقہ من عمر الی آخرہ و این از باب تواضع و ہضم نفس و
حسن خلق است کہ زنی جاہلہ بتعمق بسیار اینچنین ابداے مطلب خود پسند
اوردہ است اگر استناد او در اتوجیہات حقہ باطل کنیم دل شکستہ میشود و
باز رغبت باستنباط معانی از کتاب اللہ نمی نماید لابد او را تحسین و آفرین
و خود را انجاب او معترف و قائل وانمایم کہ آیندہ او را و دیگران را تحریص
باشد بتتبع معانی قرآن و استنباط دقایق او و این تادب با کتاب اللہ و
حرص بر اشتغال مردم باجتہاد و استنباط از قرآن کہ ازین قصہ عمر و قصص
دیگر او ثابت میشود منقبتے است کہ مخصوص باوست دالا کہ ام رتبہ جہنی

اثبات شاہ صاحب عمر

گوارا نمیکند کہ اور انحضور اعیان و اکابر زنی نادان قایل و ملزم گردانند و او سکوت نماید چہ جاے آنکہ اور التحسین و آفرین کند الخ اب اسکے فوائد بھی قابل لحاظ ارباب انصاف ہین اول یہ کہ سکوت خلیفہ ثانی کا بمقابلہ او عورت جاہلہ کے جسنے انکے حکم منع زیادتی مہر کو آیہ قنطار سے باطل کیا باوصفیکہ بقول شاہصاحب یہ استدلال کرنا اوسکا ناحق تھا اور فرمان خلیفہ صحیح وعین حق تھا شاہصاحب از قبیل کمال تادب بکلام اللہ بیان کرتے ہین اب غور کرنا چاہیے کہ اگر مالک نے جو صحابی کریم شاعر رئیس مقرر کردہ رسول تھا خلیفہ اول کے طلب زکوۃ کو بآیہ قرآنی منع کیا اور خلیفہ کچھ جواب نہ دیسکے بلکہ خالد نے قتل کرڈالا تو یہ کس قسم مین داخل ہوگا دوسرے یہ کہ مقابلہ قرآن مین چون وچرا کرنا اور فنون دانشمندی دکھانا مناسب حال اعاظم اہل ایمان نہین ہے پس جو شخص بمقابلہ استدلال من القرآن قتل کروا ڈالے وہ کیا ہوگا اور خلیفہ دوم جو قرآن کے معانی دریافت کرنے پر حد لگاتے تھے جیسا ازالۃ الخفا مین ہے اوسکے کیا وجہ اور قدامہ بن مظعون نے جو بعد شراب پینے کے اپنے سے سقوط حد پر آیہ قرآنی سے استدلال کیا اور خلیفہ صاحب نے اوسکے استدلال کو حضرت ابن عباس سے باطل کرایا تو اوسکے بارے مین شاہجی یہ کہین گے کہ مناسب حال اعاظم اہل ایمان نیست یا نہ کاش یہان بھی مالک نے جو اس آیہ سے استدلال کیا تھا اگر جواب نہ چلا تھا تو ابن عباس سے یا دیگر صحابہ سے اوسکا جواب دلواتے اور اوسکا خون ناحق اپنے سر پر نہ لیتے سوم یہ کہ اہل ایمان کو جب ظاہر الفاظ کے مقابلہ مین بجز تسلیم وانقیاد چون وچرا کرنا غیر مناسب ہی ہے تو خلیفہ اول کو بمقابلہ ظاہر الفاظ قتل کرانا اور غارت کرانا اور ہتک حرمت کرانا کب مناسب تھا لا اقل اگر تسلیم نہ کرتے جواب سے تشفی تو کرتے

چہارم یہ کہ خلیفہ دوم کا اگر سکوت از قبیل ہضم نفس و حسن خلق تہا تو خلیفہ
اول کے یہ حرکت قبیح کہ مالک کو قتل کرایا بیشک ظلم و عدوان ہوگا پنجم
زنیے جاہلہ بتعمق بسیار جو خلاف واقع ہے اور ایسے بدیہیات مین تعمق کے
ضرورت نہ تھی اگر باوصف بطلان بقول شاہجی خلیفہ دوم نے قبول کرلیا
اور تحسین و آفرین کیا تو استدلال مالک اگرچہ باطل ہو مگر زیادہ قابل لحاظ
تہا ششم آنکہ قولہ اگر استنباط وجوہ توجیہات حقہ باطل کنیم دلیل اسکی یہ ہے
کہ اعتراض اوس عورت کا ناحق تھا اور ابطال اوسکا عین حق جو ذمہ خلیفہ
دوم لازم تہا مگر بغرض ترغیب بر اجتہاد خلیفہ جی نے ترک کیا پس اسیطرح
مالک کا استدلال بہی اگر ناحق تہا تو بہی واجب القتل نہ تہا بلکہ بغرض ترغیب
بر استنباط معانی از قران اوسکے تحسین و آفرین کرتے نہ یہ کہ بلا جواب دیے
اوسکو قتل کرا دیتے اگر تحسین و آفرین نہ کرتے تو اوسکو معقول ہی کرتے اور
اس استدلال کو ادلہ عقلیہ و نقلیہ سے باطل قرار دیتے تب بھی ترغیب طرف
استنباط کے زیادہ متصور تھے پس یہ قتل کرانا اصل شوق استنباط مسائل
من کتاب اللہ کا خون بہانا ہے ہفتم استدلال مطلب ناحق کو بہی شاہصاحب
استنباط فرماتے ہین اور استنباط عین اجتہاد ہے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک کا بنا بر اصول اہلسنت صحیح ہوا ہشتم یہ کہ غرض عمر سکوت سے
یہ تھی کہ آیندہ اوسکو اور دوسرونکو تحریص و ترغیب دلائین تتبع معانی
قران اور استنباط دقایق پر پس اس بنیاد پر بہی مالک غیر مستحق قتل ہوا
اور ظاہر ہے کہ استنباط دقایق جیسا اس صورت مین حاصل ہے یعنے
استدلال مالک مین ہرگز اس عورت کے استدلال مین نہین ہے گو غلط
ہو جیسا کہ بنا بر تقریر شاہصاحب استدلال اوس عورت کا بہی غلط تہا

شہم اس سکوت عمری کو تادب باکتاب اللہ فرماتے ہین پس قتل کرانا خلیفہ
اول کا مالک کو خلاف تادب باکتاب اللہ ہوگا فہم اس استدلال کو اوس عورت
کے اور سکوت خلیفہ کو شاہصاحب فرماتے ہین وحرص بر اشتغال مردم باجتہاد
واستنباط از قران الخ جس سے معلوم ہوا کہ اگرچہ امر ناحق پر استدلال
کیا جاسے اور استنباط ناحق ہو کہ اولحقہ سے باطل ہوسکے مگر یہ بہی اجتہاد
ہے اور خلیفہ دوم ایسے اجتہاد پر بہی حریص تھے پس اس سے بہی اجتہاد
مالک ثابت ہوا اور خلیفہ اول کا اوسکو قتل کرادینا گویا روکنا ہے اشتغال
مردم کو باجتہاد واستنباط از قران پس الحمد للہ کہ ان وجوہ عشرہ سے یہ کلام
شاہصاحب اجتہاد مالک کا اور قباحت قتل جو خلیفہ اول سے سرزد
ہوا بخوبی ظاہر ہوا وہو المطلوب ہرگاہ ان فواید پر اطلاع حاصل ہوئی پہر
کلام مولویصاحب کیطرف رجوع کرتا ہون چوتھے یہ قول مولویصاحب
وبحمد اللہ کہ مملوکان مالک وطرفداران آن بے نصیب وہالک الخ عجیب
حیرت افزا ہے کیونکہ مملوک مالک یا کہ طرفدار اوسکے تو خود خلیفہ دوم تھے
اور اونہین کو ایسا جوش وخروش تہا کہ پہلے تو اصل جنگ کرنے ہی کو روکا
تہا اور خلیفہ اول سے اسبارے مین بہت تکرار ہوئی کہ آخر خلیفہ اول نے
قسم کھایا کہ ہم ضرور لڑینگے بلکہ خلیفہ دوم کو کچہہ سخت سست بہی کہا جیسا کہ
ازالۃ الخفا سے سابقاً مذکور ہوا اکثر صحابہ دربن امر متوقف بودند تا آنکہ
فاروق اعظم از صدیق اکبر طلب فق نمود حضرت صدیق فرمود اجبار انت
فی الجاہلیۃ خوار فی الاسلام الخ اور بعد قتل ہوجانے مالک کے عمر نے
ابوبکر سے کہا کہ خالد کو رجم کرو کہ اسنے زنا کیا یا قتل کرو کہ اسنے مسلمان کو
قتل کیا یا معزول کرو مگر سیفہ اول نے ہر بار اجتہاد وخطای خالد

Presented by Ziaraat.Com

ثابت کرتے ہیں سوال خلیفۂ دوم کو ہمرد ہ دکیا جیسا کہ کنز العمال و صواعق
محرقہ وغیرہ سے ساتھا منقول ہوا جب یون خلیفۂ دوم جیوبہ ہوئے تو
جناب امیر کے پاس آئے اور حضرت کو او طلحہ و سعد بن ابی وقاص کو
لیکر خلیفۂ اول پاس گئے اور بطرفداری مالک کہا کہ قصاص لینا خالد سے
ضرور ہے اور خلیفۂ اول نے وہی جواب دیا جیسا کہ مرآۃ الزمان سے
منقول ہوا تب خلیفۂ دوم نے بجز بسبب کچھ چارہ نہ پایا اور اس ظلم و ستم
پر خلیفۂ اول کے اور اپنے مالک کے قتل ہو جانیکے رنج و غم مین منتظر
لطائف غیبی صبر و تحمل سے بیٹھے رہے یہانتک کہ بمفاد ع صبر تلخ است
ولیکن بر شیرین دارد اونکے صبر کا اثر نمایان ہوا اور مسند خلافت پر
رونق افروز ہوئے تو اول کام جو ان سنیون کے اس امام نے کیا
وہ ہے کہ خلیفۂ اول کے سیف اللہ کو معزول کیا یعنے خالد کو موقوف و
معزول کیا اگرچہ کسی مجبوری سے یا کسی وجہ خاص سے انتقام کامل
مالک کا نہ لیا مگر موقوف ضرور کیا بلکہ مقید و محبوس کیا اور ظن غالب ہے
کہ جو اپنے قسم مین غائب ہوے یعنے فرمایا تھا خالد سے کہ واللہ لا جینک
باحجارک اسکا علاج بکفارہ کر لیا ہو اور جتنے لوگ قوم و قبیلہ سے مالک کے
مقید تھے اون سب کو آزاد کیا اور مال اون لوگون کو واپس کیا پس اب
مولوی صاحب کو اختیار ہے کہ اس مملوک مالک اور اس طرفدار بے
نصیب و ہالک کے بارے مین جو چاہین کہین لقبیہ اصحاب کا کیا ذکر اور
خود خلیفۂ اول جنہونے مالک کے دیت بیت المال سے دلوائے اس طرفدار
مین اس بے نصیب و ہالک کے مولوی صاحب مملوک مملوک مالک جو چاہین کہین

ما علینا الا البلاغ پانچوین اعتقاد خالص بحقیت خلافت افضل الصدیقین

سنیتہ نہ رکہنا مخصوص بمالک ہے نہین ہی بلکہ اکثر صحابہ بلکہ خود خلیفہ دوم کا یہی
عقیدہ ہی جیسا کہ جملہ انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ سے ظاہر ہے و قد بحی فیما بعد انشاء
چہٹین ہر گاہ بنا بر تصریح شاہ ولی اللہ و جملہ علمائے اہلسنت حقیت خلافت دائر
تہے درمیان ابو بکر و جناب امیر علیہ السلام کے پس ضرور ہی کہ جب منکر خلافت
بکری ہوا جیسا کہ اہلسنت کا دعوے ہی تو معتقد خلافت حقہ علوی ہوا اور
قتل کرایا جانا اسکی دلیل قوی ہے از ینجاست کہ جناب امیر اور سائر بنی ہاشم
پر بہی یہی حکم خلیفہ اول نافذ تہا کہ اگر حاضری دربار سے انکار کرین تو قتل
کرنا جسکے تعمیل خلیفہ دوم نے آگ لکر ان لیجانیسے کی فرق یہی ہوا کہ جناب
امیر ؑ کے کسی وجہ سے یا شاید بیعت جبری کر نیسے جان بخشی ہوی اور مالک
کے لئے ایک دوسرا سبب یعنے خالد بن ولید کی شہوت پرستی محرک قوی
ہوی کہ قتل و نہب و غارت سب کچہہ وقوع مین آیا۔ ساتوین اطاعت عمال
ابو بکر تقیۃً اوسوقت لازم تہے کہ خوف ضرر ہوتا اور ہر گاہ مالک حضرت عمر
اپنے مین استطاعت کامل پاتا تہا تو اوسوقت محل تقیہ نہین تہا اور بعد اسکے
کہ مکر و فریب اور غدر خالد مین گرفتار ہو گیا کما ستعلم تقیہ کب بکار آمد تہا اور
خالد خلد فی النار نے اونکے کسی عذر کی کب سماعت کی اور جائز ہے کہ
بیعت بکری اوسکے فہم مین عین الکفر بعد الایمان ہو اور ایسی صورت
مین تقیۃ ضروری نہین ہے بلکہ جائز ہے کہ تقیہ کرے یا راہ خدا مین
جان دے چنانچہ قصہ حضرت عمار اور پدر بزرگوار اونکے سے جو عہد رسول
مین ہوا ظاہر ہے کما فی البیضاوی والتفسیر الکبیر تحت قولہ تعالی
الا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان پس اس صورت مین دونون فعل
مستحسن تہا خواہ تقیہ کرتا یا ثبات اختیار کرتا اور ازینجا کہ تقیہ آیا قیمانی اور عبارت

صہ ۵۲۳ تفسیر کبیر جزو خامس مطبع

صحیح بخاری سے کہ قال الحسن التقیۃ باقیۃ الی یوم القیامۃ ثابت ہے اورخود شاہصاحب نے بہی تحفہ مین اوسکو بکمال تصریح صحیح و درست کہاہے تو اوسپر تعریض کرنا اپنے دین و ایمان کو برباد دینا ہے و قد یجی فیمابعد معذلک اثبات اسکاکہ مالک نے تقیہ نہین کیا ذمہ مولیصاحب لازم ہے پہلے اسکو ثابت کرین تب جو چاہین کہین حالانکہ خود تاریخ طبری سے یہ نقل شاہصاحب گذرا کہ مالک نے اپنی قوم کو متفرق کردیا تہا اورخالد نے لبطاح مین اوسکو تہا پایا اورصدقات اوسکی قوم سے لیکر روانہ خدمت خلیفہ کیا پس اب طاعت عمال ابوبکر و اعطاے صدقات مین کیا عذر تقیۃً کان او حقیقۃً اور اس سے زیادہ واضح یہ ہے کہ خالد نے مالک کی گرفتاری کے لیئے مکروفریب بہی کیا اوربدغا و فریب اوسکو اپنے دام مکر مین لایا یہانتک کہ ذمہ خدا اور رسول و ذمہ خلیفہ و ذمہ خالد دیا کہ وہ بیچارہ سومن سادہ دل دام مکر مین آگیا چنانچہ مرآۃ الزمان مین ہے فقال لہ خالد یا ابن نویرہ ھلم الی الاسلام فقال مالک و تعطینی ماذا قال اعطیک ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ و ذمۃ ابی بکر و ذمۃ خالد ان لا اجاوز علیک و ان اقتل منک فاعطاہ مالک یدہ و خالد علی تلک العزیمۃ من ابی بکر فی قتلہ فقال یا مالک انی قاتلک فقال لا تقتلنی فقال لابد وامر بقتلہ فتھیب المسلمون ذلک وقال المھاجرون اتقتل رجلا مسلماً وقد اعطیتہ ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ فقام ضرار بن الازور فضرب عنقہ یعنی خالد نے کہا اے مالک بن نویرہ اسلام قبول کر مالک نے کہا تو تو ہمکو کیا دیگا خالد نے کہا کہ ذمہ خدا و رسول اور ذمہ ابوبکر و خالد کہ تجہپر زیادتی نہ کرینگے اور درگذر کرینگے پس مالک نے اپنا ہاتہ خالد کو دیا اورخالد اپنے اوسی عزم پر تہا

یعنی تقیہ جاری ہے روز قیامت تک

خالد نے مالک کو ذمہ خدا و رسول و ابوبکر و خالد دیکر فریب سے قتل کیا

ید المطاعن جلد ۲ صـ ۱۲۰۶

از جانب ابوبکر کہ مالک کو قتل کریں پس خالد نے مالک سے کہا ہم مالک ہم تجھکو ضرور قتل کرینگے مالک نے کہا اے خالد ہمکو قتل نہ کر پس کہا خالد نے ضرور ہے کہ قتل کریں اور قتل کرنیکا حکم کیا تمامی مسلمانون پر یہہ امر نہایت گران ہوا اور مہاجرین نے کہا اے خالد تو اوس شخص کو قتل کرتا ہے جسکو خدا اور رسول کی ضمانت دیچکا ہے پس ضرار بن ازور نے بحکم خالد مالک کو قتل کیا انتہی اور وجہ قتل وہی ہے کہ خالد اولاً حکم خلافت پناہ سے مجبور اور ثانیاً خود ایسا بادہ نخوت وغرور سے مخمور اور نشہ عشق ام متمم زوجہ مالک مین چور تہا کہ وہ کب ان امور کو لحاظ کرتا ازینجا است کہ مالک نے جب ہر طرح دیکہا کہ خالد قتل سے اوسکے باز نہین آتا باوصفیکہ عبد اللہ بن عمر بن الخطاب اور ع اصحاب وابو قتادہ انصاری نے اس بارے مین بہت کچہہ گفتگو کی اور سب مہاجرین ہمراہیان خالد برہم ہوئی مگر خالد نے ایک کی شنوائی نہ کی تب مالک نے کہا کہ اگر کچہہ نہین مانتا تو ہمکو ابوبکر کے پاس بہیجدے وہ جو چاہی کری مگر خالد نے ایک نمانا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان مین ہے وکان عبد اللہ بن عمر و ابو قتادۃ الانصاری حاضرین فکلما خالدا فی امرہ فکرہ کلامہما فقال مالک یا خالد ابعثنا الی ابی بکر فیکون ھو الذی یحکم فیہا فقد بعث الیہ غیرنا ممن جرمہ اکبر من جرمنا فقال خالد لا اقالنی اللہ ان اقلتک وتقدم الی ضرار بن الازور الاسدی لیضرب عنقہ والتفت مالک الی زوجتہ ام متمم وقال لخالد ہذہ التی قتلتنی وکانت فی غایۃ الجمال یعنے عبد اللہ بن عمر وابو قتادہ انصاری نے جو حاضرین لشکر سے تہی بہت کچہہ خالد سے اس مادہ مین کہا مگر خالد نے ایک نہ سنا تب مالک نے کہا کہ

صفحہ ۳۰۳ تسنیدا

ہمکو ابو بکر کے پاس بہیجدے وہی جو چاہی حکم کرین کہ جنکا جرم ہمسے بہی زیادہ
تہا تو نے اون لوگون کو ابو بکر کے پاس بہیجدیا ہے خالد نے کہا خدا
ہمسے در گذر نہ کرے اگر تجہسے در گذر کرین بعد اوسکے ضرار کو حکم دیا کہ
مالک کو قتل کرو تب مالک اپنی زوجہ ام متمم کی طرف متوجہ ہوا اور خالد
سے کہا کہ تو نے ہمکو فقط اسی غرض سے قتل کیا اور وہ عورت نہایت حسین
تہے انتہی پس معلوم ہوا کہ مالک نے بدرجہ مجبوری یہ بہی کہا کہ ہمکو ابو بکر
کے پاس بہیجدو مگر خالد نے یہ بہی نہ مانا کیونکر مانتا حالانکہ جانتا تہا کہ مملوک
مالک وطرفدار بے نصیب وہالک خلیفہ دوم وہان موجود ہین وہ اپنے
مالک کو کب قتل ہونے دینگے اور ہم اپنی خواہش نفسانی کیونکر پورا کرسکینگے
چنانچہ سابقا یہہ بہی مذکور ہوا کہ جب خالد مدینہ مین آیا تو اوسکو گمان ہوا
کہ ابو بکر بہی مثل عمر کے ناراض ہین ایک روز تنہائی مین جاکر ابو بکر سے ملاقات
کرکے راضی کیا جب وہان سے نکلا تو مسجد مین جاکر عمر سے کہا ای پسر حنتمہ اب نہ آو تب
عمر نے سمجہا کہ خالد نے ابو بکر کو راضی کر لیا اب معلوم نہین کہ مولوی صاحب کے نزدیک مالک نے کون دقیقہ اپنی
جان بچانیکا اوٹھا رکھا تقیہ بہی کیا قصد بہی بطلب خلیفہ کے حضوری خدمت پر بہی راضی
ہوا ہین پور خلافت اور ابو قتادہ انصاری وکل مہاجرین بہی شفیع ہوے
اور ذمہ خدا اور رسول و ابو بکر کا بہی خیال دلایا مگر کچہہ مفید و سود مند نہوا اور
اون سب امرون پر ایک دلیل قوی یہہ بہی ہے کہ مالک ایسا بی قصور محض
تہا کہ خلیفہ ثانی نے باوصف واجب جاننے اطاعت ابو بکر کی اونکی مخالفت
کی اور اپنے مالک کے لئے اوس طرفدار مالک نے بہت سے لوگون کو
خون ناحق کے بدلہ لینے کے لئے شفیع گردانا اور بعد تعہد خلافت مال
وسبایا سب واپس کئے اور خالد کو معزول کیا اور یہہ امور اور کسی منکر

Presented by Ziaraat.Com

زکوۃ کے بارے مین منقول نہین ہین پس معلوم ہوا کہ مالک یقینی مسلم
و مومن و دیندار تھا اور رقاتل اوسکا گنہکار خاطی و زناکار و واجب
القتل و قابل سنگسار تھا آٹھوین اگرچہ اسی تقریر سے بقیہ تقاریر مولویصاحب
کا بطلان کالشمس فی النصف النہار ہے معذلک یہہ کہنا کہ اوسکو لازم تھا بیعت ابوبکر
کرنا بنابر اقتدا جناب امیرؑ پس بفرض تسلیم مولویصاحب اسکو ثابت کرین
کہ بیعت کرنا جناب امیرؑ کا قبل از قتل مالک ہوا اور اوسکو اسکا علم بھی حاصل
ہوا تا اقتدا کرتا اور یہہ امر محال ہے کیونکہ خود ناقل ہین کہ جناب امیرؑ نے
بعد وفات جناب سیدہ چھہ مہینہ کے بعد بیعت ابوبکر کی فخبت الجدار ثم القشر
نوین ہرگاہ امامیہ مالک کے اجتہاد کے قایل ہی نہین ہین تو اگر اجتہاد مالک
بنابر اصول امامیہ نہ ثابت ہو تو کیا مضایقہ ہے اصول موضوعہ اہل سنت
کی مطابق تو اوسکا اجتہاد ثابت ہوا پہر اوسکا قتل کیونکر جائز ہوا دسوین
آنچہ بوی رسید از خدا رسید اعادہ قول خالد بن ولید زانی پلید ہی یہہ
توعین عقیدہ آپ لوگ کا ہے عثمان کو بھی تو یہی کہئیے گا کہ آنچہ بوی رسید
از خدا رسید گیارہوین یہہ کہنا مولویصاحب کا زیادہ برین نیست کہ
بجہت اشتباہ کافر نباشد ولیل کمال خرافت ہے کہ اسمین اونکی اوستاد
بہی مبتلا ہوے ہین مگر فرق یہہ ہے کہ شاہجی مالک کو ایکدم کافر و مرتد حقیقی
بیان کرتے تھے جسکے بعد فرمایا سلنا کہ مالک بن نویرہ مرتد بود بخلاف
مولویصاحب کہ ابتدا سے کفر و ارتداد حقیقی مالک سے یہہ مملوک سعلوک
انکار شدید کرتے ہین اور بجز تبدیل و تقصیر بعض حقوق کے اور کسی
امر کا اپنی مالک عمر کو مرتکب نہین جانتی چنانچہ تمامی منتہی الکلام
مین ایسے امر پر زور دیا ہے پس اب یہہ کہنا مولویصاحب کا کہ زیادہ

Presented by Ziaraat.Com

برین نیست کہ بجہت اشتباہ کافر نباشد کیسا بموقع دیکھا ہے اس سے زیادہ
کب آپکی نزدیک تھا جواب اپنی خلیفہ دوم کے مالک کی حق مین یہہ احسان جتاتے
ہین ابتدا سے بحث یہی ہے فهذا مما یضحك الثواكل بہر کیف یہہ اشتباہ جسکے وجہہ سے
آپ مالک پر یہہ احسان رکھتے ہین کہ اوسکو کفر سے بچاتے ہین دیکھنا چاہئے
کہ فقط مالک سے کو ہوا یا اور کسی کو بھی تو اوسپر بھی یہہ احسان رکھنا چاہئے
نہ یہہ کہ ایک ہی کو مورد احسان وزیر بار امتنان کرین جیسا بعد وفات
رسول مالک کو سقوط فرضیت زکوۃ کا دہوکہا ہوا تہا ویسا ہی آپکی
خلیفہ دوم کو بفور وفات سرور کائنات یہہ اشتباہ پیدا ہوا کہ حضرت نے
رحلت سے نہین فرمائی بلکہ مثل حضرت عیسیٰ کے آسمان پر عروج کیا اور
پھر مطابق مسلک روافض قایل رجعت تھی کہ پھر رجوع فرمائنگے کیونکہ
بغیر استیصال منافقین رحلت آنحضرت غیر ممکن ہے بلکہ انکو اسپر ایسا
جوش وخروش تہا کہ تلوار کہینچے بیٹھے تھے کہ اگر کوئی کہیگا کہ رسول نے
دنیا سے انتقال فرمایا تو ہم اوسکو قتل کرینگے سبحان اللہ مالک کے
انکار زکوۃ کے وجہہ تو یہہ بیان ہوتی ہے کہ اوسکو بصیرت کامل ایمان
مین حاصل نہ تہی مگر خلیفہ دوم کے حق مین کیا ارشاد ہوگا کہ باوصف
تلاوت آیہ کریمہ انك میت وانهم میتون انکار وفات رسول کیا کہ آخر اسماء
بنت عمیس کے فہمایش سے سمجھی کہ نہین فی الواقع رسول نے انتقال کیا
کما فی مدارج النبوۃ جس سے انکار قرآن بھی لازم آیا ومنکر القرآن کافر
اگر یہان بھی وہی بے بصیرتے کا عذر کرین جو دربارہ مالک پیش کرتے
ہین جیسا کہ حسب افادہ علامہ عینی وعسقلانی انکی بے بصیرتے ثابت ہے
تو ممکن ہے فحالهما واحد ومثل لمالك هذا الیضاح تدا اسیطرح ابی بن کعب اور ابن

اشتباہ ہمی بر مثل اشتباہ مالک بن نویرہ

Presented by Ziaraat.Com

مسعود کے اشتباہ کو دربارہ قرانیت حمد و معوذتین ناقل ہین
جسکے وجہہ سے اصل تواتر قرآن باطل ہوتا ہے اسیطرح حضرت
ابن عباس کے اشتباہ دربارہ رویت پروردگار کے ناقل ہین
وغیرہم من الاصحاب الکبار کما ھو مسطور فی دفاترھم پس بالفرض الیسیر اشتباہ مین
یہہ کل حضرات مشارک مالک ہوئے پھر تخصیص مالک کے کیا وجہہ
اور اوسیکو بالخصوص مورد حدیث اصحابے قرار دینے کا کیا باعث
اسلئے کہ بفرض تسلیم اوس سے ایک احداث ہوا پس یہہ ایک فرد
ہوگی افراد احداث و تبدیل و تغیر و تقصیر حقوق سے جیسا کہ خود
مولویصاحب نے بہی لکہا ہے کہ بعض اوسکے مالک مین پائی گے
اور بعض فردین دیگر صحابہ مین پس حال مالک و عمر بن الخطاب
وغیرہ جنسے تبدیل حقوق و تقصیر بعض حقوق ہوئے خواہ بسبب شکوک کے
یا بسبب غلبہ نفس امارہ کے مساوی ہوا پس اصل تبدیل و احداث
مین یہہ سب لوگ مساوی ہوئے پس حضرت عمر بہی مصداق حدیث
اصحابے کیون نہونگے اور اگر یہہ شبہہ ہو کہ چونکہ مالک بن نویرہ ایک
صحابی کے ہاتہہ سے قتل ہوا تو وہ یقینی مرتد ہوا بخلاف اورون کے
تو یہہ خیال محض خام ہے کیونکہ مجرد قتل کیا جانا اگرچہ بدست صحابے
ہو عقلا خواہ نقلا نہ مثبت صحت قتل ہے نہ مستلزم احداث وارتداد
دیکہئے خود شاہصاحب تحفہ مین فرماتے ہین اسے طعن مالک مین
وور حضور جناب پیغمبر ہمین خالد بن ولید صدہارا از مسلمانان مفت
بشبہہ ارتداد کشتہ بود و انحضرت اصلا متعرض اونشدہ چنانچہ
باجماع اہل سیر و تواریخ ثابت است قصہ اش آنکہ جناب پیغمبر خالد

ص ۲۵۰ منتہی الکلام

ص ۵۲۴ تحفہ اثنا عشریہ

خالد را بلشکری امیر کردہ فرستادند واو بر قومی تاخت و انہا اسلام
اوردہ بودند لیکن ہنوز قواعد اسلام را درست نداشتہ در وقتیکہ مشغول
بقتل انہا شدند در مقام اظہار اسلام این کلمہ از زبان شان بر آمد کہ صبانا
صبانا یعنے بدین شدیم مراد آنکہ از دین قدیم خود توبہ کردیم و باسلام
در آمدیم خالد بکشتن ہمہ انہا امر فرمود عبداللہ بن عمر کہ یکے از متعینان
خالد بود یاران و رفیقان خود را تقید کرد کہ این مردم را اسیر داریدو نہ
کشید چون بحضور جناب پیغمبر رسیدند و این ماجرا اظہار کردند جناب
پیغمبر برا شفت و بسیار افسوس کرد و گفت اللہم انی ابرء الیک مما صنع
خالد الخ حالانکہ تناقض اسکا بہی ظاہر ہے کہ شروع مین فرماتے ہین
اصلا متعرض نشدہ اور اخیر مین تحریر کرتے ہین کہ جناب رسول خدا
نے فرمایا اللہم انی ابرء الیک آسکو شاہ جی کوئی شے بہی نہین تصور کرتے
معذلک وہان آثار و علامات سے معلوم ہوا کہ فقط اشتباہ سے
قتل ہوا اسوجہ سے حضرت نے اوس سے قصاص نہین لیا بخلاف
قتل مالک کے کہ بالیقین خلیفہ اول کو معلوم ہوا کہ خالد نے محض براہ
بد نفسی و شہوت پرستی قتل کیا بہرکیف جب ایسے جاہلون کے ہاتہہ
سے قتل ہونا مثبت ارتداد و تقصیر حقوق نہین ہوا کہ اُن لوگون کو شاہ
صاحب نے یقینے مسلمان کہا اور رسول خدا نے اوسپر تاسف کیا تو
قتل مالک کے بارے مین یہہ قتل کیونکر مثبت ارتداد ہوا حالانکہ خود
شاہ جی بہی قتل مالک کو از قبیل شبہہ قرار دیتے ہین پس حال ان
مقتولین کا و مقتولین عہد رسول بنا بر تقریر شاہ صاحب مساوی
ہوا پہر ایک کو مرتد کہنا اور دوسرے کو مسلم کہنا یا اون کو مورد حدیث

اصحابے کہنا نہ انکو بلا وجہ ہے پس معلوم ہوا کہ بنا بر اس تقریر کے بھی
نفس اشتباہ مالک دربارہ زکوۃ و اشتباہ دیگر صحابہ مثل عمر وغیرہ مساوی
ہوا پس ایک کو مورد حدیث قرار دینا نہ دوسرے کو یقیناً محض نا انصافی
ہے ازینجا است کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار و صاحب استیعاب
نے ایسون کو بھی اوسے حکم مین داخل کیا ہے کما سیجی من بعد انشاء اللہ
۱۲ بارہوین بفرض تسلیم کہ مالک مرتکب کبیرہ ہوا جب کل مرتکب کبیرہ کا واجب
القتل ہونا بدلیل و برہان ثابت کیجیے تب البتہ یہ دعوی پیش کر سکتے
ہین وہو غیر صحیح فالحمد للہ کہ کل تقاریر مولویصاحب دربارہ مالک
و احداث و ارتداد باطل ہوے اور اجتہاد اوسکا بنا بر مسلک سنیہ
باوضح برہان ثابت و قائم ہوا فالحمد للہ حمداً جزیلا واضح رہے
کہ مولویصاحب نے اس عبارت کو قبل نقل عبارت جناب سید
اعلے اللہ مقامہ درج کتاب کیا تھا مگر فقیر نے بغرض مناسبت اس
عبارت کو بعد ذکر فضایل و مناقب مالک خلیفہ دوم یہان درج کیا
اب مولویصاحب بغرض براءت خلیفہ دوم الزام اعتراض بر خلیفہ اول
سے فرماتے ہین محققین اہلسنت کثرہم اللہ فی العالمین در کتب کلامیہ اثبات صفحہ ۱۰۱ منتہی الکلام
نمودہ اند کہ حضرت فاروق بجہت عدم اطلاع بر تفصیل حقیقت حال
چنین فرمودہ بودند بعد ذلک رجوع او ہم بمرتبہ شیاع و ذیاع رسیدہ
و اغماض از قصاص در آوان فرمان روائی خود و نیز دلیل این مدعا
است کما لا یخفی و ازینجا است کہ باقر مجلسی در عدم قصاص و ضرب
حد فاروق را با صدیق شریک داشتہ چنانچہ عبارت حق الیقین در
بیان وجوہ طعن بر ابوبکر صدیق باین مقصود ناطق است وہی ہذہ

Presented by Ziaraat.Com

یکی انکہ خالد را بعوض مالک قصاص نکرد دیگر آنکہ حد زنا کہ خالد با زن مالک
کرد اقامت ننمود دیگر انکہ خون سایر مقتولین را باطل کرد و قصاص
و دیت شان را نگرفت و درین کارہا عمر با او شریک است و در تضیع
قصاص مالک از خالد عمر شریک غالب است انتہی نگر ناظرین با تمکین
پر خرافت اس کلام کی ظاہر ہے کیونکہ ہرگز عمر نے اپنی رای سے رجوع
نہ کیا ہان زمانہ خلیفہ اول مین بمجبوری ساکت رہے اور بعد خلافت
اول کام یہی کیا کہ خالد کو منصب امیر الامرای سے معزول کیا اور مال
و سبایا اون مانعین زکوۃ کو واپس کر دیا جیسا کہ ملل و نحل سے سابقا
مذکور ہوا اور کیونکر رجوع کرتے خلیفہ دوم کہ خود خلیفہ اول نے بھی
اس قتل کے ناحق ہونیکا اقرار کیا جیسا کہ جملہ تاول فاخطاء سے
ظاہر ہے اور اس سے بڑھکر دلیل ساطع یہہ ہے کہ خلیفہ اول نے
بتصریح شاہصاحب مالک کے دیت بیت المال سے دلوای پس
اگر قتل مالک حق پر ہوا ہوتا تو یہہ دیت کیونکر دیجاتی باقی رہا یہہ کہ عمر
نے خالد کو قتل کیون نہ کیا پس جواب اسکا ذمہ مولوی صاحب سے
نہ ذمہ اہلحق کیونکہ اہلحق تو ہمیشہ خلیفہ ثانی کو یہی الزام دیتے رہے کہ اگر
رجوع طرف راے ابوبکر کے کیا تھا تو رد اموال و اساری و اطلاق
محبوسین کیون عمل مین لائے اور اگر اپنی رای سابق پر تھے تو باوجود
قدرت و اختیار تام اپنے عہد مین قصاص اپنے مالک کا کیون نہ لیا
اور خالد خلد فی النار کو کیون قتل نہ کیا اسکی کچھہ توجیہ مولویصاحب کو
لازم تھی اور بغیر کسی وجہ وجیہ کے فقط عذر رجوع سے خلیفہ صاحب کے
جان نہین بچتی بالجملہ بحد شیاع و ذیاع پہونچنا رجوع کا فقط مولویصاحب

کے زبان خرافت بیان سے ہے ورنہ کتب معتبرہ مثل ملل ونحل وصواعق
وغیرہ سے رد سبایا بحد ذریع وشیاع پہونچا ہے کہ وہ دلیل عدم الرجوع
ہے اور قتل خالد کچھ انتظام ملکی ومالی مین خلل انداز ہوگا اسلئے عمل مین
نہ آیا اور یہ بات بھی خیال مین آئی ہے کہ حضرت خلیفۂ اول کا دیت مالکما
دلوانا اور تاوّل فاخطاء فرمانا یہ سب محض بخاطر خلیفۂ ثانی تھا اسلئے کہ
مالک اونکی بڑے پیارے دوست تھے ورنہ مسلم مقتول بالخطاب کے
اموال کو تقسیم مسلمانان کرنا اور سبایا کو مثل سبایائی کفار کے بعلاوہ منفعہ
وکنیزی بانٹنا کس اجتہاد اور کس شریعت مین جائز ہوسکتا ہے اوسیطرح
سے خلیفۂ ثانی نے بھی اپنے عہد خلافت مین بلحاظ عدل عمرو لو تقدیرا
اُسارا اور اموال کو حدود دُشترک سے رد کرایا مگر بخاطر خلیفہ
اوّل کہ اونہین کے عنایت سے خلافت ہاتھ لگی تھی بمقتضائے ہل جزاء
الاحسان الا الاحسان قتل خالد سے درگذر کیا کہ جانتے تھے کہ خالد
اونکا بڑا پیارا دوست تہا اور ہوسکتا ہے کہ کہا جاوے چونکہ زور
خالد کا خلیفہ صاحب پر بچپنے سے ثابت تھا اور رعب اوسکے اونکے
دل پر چھائے ہوئے تھے اسوجہ سے جرات اسکی نہوئی ہوگی کہ قتل
کرین کیونکہ خالد نے خلیفہ کے ایک ٹانگ سن طفولیت مین توڑدی تھی
چنانچہ انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون حلبی مین ہے قیل و اصل العداوۃ
بین خالد وبین سیدنا عمر علی ما حکاہ الشعبی انہما وہما غلامان تصارعا وکان
خالد اقوی فکسر خالد ساق عمر فعولجت وجبرت ولما ولی سیدنا عمر علی الخلافۃ
اول شئی بدء بہ عزل خالد لما تقدم وقال لا یلی لی عملا ابدا انتہی یعنی باعث اصلی
عداوت کا درمیان خالد اور عمر کے یہ تھا کہ بنا بر حکایت شعبی یہ دونون لڑکے تھے نبرد مین کشتی لڑے

تھی خالد عمر سے زیادہ مضبوط تھا پٹک دیا اور عمر کے ٹانگ ٹوٹ گئی مرہم
پٹی سے پیر اچھا ہوا جب خلافت ملی تو سب کاموں سے پہلے یہ کام
کیا کہ خالد کو موقوف کیا پس وہی خوف باعث ہوا ہو گا کہ جرات قتل پر
نہ کر سکے اور مویّد اسکے ہے وہ روایت کہ جب حسب الحکم خلیفہ ابو عبیدہ نے
بلال کو حکم دیا کہ خالد کو عمامہ سے اوسکے سر کے باندہو تو خالد نے بلال کو
گالی دی آخر یہہ خبر بھی بارگاہ خلافت مین پہونچی تھی پس خلیفہ کو قتل
خالد کے جرات نہو ئی ہو گی کما فی مُرۃ الزمان اور نیز زمانہ ابو بکر مین بھی تو
بدرجہ ثالثہ بھی استدعا کے تھی کہ اگر نہ قتل کرتے ہو نہ رجم کرتے ہو تو
معزول سے کرو مگر ابو بکر نے نمانا پس وہی آخری سزا جاری کی کہ
اوسکو موقوف کیا اور عمامہ سے محبوس بھی کر دیا مگر سب دورسے دور سے
نہ روبرو و حضور کے باقی رہا یہہ امر کہ یہہ معزولی کس سبب سے تھی آیا اسکی وجہہ
سے کہ خالد جناب خلافت مآب کو ہمیشہ بنظر حقارت دیکھتے تھے اور بنام
مادر گرامی نجیبۃ الطرفین خلیفہ کو یاد کرتے تھے جیسا کہ مُرۃ الزمان مین ہے
کہ خالد عمر کو اعیسر ابن حنتمہ کہتے تھے یا بوجہہ عداوت قدیمہ جیسا کہ کتاب
مذکور مین ہے کہ جب عمر نے مال خالد کو تقسیم کرا لیا حتی النعل تو لوگون
نے کہا ھذہ واللہ عداوۃ پس مورخین کے نزدیک قول راجح و ارجح
یہی ہے کہ بوجہہ قتل مالک بن نویرہ خلیفہ دوم نے خالد کو معزول
کیا چنانچہ مرۃ الزمان مین ہے وکان اکبر ذنوب خالد عندہ قتل مالک
وکان یحث ابابکر علی عزلہ ویحرص علی قتلہ بسبب قتلہ لمالک وکان ابو بکر
یتوقف فلما مات ابو بکر وولّی عمر قال واللہ لا یلی لی خالد ابداً
انتہی ملخصاً یعنے سب سے بڑا گناہ خالد کا عمر کے نزدیک قتل مالک تھا

اصل منشاء معزولی

اختلاف وجوہ عداوت عمر و خالد خلیفہ دوم

کہ ابو بکر کو بھی عزل خالد پر امادہ کرتے تھے مگر وہ متوقف رہے بعد
وفات ابو بکر جب خود عمر خلیفہ ہوئے تو کہا واللہ کبھی خالد ہمارے کسی کام کا
متولی نہین ہو سکتا پس معلوم ہوا کہ خلیفہ ثانی جیسا شروع مین اس
قتل کو ناحق جانتے تھے ویسا ہی بعد حصول خلافت بھی بلکہ تادم مرگ
تمنا کرتے تھے کاش رسول سے پوچھے ہوتے اور مال کا واپس کرنا
قیدیون کا آزاد کرنا خالد کا معزول کرنا یہہ سب براہان ساطع و دلیل قاطع
ہے اس امر پر کہ وہ اپنی راے پر باقی تھے اور بحمد اللہ یہہ دعوی خود
مولویصاحب کے بیان سے بھی باطل ہے کیونکہ مولویصاحب سابقاً
صحیح بخاری سے ناقل ہین کہ جب ابو بکر نے چاہا مالغین زکوۃ سے جنگ
کرنے کو تو اوسیوقت عمر نے مناظرہ کیا اور آخر مین عمر نے بھی قول ابوبکر
کے متابعت کے پس ہر گاہ پہلی ہے مناظرہ ہو چکا تھا اور بحث طے
ہو گئی تھی تو پھر مخالفت کیسی کہ بعد قتل اپنے مالک کے یہہ شور و شغب
مچایا اور ہمیشہ خلیفہ سے اصرار کرتے رہے کہ خالد کو قتل کرو یا رجم کرو یا
عزل کرو اور بعد خلافت وہی کیا تو اب بخوبی معلوم ہوا کہ پہلا مناظرہ
دربارہ عموم مالغین زکوۃ تھا کہ راے ابو بکر کے موافق ہو گئے یہہ دوسرے
مخالفت ہے بعد قتل اپنے مالک کے جو مدۃ العمر بنے رہے باوصف
سزاے خالد چونکہ سزاے کافی اور قصاص شافی نہین لیا دل مین خلش رہا
کرتے تھے باقی طعن جناب علامہ مجلسے وہ اپنے حال پر ہے اوسکا دفعیہ
بشتیک نہین ہوا اور نہ قبول اون مطاعن سے رجوع خلیفہ دوم کا
ثابت ہو سکتا ہے جو اسی افتخار سے مولویصاحب اوسکو نقل
کرتے ہین کیونکہ یہہ قول خلیفہ دوم کہ خالد کو معزول و محبوس کیا

اگرچہ مفید ثبات راے خلیفہ دوم ہے دربارہ جرم خالد بقتل مالک
مگر مفید گاوے خلاصی خلیفہ دوم نہین ہے کہ اونھون نے حد خدا کو
معطل کیا اور خالد کو قتل و رجم نہ کیا خواہ بوجہ خوف از خالد ہو یا بغرض
رعایت حقوق خلیفہ اوّل کہ خالد اونکے بڑے چہیتے اور پیارے
تھے چنانچہ ایسی ہی رعایت خلیفہ سوم نے دربارہ عبد اللہ بن عمر قاتل
ہرمزان کے جو بتصریح شاہ ولی اللہ اول وہن و علامت ضعف
خلافت خلیفہ سوم تھا کما فی ازالۃ الخفا فلیس ہذا اول قارورۃ کسرت — جلد ازالۃ الخفا
فی الاسلام بعد ازین چونکہ صاحب وجیزہ نے مقدمہ تحفۃ النواد ر ملا حسین
کاشفی سے یہہ عبارت نقل کی ہے و راے عمر بن الخطاب بران
قرار گرفت کہ اسارا و اموال ان طایفہ را کہ زکوۃ نمیدادند باز دہد
وگروہی کہ اوقات خلافت صدیق محبوس بودند رہا فرماید جس سے
بقا خلیفہ دوم کا اپنے مخالفت سابقہ پھر ظاہر ہوتا ہے اور بطلان
قول مولویصاحب لازم آتا ہے کہ قائل برجوع خلیفہ ہین لہذا اس
عبارت تحفۃ النوادر پر بھی مولویصاحب معترض ہین چنانچہ فرماتے ہین — منتہی الکلام ص ۱۰۱
حاجتی بذکر روایت ملاحسین کہ حالش منکشف می شود باقی نماندہ
بروایت معتبرہ اہلسنت ثابت فرمایند کہ فاروق اعظم بر نکیر خود
اصرار داشتہ پس چرا اینہمہ کلفت بجمع امثال این روایات می باید
کشید مگر در ذہن حضرت تسنن ملاحسین راسخ و ثابت گشتہ کہ بر
دامنش دست انداختہ بالزام سنیان پرداختہ الخ مگر الحمد للہ
کہ فقیر نے پہلے ہی مطابق دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ کتاب ملل و نحل
علامہ شہرستانی سے اس امر کو ثابت کر دیا کہ خلیفہ دوم اپنی اوسی

ملل و سطبوعہ

رائے پر بعد حصول خلافت بھی باقی رہے وھذہ عبارتہ الخلاف
السابع فی قتل مانعی الزکوٰۃ فقال قوم لا تقاتلہم قتل الکفرۃ و
قال قوم بل تقاتلہم حتی قال ابوبکر لو منعونی عقالا مما اعطوا
رسول اللہ لقاتلتہم علیہ ومضی بنفسہ الی قتالہم وافقہ الصحابۃ
باسرہم وقد ادی اجتہاد عمر فی ایام خلافتہ الی رد السبایا والاموال
الیہم واطلاق المحبوسین منہم وقریب منہ ما فی الصواعق
اور درمنثور سیوطی سے بھی تادم مرگ اس عزم پہ باقی رہنا ظاہر ہوا
اور یہہ کتابین ایسی نہین ہین کہ محتاج ذکر توصیف و تعریف ہون ہان
اگر امثال شہرستانی وغیرہ کو بھی مولویصاحب رافضی قرار دین تو یہ
امر دیگر ہے حالانکہ ملا حسین کاشفی بھی ایسے نہین ہین کہ مولویصاحب
اونکو رافضی یا شیعہ کہین کیونکہ صاحب صواعق محرقہ ابن حجر مکی
جنکے محدثیت اور تعصب مشہور ہے اور شاہ عبد الحق اونکو افضل
علمائے مکہ در زمان خود بیان کرتے ہین صواعق محرقہ مین اونکے صہ ۶۳
کلام سے استدلال کرتے ہین بلکہ ان الفاظ کے ساتہہ یاد کرتے ہین
د موید انقول است انچہ افضل المتاخرین مولانا حسین کاشفی در تفسیر
خود در این آیہ نقل کردہ اند الخ پس جسکو ابن حجر سکے افضل المتاخرین
کہین اوسکے بارہ مین قدح کرنا بجز مولویصاحب کس سے ممکن ہے
بعد اوسکے مولویصاحب رفع خلجان عوام کے لئے جو حرکات شنیعہ
خالد بن ولید سے پیدا ہوتے ہین فرماتے ہین عوام را خلجان می شود
خالد بن ولید ہم از زمرۂ طیبۂ اصحاب کرام است و را باین لفظ شنیع
و کلام فظیع یاد کردن چہ معنے داشتہ باشد و ازالۂ این

وہم برین نہج است کہ صحابہ کبار را اگرچہ خلفائے راشدین باشند از حقیقت بشری منزہ بناید فہمید الخ پس بیشک یہہ جملہ نہایت صحیح ہے ہم لوگ بھی ایسا ہی کہتے ہین کہ ایسا ہی سمجھنا چاہئیے نہ یہہ کہ سبکو عادل وقطعی المغفرہ یقینی جنتی پس ہرگاہ بنابر تقریر آپکے وہ لوگ حقیقت بشری سے منزہ نہین ہین تو پھر آپکو کیا عذر ہے جو آپ اونکی غلبہ ہوا وحرص وبغض وعناد کو نہین قبول کرتے جو حقیقت بشری مین داخل ہے حالانکہ رسول مقبول نے بنص صریح فرمایا کہ تملوگ تحاسد وتباغض کروگے چنانچہ ویسا ہی اونھون نے کیا کہ حقوق اہلبیت طاہرین ع کو بجبر وقہر وغضب وعدوان غصب کیا اور اونکو محروم کرکے خود خلیفہ بن بیٹھے جیسے سیکڑون نصوص صریحہ موجود ہین سبحان اللہ خالد بن ولید کے اصلاح کے لئے حقیقت بشری کا پردہ ڈالا جاتا ہے اور جب خلفا کے بارےمین وہی حقیقت بشری دکہائے جاتے ہے تو محالات واستبعادات پیش کئے جاتے ہین یہہ کونسا انصاف ہے اگر اونکے بارےمین بہی حقیقت بشری قبول کیجائے کہ بسبب حقیقت بشری وغلبہ حرص وہوا کے اونسے یہہ سب امور سرزد ہوے اور حقدارون کی حق تلفی کی گئی تو سارا قصہ نزاع شیعہ وسنی کا فیصلہ ہوجاتا ہے باقی رہا یہہ جملہ مولویصاحب کا کہ خالد بن ولید از زمرۂ طیبہ اصحاب کرام ست اورا باین لفظ شنیع وکلام فظیع یاد کردن چہ معنی داشتہ باشد پس دلیل کمال خرافت ہے کیونکہ جو عبارت صاحب وجیزہ نے صاحب مقصد اقصے سے نقل کیا اوسمین نہ کوئی لفظ فظیع ہے نہ کوئی کلام شنیع چنانچہ

Presented by Ziaraat.Com

صہ ۷۶

وہ عبارت بنقل خود مولوی صاحب یہہ ہے و صاحب مقصد روایت
کردہ چون تفاصیل این قصہ بمدینہ رسید عمر گفت ظلم کرد دشمن خدا
کہ مردے را از مسلمانان بکشت و زن او را گرفت اسمین تو کوئی
ایسا جملہ نہین ہے جو کلام شنیع ہو اگر دشمن خدا کیطرف اشارہ ہے
پس یہہ تو سخن نکتہ خلیفہ صاحب تھا سیکڑون صحابہ کو بلفظ
عدو اللہ یاد کرتے تھے بلکہ خود انہین خالد کے بارہمین شاہصاحب
ناقل ہین کہ جناب رسالت مآب جب انکے کشت و خون مسلمانان
پر واقف ہوئے تو حضرت نے فرمایا اللہم انی ابرء الیک مما صنع
خالد یعنے حضرت نے خالد سے تبرا فرمایا اور اس تبرا کو شاہصاحب
نے ایسا سہل سمجھا کہ فرمایا و آنحضرت اصلا متعرض او نشد
پس ہرگاہ رسول کے تبرا کرنیسے عوام کو درباره صحابہ کچھہ خلجان
نہین ہوتا تو خلیفہ دوم کے یا عدو اللہ کہنے سے کیونکر خلجان پیدا
ہوگا طرہ اسپر تو یہہ ہے کہ خلیفہ دوم نے خالد کو زانی بھی فرمایا ہے
عدو اللہ بھی کہا جیسا کہ سابقا مذکور ہوا بعد اسکے جو مولویصاحب
بحوالہ اپنے رشید المتکلمین کے چند واقعہ درباره مناظره و منازعہ
خلفا و صحابہ تحریر کرتے ہین پس اگرچہ وہ واقعات از قبیل
سر و پستان یاد دہانیدن ہے کہ مضرت اوسکے مولویصاحب
کے لئے زیادہ ہے بہ نسبت نفع کے اور بہت سے امور اوسمین
خلاف واقع درج ہین کیونکہ انکے خیانت نقل مین کچھہ شیطان
سے بھی زیادہ مشہور و معروف ہے معہذلک وہ خارج
از مبحث ہین تحقیق مسایل مین بفرض تسلیم مناظره کرنا اور امر ہے

اور قذف کرنا یعنی تہمت لگانا کسی کو کہ اسنے زنا کیا اسکو رجم کروا اسنے مسلمان کا خون کیا اسکو قتل کرو یہ امر دیگر ہے مناظرہ سے اسکو کوئی واسطہ نہین ہے فان بینهما بون المغارب والمشارق وقیاس احدهما علی الاخر قیاس مع الفارق قال المجیب اگر کوئی کہے کہ لفظ اصحابی کا فرمایا اقول اولاً اگرچہ بیان سابق سے بطلان اس تقریر کا ظاہر ہوا مگر اجمالاً یہ کہنا ضرور ہے کہ کل کلام رسول علی المعنی اللغوی محمول ہوتے ہین یا محمول علی المعنی الاصطلاحی اگر محمول علی اللغوی ہے تو مورد مدح وذم دونون مین معنی لغوی مراد لینا چاہیے اور اگر معنی اصطلاحی ہے تو ہر مقام مین وہی معنی مراد لینا چاہیے نہ یہ کہ تفریق کرنا کہین معنی اصطلاحی اور کہین معنی لغوی مراد لینا سبحان اللہ یہ جملہ مشہور ہے کہ ایلچی را چہ زوال خدمت رسول مین ایلچی گری کا کیا ہی نتیجہ ہے کہ وہ بیچارے جہنمی قرار دیے جائین اور ساتھی حضرت کے جو سیکڑون ظلم ہزارون بدعتین قائم کرین وہ مورد تحسین وآفرین ہون اور اونکا سارا مواخذہ ایلچیون کی گردنون پر ڈالا جاسے یہ کون سا انصاف ہے اور کونسی حق شناسی **ثانیاً** لفظ اصحاب بالاتفاق منقول شرعی ہے اور منقول شرعی کو مولوی حیدر علی کہتے ہین وچون منقول شرعی نہ انست کہ جماعت معنی مناسب لغوی قرار دہند بلکہ البتہ ماخذش از کتاب وسنت واجب است الخ پس اب مالک وغیرہ کے اصحاب ہونے یا نہونے کو کسی معنی سے ہو کتاب وسنت سے ثابت کرنا چاہیے ودونہ خرط القتاد **ثالثاً** علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ مین کہتے ہین ان الصحبۃ اسم جنس لیس لها حد فی الشرع ولا فی اللغۃ والعرف فیها مختلف والنبی لم یقید الصحبۃ بقید ولا قدرها بقدر بل علق الحکم بمطلقها ولا مطلق لها الا الرویۃ الخ یعنی

صحبت اسم جنس ہے کہ اوسکی کوئی حد شرع یا لغۃ مین مقرر نہین ہے اور
عرف اسبارے مین مختلف ہے اور رسول نے صحبت کی کوئی حد یا مقدار
نہین مقرر فرمایا بلکہ اوسکو مطلق چھوڑا ہے کہ وہ فقط دیکھنا ہے بنی کا الخ پس
اس سے بہی معلوم ہوا کہ نفس صحابیت مین خلفا و دیگر منافقین و مومنین
مساوی ہین پس اس تقریر کا کوئی نتیجہ نہوا خواہ بذریعہ ایلچی گری ہی مشاہدہ
جمال باکمال سے مشرف ہو یا ہمہ وقت کی صحبت رہی سب اصحاب
علی الاطلاق ہین بلا فرق لغویت و اصطلاحیت رابعاً لفظ ساتھی بہی
مبہم ہے ساتھی دینی یا دنیوی اگر ساتھی دینی مراد ہے تو کل مسلمان صحابی
ہین اور اگر ساتھی دنیوی مراد ہے تو کل کفار و مشرکین جو اوس زمانہ مین تھے
صحابی ہوتے ہین بالجملہ حال حضرات اہلسنت اس بارے مین بہی کچھ ایسا
بوقلمون ہے کہ بجز حیرت کوئی فائدہ نہین ملتا کبھی تو دائرہ صحابیت کو ایسا
تنگ کرتے ہین کہ سواے قدماء صحابہ مہاجرین اولین و خلفاے ثلثہ کوئی
اوس دائرہ مین قدم نہین رکھہ سکتا حتی کہ جناب امیر علیہ السلام بہی اطلاق
لفظ اصحاب سے خارج ہوتے ہین جیسا کہ کلام صاحب رجوم الشیاطین
سے ظاہر ہوتا ہے اور کبھی اس حلقہ کو ایسا وسیع و فراخ کرتے ہین کہ ثلثہ
سے متجاوز ہو کر کل منافقین و مرتدین و کافرین کو اوس عہد کرامت مہد کے
جنہونے شاید پوری طور سے جمال مبارک کو بہی نہ دیکھا ہو سمیٹ لیتے
ہین جیسا کہ ابہی کلام مجیب اور ابن تیمیہ وغیرہ سے ظاہر ہوا اور کبھی
اس سلسلہ صحابیت کو ایسا پہیلاتے ہین کہ بالخصوص فاسق و فاجر ضال
و مضل اصحاب ہوا و بدعت و کبائر الی یوم القیمہ جنہونے خواب مین بہی
صورت مبارک بنوی کبھی نہ دیکھی ہو نہ کسی صحابی و تابعی سے مشرف

Presented by Ziaraat.Com

ہوا ہو فقط اسی فسق وفجور ظلم وبدعت کی بدولت زمرۂ طیبۂ صحابہ مین
داخل ہوتے ہین چنانچہ صاحب فتح الباری جنکا کلام منتہی الکلام مین صفحہ ۵۳۰
مذکور ہے فرماتے ہین قال ابن التین یحتمل ان یکون اسنا فقین او
مرتکبین الکبائر قال الداودی لا یمتنع دخول اصحاب الکبائر
والبدع فی ذلک الی ان قال واما دخول اصحاب البدع فی ذلک
فاستبعد تعبیرہ فی الخبر بقولہ اصحابی واصحاب البدع انما حدثوا
بعدہ واجیب بحمل الصحبۃ علی المعنی الاعم الخ یعنی کہا ابن تین نے
کہ ممکن ہے کہ مراد اصحابی سے منافقین اور مرتکبین کبایر ہون اور کہا داودی
نے ممکن ہے دخول اصحاب کبایر وبدعت کا افراد صحابی مین لیکن داخل
ہونا اصحاب بدعت کا اسمین پس خلاف تعبیر یہ لفظ اصحابی ہے کیونکہ حضرت
نے اون لوگون کو اصحابی فرمایا حالانکہ اصحاب بدعت بعد آنحضرت پیدا
ہوئے مگر جواب یہ دیا گیا ہے کہ صحبت معنی عام پر محمول ہوگا الخ اور
خود مولوی حیدر علی بہی یہ معنی بیان کرتے ہین اما حمل حدیث بر فساق ص ۶۲
کفار جمیعا پس اگرچہ از اشکال رہائی ونجات میشود ولیکن بعضی از
الفاظ مساعدت نمیکند الخ بالجملہ بنا بر قاعدہ الجنس یمیل الی الجنس
یا الکفر ملۃ واحدۃ یہ نوازش ومہربانی حضرات اہلسنت قابل غور ہے
کہ اصحاب اہوا وبدعت وفسق وضلالت کی محبت وطرفداری نے انکو
ایسا آمادہ کیا کہ معنی صحابیت کو عام کرکے اون لوگون کو بخلعت فاخرۂ
صحابیت مشرف کیا اور مومنین کاملین کو جو شب وروز صحبت نبوی
مین حاضر رہتے تھے اونکو بہی دربار صحابیت سے خارج کروا دیا اس
تحقیق کے ساتھ یہ بہی یاد رکہنا چاہیے کہ مولوی صاحب فرماتے ہین صفحہ ۹۴

ولہذا مذہب منصور ہمین ست کہ غیر از صحابہ ہر چند مطیع و متقی باشد بدرجہ ایشان نمی رسد این نکتہ را بالمیت آن در خاطر باید داشت کہ بسیار نفیس است انتہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اصحاب اہوا و بدعت سے مقابلہ مین کوئی نہین پہونچ سکتا اگرچہ کیسا ہی مطیع و متقی ہو **قال** اور چند اشخاص منافقین الخ **اقول** صحت مین اس جملہ کے کوئی کلام نہین ہے مگر مجیب کے لیے اسکی مضرت عام معلوم ہر خاص و عام ہے کیونکہ ثلثہ بہی تو انہین منافقین کے فرد کامل ہین کہ خود خلیفہ دوم نے بحلف شرعی روبرو حضرت حذیفہ عالم اسمار منافقین کے اقرار کیا باللہ انا من المنافقین یعنی قسم بخدا مین منافقون سے ہون اور حضرت حذیفہ ساکت رہے والسکوت کالاقرار جیسا کہ مابعد یا وضح عنوان مذکور ہوگا انشا باقی رہا شیخین کا اسلام لا نا بطمع دنیا و حصول خلافت اور خبر دینا کا ہنونکا پس خود ازالۃ الخفا وغیرہ سے ظاہر ہے چنانچہ عنقریب توضیح و تصریح اسکی وجوہ[۱] تطبیق حدیث اصحابی مین بر خلفائے ثلثہ مع نفاق و احداث ان لوگون کی مذکور ہونگی فانتظرو وانا معکم من المنتظرین اور ہرگاہ اس تحریر سے جفاۃ اعراب و اصحاب اہوا و بدعت وغیرہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا باطل ہوا اور برائت مالک عمر کی ارتداد سے اور مصداق حدیث حوض ہونیسے اور اسلام و اجتہاد اوسکا بنا بر اصول موضوعہ سنیہ بخوبی ظاہر ہوا تو خلفائے ثلثہ و دیگر کبار صحابہ مقبولین سنیہ کا مورد حدیث اصحابی ہونا بہی ظاہر ہوا لانحصار الامر بین ہذین الفریقین معذلک اب اور علما کے نصوص صریحہ مع تردید احتمالات قبیحہ یہان مذکور

[۱] صفحہ ۵۰ جلد رابع [illegible] ذوالفقار حیدریہ [illegible] ہوگی۔

ہوتے ہین تاکہ معلوم ہوجاے وہی لوگ مصداق اس حدیث کو ہین
لا غیر و قد یجیٔ مزید التحقیق فیما بعد ذلک انشاء اللہ ابن اثیر صاحب نہایہ اور
محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار کہتے ہین جیسا کہ منتہی الکلام مین مذکور ہے ص ٢٦٩
وفی حدیث الحوض فقال انھم لن یزالوا مرتدین علی اعقابھم اے
متخلفین عن بعض الواجبات ولم یرد ردۃ الکفر لھذا قیدہ باعقابھم
ولانہ لم یرتد احد من اصحابہ بعدہ وانما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب
یعنی حدیث حوض مین فرمایا آنحضرت نے کہ ہمیشہ رہے وہ لوگ پہرنیوالے
اپنی پاشنہ پا کیطرف یعنے تخلف کرنیوالے بعض واجبات سے اور
نہین مراد ہے ردۃ سے ردۃ کفر چنانچہ اسیوجہ سے باعقابہم کی قید
لگایا کیونکہ کوئی شخص حضرت کے اصحاب سے مرتد نہوا جز این نیست
کہ بعض قوم جفاۃ اعراب کے مرتد ہوے پس اس سے صاف ظاہر ہوا
کہ صاحب نہایہ و مجمع نے یہان دو دعوے کئے ہین اور دو دلیل ذکر کیا
پہلا دعوے یہ ہے کہ مرتدین علی اعقابہم سے متخلفین عن بعض الواجبات
مراد ہین نہ مرتدین حقیقی وغیرہ اور دلیل اوسکی علی اعقابہم کی قید لگانا ہے
کیونکہ اگر مطلق مرتدین مقصود ہوتے تو قید علی اعقابہم لغو و زاید ہوتے
پس اس دعوے و دلیل سے جملہ مرتدین و کافرین خارج ہوے اور
متخلفین عن بعض الواجبات داخل رہے دوسرا دعوی یہ ہے کہ ردہ
سے مراد ردہ کفر نہین ہے دلیل یہ ہے کہ بمعنی کفر کوئی صحابی مرتد نہوا اور اگر
اس معنی سے مرتد ہوے تو بعض جفاہ اعراب نہ اصحاب پس ان دونون
دعوے اور دلیل سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ مورد اس حدیث کے بعض
اصحاب خاص ہین جو متخلف عن بعض الواجبات ہوے کیونکہ اگر مرتدین

Presented by Ziaraat.Com

مراد ہون تو لفظ علی اعقابہم لغو ہوتا ہے وہو محال فی کلام الحکیم اور ردہ سے

(تحریف در کلام نہایہ و تحریر) اگر ردہ کفر مراد لین تو اس صورت مین کوئی مصداق اسکا نہین ٹھہرتا اسلئے

کہ اصحاب سے کوئی مرتد نہوا اگر مرتد ہوئے تو وہ جفاۃ اعراب تھے نہ اصحاب پس

معلوم ہوا کہ صاحب نہایہ و مجمع البحار نے بعض اصحاب خاص کو جنسے تخلف عن

بعض الواجبات ہوا مورد اس حدیث کا قرار دیا ہے نہ جفاۃ اعراب کو جو مرتد

ہوئے جیسا کہ مولوی حیدر علی کا اور کرمانی کا مدعا ہے مگر افسوس یہ ہے

کہ مولوی صاحب نے اس عبارت کے معنی بہی بدلے ہین اور نئی طرحکی

تاویل کی ہے جسکے دیکھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ معنی از قبیل المعنی فی

صفحہ ۱۴۳ منتہی الکلام — بطن الشاعر و تاویل القول بالایرضی بہ قائلہ ہے اگرچہ قبل اسکے ایک مقام پر

اسی مضمون کو بیان فرما چکے ہین مگر با وصف تطویل لاطایل وہ تحریر مولوی صاحب

کے نزدیک مجمل تھے لہذا اوس سے تعرض نہ کیا اور جسکو مفصل قرار دیتے ہین

صفحہ ۱۶۹ منتہی الکلام — اوسپر نظر ڈالی جاتی ہے جیسا کہ فرماتے ہین در اجزاے سابق جواب این

ادعا گذشت کہ ہرگز عبارت صاحب نہایہ نص درینباب نیست لیکن چون

مولف باز دعوی نص نمود و تفصیل براے عام مفید تر است از تکرار و طول

کلام ہرگز نہ اندیشیدہ اول بذکر عبارت می پردازم بعد ازان ادعاے نص

صفحہ ۲۷۰ — فرعومی را باطل میسازم اور بعد نقل عبارت نہایہ مذکورہ فرماتے ہین حالیا

باید دانست کہ درین عبارت چند احتمال است نخستین آنکہ لام اول متعلق

بقریب یعنی صیغہ مضارع مصدر بلم باشد و لام ثانی بتفسیر بلکہ متضمن برین

دعوی است کہ متخلفین و مقصرین از بعض واجبات شرعی مراد اند و ارتداد

در مقام سلب آن از اصحاب ایجاب آن براے اعراب برہان تخلف

و تقصیر کہ موضوع این کلام و حدیث است محمول و مراد از صحابہ بدلیل

تقابل جفاۃ اعراب وخواص ملازمین جناب سید النبیین لیس آلش بعبارت فارسی بدان میکشد که مقصود از ارتداد کفر نیست والا قید علی اعقابہم لغو خواہد شد ومتخلفین ومقصرین از انجست مراد اند که در ملازمین وخواص اصحاب کسیے تخلف وتقصیر از واجبات بعد سرور کائنات نکردہ وایمعنی در قومی از جفاۃ اعراب که بصیرتے نداشتند واز زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ پس ثابت شد که مورد حدیث جفاۃ اعراب اند نہ اصحاب ملازمین جناب رسالتمآب انتہی اقول ولا یخفی خرافتہ کیونکہ اسمین کوئی شبہہ نہین ہے کہ دونون لام لم یرد ردۃ الکفر سے متعلق ہے اول اصل صیغہ فعل مضارع سے اور دوسرا التفسیر سے جو متضمن دعوے ارادہ متخلفین ومقصرین عن بعض الواجبات ہے لیکن فرق اگر ہے تو لفظ ارتداد مین ہے کہ حسب امر کا صاحب مجمع اثبات چاہتے ہین مولوصاحب اوسکی نفی کرتے ہین وکذلک بالعکس کیونکہ صاحب نہایہ ردہ کفری کے نفی کرتے ہین اصحاب سے اور اثبات کرتے ہین جفاۃ اعراب کے لیئے اور ردہ بمعنی تخلف عن الواجبات کو ثابت کرتے ہین اصحاب کے لئے نہ جفاۃ اعراب کے لئے چنانچہ صاف مطلب یہی ہے کہ ردہ سے ردہ کفری نہین مراد ہے کیونکہ اس معنی سے کوئی صحابی مرتد نہوا اور اگر مرتد ہوے اس معنے سے تو جفاۃ اعراب جنکو کوئی اصحاب نہین کہتا پس ضرور ہوا کہ ردہ سے تخلف عن بعض الواجبات مراد ہو جسمین بعض صحابہ مبتلا ہوے اور مولوصاحب یہ بیان کرتے ہین کہ مرتدین سے متخلفین ومقصرین اسوجہ سے مراد ہین کہ صحابی سے تخلف عن الواجبات نہین ہوا بلکہ اوسمین جفاۃ اعراب مبتلا ہوے وبینہما بون بعید سوال از آسمان جواب از ریسمان اسیکا نام ہے صاحب مجمع کو تاویل کی وجہ تو یہی ہے

کہ حضرت اپنے صحابہ کے بعض افراد کو مرتد فرماتے ہین حالانکہ
اصحاب سے کوئی مرتد نہین معلوم ہوتا اسوجہ سے ضرور ہوا کہ ارتداد
کے معنی بدلین اور تخلف عن الواجبات مراد لین کہ یہ البتہ صحابہ سے
سرزد ہوا چنانچہ خود مولوی صاحب نے بہی اسکا اقرار کیا ہے کہ بعض
صحابہ مصدر احداث ہوے اور مبتلاے تنافس ہوے بخلاف تاویل علیل مولوی صاحب
کہ اس صورت مین مرتدین کے معنے بدلنے کے کوئی ضرورت نہین ہوتی
اور کوئی حاجت تخلف عن الواجبات مراد لینے کی نہین ہوتی کیونکہ
جفاۃ اعراب سے دونون قسم کی ارتداد سرزد ہوئی یعنی ارتداد کفری
اور ارتداد خلقی پس اگر مقصود صاحب نہایہ بہی جفاۃ اعراب ہوتے
تو اس تاویل کی کوئی حاجت ہی نہ تہی اور یہ امر خود ایسا ظاہر ہے
کہ ہر شخص ادنی تامل سے سمجھہ سکتا ہے بلکہ ذرہ عربیت بہی اگر ہو تو
اس مطلب کے سوا دوسرا امر ذہن مین آہی نہین سکتا مگر تعصب و
جاہلیت وہ بدبلا ہے کہ آدمی کو اندہا بہرا کر دیتی ہے چنانچہ دیکہیے کہ
خود مولوی صاحب بہی اس مطلب کو سمجہے ہین اور براہ تعصب و
عصبیت بغرض اظہار مرجوحیت و مفضولیت اوسکو احتمال دوم فرماتے
ہین و ہذہ عبارتہ احتمال دوم آنکہ ردت در ہر دو جا بمعنی کفر محمول
نیست بر متخلفین از آنحضرت حمل کردیم کہ ارتداد بقید اعقاب مقید است
ردہ کفری ازان مراد نتواند بود کہ کسی از اصحاب کافر نشدہ خرابیست
کہ قومی از جفاۃ اعراب کافر گشتند و اول دلیل بر ہمین آنکہ صاحب
نہایہ لفظ علی الاعقاب را بعد لفظ ارتداد قرینہ معنی ردہ خفی قرار
دادہ و در ہر دو جا باستعمال لفظ مذکور اطلاق اختیار ساختہ و تقئید را

از نظر انداختہ پس بیقین دانستم کہ معنی کفر ارادہ میکنند و تخلف را برای کبار اصحاب ثابت مینمایند وہو المقصود انتہی اور راجحیت بلکہ تعین اس معنی کا از قبیل بدیہیات کہ محتاج تنبیہ نہین ہے بخلاف احتمال اول کی جو مولوصاحب نے اختراع کیا کہ کوئی ذہن سلیم اوسکو کبھی قبول نہ کریگا اسیوجہ سے مولوصاحب خود متنبہ ہوکر درپی ترویج متاع کاسد و تائید مطلب فاسد ہوتے اول کے رجحان و ثانی کے ابطلان کی فکر مین پڑے - واین محال است و خیال ست و جنون - اگرچہ دو احتمال مولوصاحب نے اور بیان کئے ہین جسکو خود باطل بہی کہا ہے لہذا اب اون ادلہ کو دیکھنا چاہیے اور اوسکی خرافت پر غور کرنا چاہیے مولوصاحب لکھتے ہین بدانکہ وجہ اول بچند وجہ راجح بلکہ منصوص و احتمال ثانی کہ مولف آنرا مطمح نظر ساختہ و نص قطعی پنداشتہ مرجوح بلکہ مخدوش است اما اولاً پس ازانکہ ہرگاہ تخلف را از صحابہ کبار سلب کرد و برا سے جفاة اعراب ثابت نمود مورد حدیث متعین شد چنانکہ دانستی و بطریق اولی معلوم گردید کہ احدی از صحابہ کبار براہ کفر نرفتہ کما ہو مفاد تقریرہ علاوہ برین تقریر عبارات علما کہ مشاکل یکدگر افتادہ نیز برہمدگر انطباق می یابد والحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی الشقاق و اگر در ہر دو مقام ارتداد را بر کفر حمل کنیم وجفاة اعراب را از مصداق حدیث الحوض خارج نمائیم چنانکہ مولف کردہ نتیجہ بر نمی آید و ثمرہ بران مترتب نمی شود چہ تقدیر انیست کہ احدی از صحابہ کفر را اختیار نساختہ بلکہ کفر بعد الاسلام منحصر در جفاة اعراب است وا ینقدر کہ شنیدی مثبت مدعاے مخاطب کہ تخلف صحابہ مشہورین است نخواہد بود مگر نمی بینی کہ نفی کفر مستلزم تخلف نیست لوجود الواسطہ

وھی کمال الایمان والاخلاص لاھل الاختصاص کما لا یخفی علی العوام والخواص باقیماند آنکہ چون پیغمبرؐ آنہا را باصحابی تعبیر فرمودہ میباید کہ اخص خواص متخلف باشد فمع قطع النظر عن کونہ مجرد ادعاء صدر عن المخالفین خلافا لما روی فی اخبارنا قاطع لاصولھم وقاطع فروعھم بالقطع والیقین لا بالظن والتخمین کما ستعرفہ انشاء اللہ انتھی اقول ناظرین باانصاف اس کلام کو دیکھکر بخوبی کہینگے کہ یہ تقریر سراجدل و اعتساف وخون ناحق حق وانصاف ہی اما اولا پس اسلیئے کہ یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ اگر تخلف عن الواجبات کو صحابہ کبار سے منتفی کرکے جفاۃ اعراب کے لیئے ثابت کرین تو مورد حدیث متعین ہوتا ہے محض غلط ہے کیونکہ پہلے تخلف عن الواجبات چاہتا ہے تعدد متخلفات کو اور جب جفاہ اعراب کے لیئے ثابت کرینگے تو ضرور ہے کہ وہان بہی تعدد پایا جاے حالانکہ بجز انکار ادا زکوۃ دوسرا کوئی واجب قرار نہین پاتا جس سے اونہونے تخلف کیا ہو بخلاف صحابہ کبار کے کہ اگر اونکے لیئے تخلف عن الواجبات کا اثبات کیا جاے جیساکہ صاحب نہایہ فرماتے ہین تو وہ واجبات بہی متعدد و متکثر ہوتے ہین جنسے صحابہ نے تخلف کیا ہے کما ھو فی الواقع مثل ترک زہد و توکل وقناعت و احترام و رعایت حقوق اہلبیت وابتلا بہ تنافس دنیاوی و بغض و حسد وظلم و ایذاے اہلبیت طاہرینؑ جیساکہ مابعد اسکے بتصریح تمام احداث و تخلف اونکے واجبات سے مرقوم ہونگے پس فی الحقیقت بنابر تحقیق صاحب نہایہ و مجمع البحار مورد حدیث حوض متعین ہوتا ہے نہ تحقیق مولوی صاحب پر کیونکہ مرتدین کا حکم ہے علیحدہ بیان ہوا ہے اور اونکے لیے آیات و احادیث کثیرہ وارد ہین ازینجاست کہ علمانے اس حدیث کو

اونکے احکام واحوال مین نہین لکھا ہے اور اون لوگون کا بیان آیات قرآنی
مین صاف صاف آیا ہے جیسا کہ ازالۃ الخفا مین وتحفہ اثنا عشریہ مین
منقول ہے اور ان صحابہ کے لیے جو مورد حدیث حوض ہین آپ خود تحریر
فرماتے ہین کہ جناب رسالتمآب کو علم تفصیلے ان محدثین اور اونکے محدثات
کا نہ تھا پس بنا بر قاعدہ جمع والتفاق ضرور ہے کہ اون مرتدین کو داخل
اون آیات واحادیث مین کرین جو اونکے بارے مین وارد ہوے ہین
اور مورد اس حدیث کے بہی بعض صحابہ کبار قرار دیے جائین دوسرے
یہ کہ اگر بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض نہ قرار دین تو دو صورت سے
خالی نہین ہے یا اونکو من جمیع الوجوہ جمیع عیوب وکل الزامات صغیرہ
وکبیرہ سے خارج کرین تو اس صورت مین ضرور ہے کہ قایل بعصمت اون
لوگون کے ہون اور کوئی اونکی عصمت کا مدعی نہین ہے اور نیز تکذیب
صحاح ستہ وجملہ احادیث واخبار لازم آتی ہے کیونکہ بالیقین احادیث
واخبار صحاح مین اونکے الزام واحداث مذکور ہین اور اگر اونکو من
جمیع الوجوہ جملہ عیوب سے مبرا نہ لین جو مفاد عدم اقرار بعصمت صحابہ
ہی تو پہر اس حدیث حوض کے مورد قرار دینے مین کیا عذر ہوگا کہ اس
صورت مین بخوبی تصدیق صحاح واخبار وآثار بہی حاصل ہوتی ہے
تیسرے یہ کہ اگر جفاۃ اعراب کو متخلف عن الواجبات قرار دین تو لازم
آتا ہے کہ اجماع صحابہ کے بطلان کے قایل ہون وہو کما تری کیونکہ
صحابہ کو اول وہلہ مین بہ نسبت اونکے مقاتلہ کے تردد ہوا تہا بالاخر راے
ابو بکر کو قبول کرلیا جیسا کہ ازالۃ الخفا مین ہے وفرقہ منع زکوۃ نمودند در — صفحہ ۳۰۳ ازالۃ الخفا
باب این جماعہ فقہاے صحابہ باہم در مباحثہ افتادند کہ اہل قبلہ اند قتال

Presented by Ziaraat.Com

بالیشان جایز نباشد از انجمله عمر فاروق گفت الی ان قال داعیه که در قلب
حضرت صدیق ریختند بمنزلہ چراغی بود ہر کہ محاذی اومی افتاد بنور او متنور
میشد تا آنکہ جموع عظیمہ از مسلمین مہیا برای قتال شدند و سعی ہر چہ تمام تر
بکار بردند الخ جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ بعد بحث و فحص اونکے مقاتلہ
پر آمادہ ہوئے اور درمیان منع صلوۃ و زکوۃ کی کوئی فارق نرہا جیساکہ
شاہ عبدالعزیز بہی اسیکے قایل ہین اور خود مولویصاحب بہی اکثر علماسے
ناقل ہین کہ وہ لوگ مرتدین و مانعین زکوۃ کو ایک حکم مین قرار دیتے ہین
پس اگر اونکو مرتد نہ قرار دین بلکہ متخلف عن بعض الواجبات کہین تو یہ
مقاتلہ ناجایز و نادرست قرار پاتا ہے کیونکہ متخلف عن بعض الواجبات کے لئے
کہین حکم قتل کا نہین ہے و من ادعی فعلیہ البیان چوتھے یہ کہ ہنوز یہ
امر خود غیر معین ہے کہ مرتدین عن الاسلام کون تھے اور مانعین زکوۃ کون
تھے جیساکہ سابقاً مذکور ہوا کہ بعض لوگ اسکے قایل ہین کہ اوس زمانہ مین
بجز انکار زکوۃ کوئی اسلام سے مرتد ہی نہین ہوا جیساکہ صاحب زین الفتے
و شاہ ولی اللہ وغیرہ کا کلام مذکور ہوا اور بعض قایل ہین کہ بعض لوگ بت
پرست ہوتے اور بعض مانع زکوۃ اور بعض مدعی نبوت پس دعوے
تعین اس صورت مین کیونکر صحیح ہوگا اور خود دربارہ مالک جسکو مولویصاحب
یقینی مسلم بیان کرتے ہین انکے بیان اختلاف ہے جیساکہ استیعاب مین ہے
و قد اختلف فی حال مالک بن نویرہ الخ لہذا ضرور ہے کہ مولویصاحب
اپنی تحریفون کو ترک کرین اور تحقیق صاحب نہایہ و مجمع کو قبول فرمائین
کہ اسوقت جملہ امور صاف و واضح ہو جاتے ہین کہ وہ مرتدین جو بدست
خلفا قتل ہوئے وہ مصداق دیگر آیات و احادیث ہین جیساکہ شاہ ولی اللہ

وشاہ عبد العزیز نے لکہا ہے اگرچہ کچہہ لوگ اوسمین مسلم ومومن خالص
بہی ہون اور مورد حدیث حوض وہی بعض افراد صحابہ کبار ہین فان
الحق امر واضح والصبح مسفر لا یخ ثانیاً یہ کہنا مولویصاحب کا کہ
بطریق اولی معلوم ہوگا کہ کوئی صحابی کافر نہین ہوا گو خلاف واقع ہی
بہرصورت مگر بعد قطع النظر اس صورت مین اصحابی کہنا لغو ہوگا کیونکہ خود
شاہصاحب فرماتے ہین کہ کسی نے اہلسنت سے اونکو اصحاب نہین
کہا ہی اور آپ بہی مخصوصین کے سمجہنے کو لفظ اصحابی سے باقیماندہ
فرماتے ہین پس جب وہ بالاتفاق اصحاب نہین ہین تو اونکو اصحابی کہنا
کیونکر صحیح ہوگا لہذا ضرور ہے کہ انہین صحابہ کبار کے بعض افراد کو مورد
حدیث اصحابی قرار دین والا یلزم اللغویۃ فی کلام الحکیم اور نیز ہرگاہ
ان کبار صحابہ سے بالیقین تخلف عن الواجبات سرزد ہوے تو کیا ضرور
ہی کہ تکذیب واقعات کیجاے ثالثاً ادعاے مشاکلت کلام علما پس فی نفسہ
لغو ہے کیونکہ پہلے یہ ضرور نہین ہے کہ محض مشاکلت کے لیے تحقیق حق
ترک کرکے تقلید امر باطل کیجاے دوسرے آپکے یہان مشاکلت کلام علما
نہ کسی امر مین آجتک ہوی ہے نہ ہوگی خود اسی حدیث کے متعلق اقوال
علما کو ملاحظہ فرماکے کسقدر اختلاف ہے کہ ایک کو دوسرے سے ربط
نہین چہ جائیکہ مشاکلت جیسا کہ سابقاً مذکور ہوا تیسرے ہرگاہ درمیان
آپکے اور آپکے اوستاد شاہ عبد العزیز صاحب قوۃ قدسہ کے کلاسون مین
مشاکلت نہین ہے باوصفیکہ علاوہ اتحاد ملت و مذہب قرابت اوستادی
وشاگردی بہی درمیان مین ہے اور ہمہ تن اصلاح شاہصاحب مین
مصروف رہتے ہین تو دیگر حضرات مین کیا امید کیجاسکتی ہے دیکہیے

Presented by Ziaraat.Com

سو لویصاحب مورد حدیث اصحابی مسلمین متخلفین عن الواجبات منکرین
زکوۃ کو قرار دیتے ہین اور بالخصوص مالک بن نویرہ کو اوسکا مصداق
بناتے ہین اور کفار و مرتدین کے مورد ہونیسے انکار شدید کرتے ہین
شاہصاحب بالکل نقیض اسکے اون لوگون کو مصداق اس حدیث
کا بناتے ہین کہ موت آنہا بر کفر شدیہ اول مخالفت ہے دوسرے شاہصاحب
فرماتے ہین اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم کہ بطریق افادت بزیارت آنحضرت
مشرف شدہ بودند باین بلا مبتلا گشتند و خایب و خاسر شدند اور بالیقین
معلوم ہے کہ بنی حنیفہ و بنی تمیم مدعی نبوت ہوکر یقینی کافر و مرتد ہوئے
نہ منکر زکوۃ اور مولویصاحب خاص منکرین زکوۃ ہی کو مصداق اس
حدیث کا بناتے ہین تیسرے مولویصاحب مالک کا نام مصداق
حدیث حوض مین قرار دیتے ہین جو یقینی مسلم تہا اور شاہصاحب عینیہ
بن حصین کو مورد اسکا بناتے ہین جسکو یقینی کافر بیان کرتے ہین چنانچہ
بعبارت عربی حاشیہ مین فرماتے ہین ولانك ان كان يشهد معه ص ۶۶۰
المشاهد ويحضر المغازي المنافق لطلب الغنيمة والرقيق
الدين المرتاب والشاك وقد ارتد بعده اقوام منهم مثل عيينة
بن حصين الفزاري فانه ارتد ولحق بالطليحة بن خويلد الخ جو کچھ
فی الواقع مشاکلت کلام علما مین جیسے اس صورت مین حاصل
ہوتی ہے کہ بعض صحابہ کبار کو مورد حدیث حوض قرار دین ہرگز ویسی
مشاکلت اوس صورت مین نہین حاصل ہوتی بلکہ اختلال عظیم اس
صورت مین لازم آتا ہی مثل اسکے کہ مرتدین مقتولین بید الخلفا کو مومن کہین اور خلفا
کو اس مقاتلہ مین ظالم و خاطی قرار دین اور تحقیقات علما کو جو دربارہ

Presented by Ziaraat.Com

اثبات ارتداد و کفر اونکی ہے حتی کہ تحقیق شاہ صاحب کو بھی باطل کرین
اور صحاح ستہ و کتب معتمدہ سیر و تواریخ کو جو احداث و تخلف عن الواجبات
صحابہ سے مملو ہے باطل کرین پانچوین بالفرض اگر کلام کرمانی وغیرہ سے
مشاکلت نہوگی تو دیگر علما کے کلام سے مشاکلت ہوگی مثل محمد طاہر
گجراتی وصاحب مجمع البحار و محقق دہلوی شاہ عبد الحق کے کہ انہونے
بکمال تصریح و توضیح باتفاق اکثر علما اس حدیث حوض کو انہین کبار
صحابہ پر جو متخلف عن حقوق اہلبیت ہوے حمل کیا ہے چنانچہ شرح ۱۹۷ مشکوۃ مطبوعہ بمبئی
مشکوۃ مین بذیل شرح حدیث اصحابی بعد ذکر احتمالات فرماتے ہین
یا مراد بردت رجوع از دین مسلمانی نیست بلکہ خروج از حد استقامت
در بعض حقوق وصلاح سریرت در بعض امور و رجوع از مرتبہ حسن
اخلاق وصدق نیت و تقصیر در بعض حقوق در عایت اہلبیت و در ادب
باایشان بجہت ابتلا بدنیا و فتنہ چہ آنحضرت فرمودہ بود کہ من نمی ترسم
بر شما کفر و بت پرستی را ولیکن می ترسم از مداخلت دنیا و افات آن
کذا قالوہ اور ظاہر ہے کہ حقوق اہلبیت مین تقصیر کرنے والے کبار
مہاجرین صحابہ تھے نہ جفاۃ اعراب جیسا کہ مابعد اسکے مذکور ہوگا اور یہ
امر خود بدیہی ہے کہ منع زکوۃ سے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر نہین ہوئی اسلئے کہ یقیناً صدقہ اونپر حرام ہے غایۃ مافی الباب
یہ تقصیر مشترک ہوگی درمیان سایر مسلمین و اہلبیت نبوی کی پس بنا بر
قاعدہ مقبولہ مولویصاحب کہ الحمل علی الاتفاق اولی من الحمل علی
الشقاق ضرور ہے کہ بعض صحابہ کبار پر محمول کیا جاے کہ اس صورت
مین اتفاق فریقین عظیمین حاصل ہوگا والاتفاق خیر من الشقاق اور

محقق صاحب کے کذا قالوہ سے معلوم ہوا کہ اور علما نے بھی ایسا ہی
کہا ہے پس کلام صاحب نہایہ کو اگر کرمانی سے مشاکلت نہو ہی تو کیا مضائقہ
شاہ عبد الحق و دیگر علماے کبار کے تحقیقات سے مشاکلت ہو ہی رہالبعا
دونون مقام مین ارتداد کو کفر پہ حمل کرنے سے نتیجہ بہت صاف نمایان
ہوتا ہے کہ کفر حقیقی کو صحابہ کبار سے سلب کرتے ہین اور جفاۃ اعراب
کے لیے ایجاب فالامر ظاہر عند اولی الالباب خامساً انحصار ارتداد
جفاۃ اعراب مین عموماً نہین ہے بلکہ بنا بر اعتبار صحابیت ہے اور جیسا
آپ اس انحصار مین گفتگو کر سکتے ہین ویسا ہی کلام انحصار تخلف عن
الواجبات مین ہے جسے آپ جفاۃ اعراب مین محصور کرتے ہین جیسا کہ
کہا و متخلفین و مقصرین از انجہت مراد ند کہ در ملازمین و خواص اصحاب
کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد و ایمعنی در قومی از جفاۃ اعراب کہ
بصیرتے نداشتند و از زمرہ مولفۃ القلوب بودند محصور گشتہ الخ
کیونکہ نہ کوئی عموم تخلف و تقصیر واجبات کو محض انکار زکوۃ مین منحصر
کر سکتا ہے چنانچہ آپ نے بھی فرمایا ہے کہ انکار زکوۃ فردیست از افراد
تخلف عن الواجبات اور نہ مقصرین و متخلفین کو محض جفاۃ اعراب
مین محصور کر سکتا ہے جیسا کہ اقوال علما سے مذکور ہوا کہ وہ کل اہل اہوا
و بدعت کو الی یوم القیامۃ متخلف و مقصر بیان کرتے ہین اور اصحابی
مین داخل کرتے ہین سعد ٰلک یہ کلام مولویصاحب کہ در ملازمین و خواص
اصحاب کسی تخلف و تقصیر از واجبات نکرد خود نہایت غلط ہے کیونکہ
خود مولویصاحب نے قبول کیا ہے کہ بعض صحابہ مبتلا بہ تنافس ہوے
اور اونسے احداث سرزد ہوے اور شاہ عبد الحق نے بتصریح تمام

مہاجرین کے احداث اور تقصیر حقوق کو قبول کیا ہے اور کف لسان کا
حکم دیا ہے مولویصاحب نے شاید تحفہ کو بھی نہ دیکھا۔ جواب طعن پنجم ۲۲۶ عہ
عثمان مین فرماتے ہین و نزد اہلسنت عصمت خاصہ انبیاست صحابہ را
معصوم نمیدانند و لہذا حضرات امیر و شیخین بعض از صحابہ را حد زدہ اند و نیز
جناب پیغمبر مسطح را کہ از اہل بدر بود و حسان بن ثابت را از پے قذف گرفتہ
و کعب بن مالک و مرارۃ بن الربیع و ہلال بن امیہ را کہ دو کس از ایشان حاضر
غزوہ بدر بودند و سزاے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مسلط و مغضوب
داشتہ اند و ماعز اسلمی را رجم فرمودہ اند بسیار را تعزیر و حد شرب خمر جاری فرمودہ انتہی پس
باوصف وقوع ایسے امور کے کبار صحابہ سے مولویصاحب کا یہ کہنا
درملازمین و خواص اصحاب کسے تخلف و تقصیر از واجبات نکردہ کیسا
کذب صریح و تفوہ قبیح ہے بلکہ خود شاہصاحب بذیل اسی حدیث اصحابی
کے حاشیہ مین یہ حدیث نقل کرتے ہین عن حذیفہ بن الیمان قال قال
رسول اللہ یکون لاصحابی من بعدی زلۃ یغفرھا اللہ لہم
لسابقتہم معی الخ جس سے اثبات وقوع زلات و تخلف تقصیر
از واجبات صحابہ کے لئے بخوبی ہوا مگر اسپر بھی مولویصاحب بکمال ہوا
خواہی صحابہ تقصیر و تخلف عن الواجبات کو صحابہ سے کسیطرح قبول
نہ کرین تو اختیار ہے ومن یشاقق الرسول من بعد تبین لہ الہدی
فقد کفر۔ سادساً طرفہ خبط ہے کہ فرماتے ہین اسیقدر سے مدعاے
مخاطب ثابت نہین ہوتا آپکے مخاطب کب اسکے مدعی ہین کہ اسیقدر
سے مدعا ثابت ہے بلکہ اونکے پاس سیکڑون دلیلین موجود ہین کہ جس
سے اونکا مدعا ثابت ہے اور اون دلیلون کی قوت و متانت کو

اس سے خیال کرنا چاہیے کہ جب ایک دلیل کو اونکے آپ باطل نکر سکے تو اور ادلہ قاطعہ وبراہین ساطعہ کو کیونکر باطل کر سکتے ہین ؎
قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۞ بالجملہ شکر خدا کہ مولویصاحب نے
اس دلیل کے استحکام ومتانت کو ملجا ومجبور ہوکر قبول کرلیا اور عاجز
وناچار ہوکر یہ فرمایا کہ فقط ایسے دلیل سے مدعا ثابت نہین ہوتا
وسخافتہ مما یضحک علیہ الثواکل فضل عن الافاضل سابعاً
ایجاد واسطہ ایمان واخلاص طرفہ امرہے الحق یا صاحب نہایہ
ومجمع البحار کب اسکے منکر ہین اگر وہ منکر ہوتے تو اسقدر تدقیق وتحقیق
کی کیا حاجت تہی یہ تو عین مدعا اونکا ہے کہ بعض صحابہ کامل الایمان
والاخلاص تھے جو مورد ہزاران فضائل ومناقب ہوے اور بعض مرتد
عن الاسلام ہوے اور بعض مرتد بمعنی متخلف عن الواجبات
خصوصاً حقوق واجبہ اہلبیت طاہرین سے جو مورد اس حدیث
حوض کے ہوے ہذا مع تسلیم وجود الواسطۃ والا فانہم
ینکرون الوسطۃ ثامناً جس امر کو مولویصاحب باقیماند فرماتے
ہین یعنے چون پیغمبر انہار ابا صحابی بتغییر فرمودمی باید کہ اخص خواص
متخلف باشدوہ بحال باقی وقایم برقرار ہے جسکو کوئی دلیل آپ کی
قطع نہین کر سکتے اور اس احتمال کی خلش نے آپکے علما کو ایسا
بیچین ومضطر وپریشان کیا کہ ایسے اختلافات شدید مین مبتلا ہوے
کہ کسیطرح اس الزام کو دفع کرین ایلچی گری سے صحابیت ثابت
کی گاہے محض ہوا بدعت سے الی یوم القیامۃ جنس صحبت عطا
ہوی آخر کو صاحب نہایہ محدث جزری ومجمع البحار محمد طاہر گجراتی

وشاہ عبد الحق نے جب دیکھا کہ کوئی تاویل کوئی حیلہ کارگر نہیں ہوتا طوعاً وکرہاً قبول کر لیا کہ اخص خواص صحابہ کبار اس حدیث کے مورد ہین کما ھو مفاد تقریرا تھم ومقتضی عبارا تھم تا سعاً جس امر سے مولوی صاحب نے قطع نظر کیا ہے پس وہ امر فی الواقع قابل قطع نظر واغماض بصر ہے کیونکہ بفرض تسلیم محال مضرت اوسکی زیادہ تر مضر اہلسنت ہے کما عرفت من استقصاء الالزام واستیفاء الانتقام بل من نفس کلامك ایھا الحبر العلام حیث حملتہ علی الجدل والھزل فی صدر منتھی الکلام والجدل ساقط عن الاعتبار والالتفات عند الاعلام بل الخواص والعوام فتبینہ وبالغ زادك لعل اللہ یھدیك الی سبل السلام والاسلام لیکن دلیل ثانی جسکو مولوی صاحب باین عبارت تحریر فرماتے ہین اما ثانیاً پس بر خیال مولف لازم می آید کہ ارتداد شرعی در قلیلے از جفاۃ اعراب محصور باشد وقبل ازین گذشت کہ این ارتداد در بسیارے از اقوام اعراب پدید آمد بلے تخلف از واجبات شرعیہ مثل زکوۃ از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ بالجملہ انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب برین صورت اسانست بخلاف اول انتہی پس نہایت واہی ہے اما اولاً پس یہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے یہ حصر در قلیلے از جفاۃ اعراب کس کلام سے استخراج کیا ہے جو یہ الزام لگاتے ہین مگر بہر کیف یہ امر خود آپکے تمامی منتھی الکلام سے ثابت ہے کہ مرتد شرعی قلیل تھے چنانچہ اپنے انہین تین آدمیون کو مرتد شرعی مین شمار کیا ہے مسیلمہ کذاب طلیحہ بن خویلد اسود عنسی حالانکہ مسیلمہ کذاب کو

ص ۲۱۷ منتھی الکلام

صاحب تیسیر القاری نے منجملہ مانعین زکوٰۃ شمار کیا ہے کما مرّ پس اب مرتد
شرعی دو ہی قبیلے رہے طلحہ بن خویلد اور اسود عنسی ثانیاً یہ کہنا مولوی صاحب
کا کہ این ارتداد در بسیاری از اقوام اعراب پدید آمد مخالف ہے اون
تحقیقات کی جو مولوی صاحب نے لکھا ہے کہ مرتد شرعی تین ہی قبیلے تھے
اور سابقاً تحقیقات شاہ ولی اللہ و صاحب زین الفتی سے مذکور ہوا کہ
سب کا ارتداد بوجہ منع زکوٰۃ تہا اور قبل از حارث جو عہد خلیفہ دوم مین
نصرانی ہوا کوئی اصل اسلام سے مرتد نہین ہوا جس سے معلوم ہوا کہ
ارتداد اونکا منحصر تہا منع زکوٰۃ مین و مع قطع النظر ان امور سے عرض
کرتا ہون کہ ہرگاہ شاہ صاحب نے اکثر بنی حنیفہ و بنی تمیم ہے کو مورد
حدیث حوض بنایا تو اب قلت و کثرت مرتدین سے کیا بحث ہے ثالثاً
یہ کہنا مولوی صاحب کا کہ بلی تخلف از واجبات شرعیہ مثل انکار زکوٰۃ
از بعض جفاۃ اعراب صادر شدہ ناظرین کو زعفران زار کشمیر کے سیر
دکھاتا ہے سبحان اللہ کہین تو مولوی صاحب منکرین زکوٰۃ کے تقلیل
کے قایل ہوتے ہین اور کہین تکثیر ثابت کرتے ہین اس تناقض و
تہافت کا کیا علاج ہے بالجملہ یہان مولوی صاحب نے اقرار کیا کہ مرتدین
یعنی منکرین زکوٰۃ قلیل تھے حالانکہ قبل اسکے بجواب کلام جناب سید مرتضیٰ
رضی اللہ عنہ درپے تکثیر منکرین زکوٰۃ ہوئے چنانچہ فرماتے ہین
بعضے از روایات کتب فریقین کہ اشعار و دلالت بران دارد کہ
غیر از بنو حنیفہ بعضے دیگر نیز پیروی مالک امامیہ اختیار کردند باید شنید
بعد اوسکے اپنے اوستاد کے کلام سے ناقل ہین و دیگر فرقہ ہاے
اعراب کہ تفصیل آنہا طول دارد مرتد شدہ بودند و انکار زکوٰۃ میکردند الخ

صہ تفسیر الف
صحیح بخاری
مطبع نولک

صہ ۱۰۰۱

Presented by Ziaraat.Com

پھر کہا اکنون در ثبوت این امر کہ بعضی دیگر غیر از بنی یربوع مہملات
مالک بن نویرہ گردیدند کدام حالت منتظرہ باقی ماندہ و در صحت قول
صاحب مغنی و کذلک سائر اہل الردہ چہ تردد و شبہہ را مجال و گنجایش
است اور دوسرے مقام پر فرماتے ہین لہذا ہر یک روایت صفحہ ١١٣
فاضل نیشاپوری تفسیر آیہ کریمہ یا ایہا الذین امنوا من یرتد منکم
عن دینہ الآیۃ نقل فرمودہ اکتفا می نمایم مفسر مذکور بعد ذکر چندے از اہل
ارتداد مثل عنسی ذو الحمار و مسیلمہ کذاب کہ در اجزاء سابقہ از کتب سیر
پارہ از حال کثیر الاختلال انہا سمت گذارش یافتہ می نویسد و سبع فی
عہد ابی بکر رض فزارۃ قوم عیینہ بن حصین و غطفان قوم قرۃ بن
سلمۃ القشیری و بنو سلیم قوم الفجاۃ بن عبد یالیل و بنو یربوع قوم مالک
بن نویرۃ و بعض بنی تمیم و قوم سجاح بنت المنذر المتنبیۃ التی
زوجت من مسیلمۃ الکذاب و کندۃ قوم الاشعث بن قیس
و بنو بکر بن وائل بالبحرین قوم حطم بن زید و حاربہم ابوبکر
یعنے سات قبیلے عہد ابوبکر مین مرتد ہوئے قوم عیینہ بن حصین و غطفان
و بنو سلیم و بنو یربوع و بعض بنی تمیم و کندہ قوم اشعث بن قیس و بنو بکر بن وائل
قوم حطم بعد اسکے کہا و فقیر خاکسار اندری از علماے شیعیان
سر یمنی قادر سے نمی بینم کہ با وجود عدم تعداد مانعین زکوۃ و امثال
انہا کہ در کلام مولانا نظام الدین نیشاپوری نقلا عن تفسیر الامام
الرازی رحمۃ اللہ علیہما تفصیل شان گذشت استیعاب این سیزدہ
قوم نماید الخ بالجملہ اس تحریر سے معلوم ہوا کہ مانعین زکوۃ کی تعداد
اس کثرت سے تھی کہ مولویصاحب کے نزدیک کوئی قادر نہین ہے

Presented by Ziaraat.Com

که تعداد اونکی بیان کرسکے وکیف لا شاه ولی الله وغیره نے لکھا ہے
که بیچونکه مدینه وجوانا کے لوگون کے سب بوجه منع زکواة مرتد ہوے پس
یه قول مولویصاحب بلی تخلف از واجبات شرعیه مثل زکوة از بعض
جفاة صادر شد غلط ہوا اور خود اس تقریر سے کثرت ثابت ہے کیونکه
واجبات کے افراد کثیر ہین که منجمله اونکے ایک زکوة کو مولویصاحب نے
لکھا ہے که بعض جفاة سے سرزد ہوا پس اور واجبات سے تخلف جو اون
لوگون سے سرزد ہوا تو وه بہی داخل اس حدیث کے ہونگے فکثر الجمع
رابعاً نتیجه جو اس قلت پر مولویصاحب نے متفرع کیا تہا وه بہی
غلط ہوا یعنی انطباق عبارت انما ارتد قوم من جفاة الاعراب
برین صورت اسان بخلاف اول کیونکه قلت اون منکرین زکوة کے
باطل ہوی اور یه کل تقریر بنابر تسلیم وفرض کے ہے والا نه کلام
صاحب نہایه ومجمع مین قلت کا وجود ہی نہین ہے که تاویل کی حاجت
ہو کیونکه صاحب نہایه نے کہین دعوے قلت کا نہین کیا ہے اور
نه تصغیر اصحابی کو مانا ہے اونکی تقریر بقطع نظر ان امور سے یہ ہے
پس مرتدین خواه قلیل ہون خواه کثیر مفاد حاصل ہے اور اونکے
نزدیک جمله مرتدین کا ایک حکم ہے خواه منکر زکوة ہون خواه مرتد
عن الاسلام مقصود اونکا یہی ہے که یه حدیث بعض مخصوصین صحابه
کبار کے بارے مین ہے نه مرتدین کے جو جفاة اعراب سے تہے
والا علی اعقابهم کی قید لغو ہوتی اور صحابه سے کوئی مرتد ہی نہوا جنکے
بارے مین یه حدیث ہوسکے پس ضرور ہے که ارتداد سے تخلف
عن الواجبات مراد ہو جنکی صحابه مرتکب ہوے وہو المطلوب

Presented by Ziaraat.Com

لیکن دلیل ثالث یعنی قوله اما ثالثاً پس دلیلی که بر ارادہ معنی کفر در ہر
دو مقام خیال کرد قبول کردنیست زیرا کہ بعد تصریح بہ معنی کہ از ارتداد
تخلف مراد ست ضرورتے نیست کہ ہر جا قید علی اعقابہم اضافہ کنند
و تکیہ کلام خویش گردانند بلکہ میتوان گفت کہ صاحب نہایہ جائیکہ ردت
کفر بعد از تصریح درین عبارت کہ ارتداد بر تخلف محمول ست ارادہ
کرد ردت را مضاف بکفر نمود و صاحب مجمع البحار لا عن الاسلام اورد
حیث قال و فی حدیث الحوض لم یزالوا مرتدین علی اعقابہم ای
متخلفین عن بعض الواجبات لا عن الاسلام الخ پس باین
قرینہ معلوم شد کہ در ہر دو مقام نفی و اثبات ہمان تقصیر و تخلف
مراد ست کہ سخن دران میرود لا غیر و الا ظاہر ان بود کہ میگفتند لم یکفر
احد من اصحابہ بعدہ و انما کفر قوم من جفاة الاعراب مثلاً
انتہی پس خرافت اس تقریر کی ظاہر ہے کیونکہ اولاً مآل دونون کا
واحد ہے خواہ متخلفین عن بعض الواجبات صرف کہین یا بنظر
مزید توضیح لا عن الاسلام بہی اوسکے ساتھ اضافہ کرین ثانیاً
اوس قرینہ کو مولوی صاحب نے نہین بیان کیا جو مشار الیہ باین
قرینہ معلوم شدہ کا ہو سکے اگر اضافہ لفظ لا عن الاسلام کو قرینہ
سمجہا ہے تو زہے برین عقل و دانش بباید گریست اب ہم خود آپ ہی
کو حکم بنا دیتے ہین کہ اگر صرف متخلفین عن بعض الواجبات صاحب
نہایہ نے کہا تو کیا مولوی صاحب اوس سے مرتدین عن الاسلام
سمجہتے ہین علاوہ بران خود ہی سابقاً مولوی صاحب ناقل ہین کہ
صاحب نہایہ نے ردہ کو مضاف بسوی کفر کیا اور صاحب مجمع نے

Presented by Ziaraat.Com

لاعن الاسلام اضافہ کیا جس سے معلوم ہوا کہ اس ردہ کفری یا عن الاسلام
کو ایک کیواسطے یعنے جفاۃ اعراب کے لیئے ثابت کیا اور اصحاب سے نفی کیا
اور تخلف عن الواجبات کو صرف اصحاب کے لیئے ثابت کیا وہو المطلوب
رابعا یہ کہنا مولویصاحب کا کہ لم یکفر احد من الصحابۃ کیون نہ کہا پس دلیل
کمال علمی حضرت مخاطب ہے کہ ہنوز ردہ وکفر مین اونکو فرق نہین معلوم
ہوا بعد اسلام وہ لوگ مرتد ہوے تھے یا کافر اور چونکہ نفس حدیث شریف
صد ۲۷۱ مین لفظ ردہ وارد ہے اسوجہ سے اسکی حاجت ہوئی فتعلم لیکن دلیل
رابع بقولہ اما البجاالخ پس چونکہ مولویصاحب بکمال طوالت بیان کرتے
ہین کہ بالفعل شروع بخاری خاص کرشرح کرمانی ہمکو ملی اور اوس سے بھی
تقویت احتمال اول کے ہوئی الخ لہذا یہ کلام نہ قابل نقل ہے نہ لایق
التفات کیونکہ یہ وہی عبارت کرمانی ہے جسکا حال سابقاً مذکور ہوا چونکہ
ہمکو کوئی عذر اسمین نہین ہے کہ کرمانی اسی کے قایل ہین کہ مراد اس حدیث
سے وہی جفات اعراب ہین لہذا نہ محتاج تردید ہے نہ لایق التفات
خصوصاً درصورتیکہ سابقاً مقصود کرمانی کو باطل کر چکے پس یہ تطویل
مولویصاحب خالی از تحقیق ہے بہرکیف کرمانی کی عبارت سے نہایۃ
کے کیونکر تائید ہوگی کیا محدث جزری وگجراتی یہ نہ کہین گے ھم الرّجال
نحن الرّجال بالجملہ ہر عالم اور مجتہد اپنی اپنی تحقیقات کا مالک ہے اوسکو کچھ
ضرور نہین ہے کہ تقلید کرتا پھرے پہلی مولویصاحب محدث جزری
کا مقلد کرمانی ہونا ثابت کرین تب یہ دعوے پیش کرین وہو غیر ممکن
اور دلیل شافی وبرہان کافی اسبات پر یہ بھی کہ کرمانی وغیرہ نے برات
صحابہ پر تخلف عن الواجبات سے الحمد للہ رب العالمین کہا بخلاف

Presented by Ziaraat.Com

محدث جزری و محمد طاہر گجراتی سے کہ چونکہ حسب تحقیقات انکی وہی صحابہ کبار کے بعض افراد مصدر احداث قرار پاتی اور ارتداد بمعنی تخلف عن الواجبات مین مبتلا نظر آتی لہذا الحمد للہ نہ کہا اور بات بہی ایسی ہے ہر کہ اسپر شکر نکرین پس بخوبی معلوم ہوا کہ تحقیقات دونون کی علیحدہ علیحدہ ہین نہ واحد و ہذا آخر الکلام فیما یتعلق بہذا المقام پس الحمد للہ کہ کلام محدث جزری صاحب نہایہ اور محمد طاہر گجراتی صاحب مجمع البحار سے ثابت ہوا کہ مورد اس حدیث اصحابی کے صحابہ کبار کے بعض افراد ہین نہ منکرین زکوۃ جنکے ارتداد پر صحابہ خصوصاً خلیفہ اول کا اجماع ہوا اور جو کچھہ اجمال یا کنجلک یا خفا ان دونون کلامون مین تہا وہ سکوفا فضل ابن روزبہان نے صاف کردیا اور رگ ریشہ تک کو مولویصاحب کی قطع کردیا ہرچند آخر مین خود بہی بلحاظ شرکت تعصب مذہبی کرمانی کے ہم آواز ہوے چنانچہ اپنی ابطال الباطل مین بعد نقل عبارت جناب علامہ حلی رح و ذکر چند احادیث فضایل و مناقب صحابہ صحیحین وغیرہ سے بجواب جناب علامہ لکھتے ہین ما روی من الجمع بین الصحیحین ان رسول اللہ یقال لک لا تدری ما احدثوا بعدک فاتفق العلماء ان ھذا فی اھل الردۃ الذین ارتدوا بعد وفاۃ رسول اللہ ص وھم کانوا اصحابہ فی حیوتہ ثم ارتدوا بعدہ ویدل علیہ الاحادیث والاخبار التی ستذکر بعد ھذا ولا شک ان ھذا لم یرد فی شان جمیع اصحاب محمد ص بالاجماع لان فیھم من لم یتغیر ولم یبدل بعدہ بلا خلاف فھو من اھل النجاۃ بلا نزاع فان ارید بہ من بدل بعض التبدیل ولم یبلغ الارتداد فلیس فی الاصحاب الا من بدل

بعض التبدیل فیرجع الوعید الی الاکثر فلزم ان لایهتدی بهدیه الا نفر محدود فی کل عصر من الاعصار وهذا انما فی ماذکره رسول الله من کثرة امته یوم القیامة وانه یباهی بهم الامم کما ورد فی صحاح الاحادیث وان ارید به التبدیل الی حد الکفر فهو عین المدعی فلزم من هذه المقدمات ان هذا الحدیث وامثاله فی هذا الباب واردة فی شان اهل الردة کما قاله العلما انتهی اور اس تحریر دلپذیر سے بوجوہ عدیدہ تائید ہماری مطلوب کے ظاہر ہے پہلے یہ کہ کہا وہ لوگ جنکے بارے مین یہ حدیث وارد ہے اصحاب آنحضرت تھے بعد اونکے مرتد ہوگئے عین دعوے اہلحق ہے کہ جو لوگ حیات آنحضرت مین زمرہ صحابہ سے شمار کیے جاتے تھے اونہین لوگون سے کچھہ لوگ بعد وفات حضرت مورد لعن وطعن ومصدر عذاب جبار وقہار ہوے پس وہ کلیہ اہلسنت کہ الصحابة کلهم عدول اور مطلق صحابیت کا موجب مدح وثنا ہونا باطل ہوا اور اسیطرح اگر دیگر صحابہ بھی مصدر لعن وطعن ہون تو کونسا امر تعجب خیز ہے جو اہلسنت واسطے فریب دہی عوام کے حیلہ صحابیت پیش کرتے ہین کہ بھلا صحابی رسول سے کبھی ایسے امور ہوسکتے ہین چنانچہ اسی بنیاد پر شاہصاحب نے عقل اہلحق کو مورچہ سے بھی کم قرار دیا کہ حضرت سلیمان کی فیض صحبت کا یہ اثر ہوا کہ مورچون نے اپنی قوم کی تعلیم کی اور خاتم النبیین افضل المرسلین کی صحبت کا یہ بھی اثر نہو کہ صحابی آپ کے ظلم وفسق وفجور سے محفوظ رہین الی غیر ذلک من التقریرات پس اس تقریر نے شاہ عبد العزیز کی اوس دمدمہ کو گرادیا جسمین خود شاہصاحب نے

ان مرتدین کو شرف صحابیت سے خارج کیا تھا اور کہا کہ کوئی اہلسنت
سے اونکو اصحاب نہین کہتا دوسرے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین
کہ باتفاق علما وہ مرتدین صحابہ رسول تھے اور احادیث کثیرہ واخبار
شہیرہ اسپر دال ہین پس اس سے حکم شذوذ ینے بعض علما کا قایل
بصحابیت مرتدین مذکورین ہونا بہی باطل ہوا کیونکہ یہ امر باتفاق علما
واخبار کثیرہ ثابت ہے تیسرے یہ کہ فرماتے ہین یہ حدیث تمامی صحابہ کے
حق مین نہین وارد ہے کیونکہ بعض اصحاب سے ایسے ہین جن سے
کوئی تبدیل وتغییر نہین واقع ہوئے اور وہ لوگ بلانزاع اہل نجات سے
ہین پس معلوم ہوا کہ صحابہ مقبول فریقین اس الزام سے بری ہین اور
بلانزاع وبلاخلاف وہی اہل نجات سے ہین اور وہ لوگ نہین ہین
مگر امثال حضرت ابوذر وسلمان فارسی ومقداد وعمار وغیرہ کہ عند الفریقین
مقبول وممدوح ہین اونکو فاضل مذکور انطباق سے اس حدیث کی
خارج کرتے ہین تو اب ساری فضولی مولوی حیدرعلی کی سلک ثانی مین
باطل ولغو ہوگئے کہ خود اہلسنت مخالفت اجماع کو باطل قرار دیتے ہین
چوتھے یہ کہ فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر مقصود یہ ہے کہ جسنے کچھہ بھی
تبدیل کیا ہو اگرچہ حد ارتداد پر نہ پہونچا ہو وہ اسمین داخل ہین تو اصحاب
مین بہت کم لوگ ایسے ہین جنھون نے کچھہ تبدیل نہ کیا ہو تو اس صورت
مین وعید اکثر صحابہ کیطرف راجع ہوتا ہے پس اس سے مولوی صاحب
کی تاویلین کلام محدث جزری مین اور بہی باطل ہوگئین کیونکہ مولوی صاحب
کہتے ہین کہ الحمد للہ کبار صحابہ سے کوئی تبدیل وتغیر وتاخیر از حقوق
واجبہ سرزد نہوئی اور ابن روزبہان ہانک پکار کر کہتے ہین کہ سواے

اون صحابہ کی جو مجمع علیہم اور مقبول فریقین ہین کوئی صحابی ایسا نہین ہے
جس سے تبدیل وتغیر نہین ہوی پس الحمد للہ کہ خود ابن روزبہان
کی تقریر سے ثلاثہ ومعاونین کا اونکے جو یقینی مقبول الفریقین اور مجمع
علیہ طرفین نہین ہین بلکہ خود ایک فریق کے نزدیک بہی مبرا عن الخطا
والزلل نہین ہین مصدر تبدیل وتغیر وتاخیر وتخلف عن الحقوق الواجبہ ہونا
ثابت وظاہر ہوا باقی جو فاضل مذکور استعجابا کہتے ہین کہ اس بنیاد پر
لازم آتا ہے کہ وعید راجع بہ اکثر ہو اور فیض قدم سے آنحضرت کی ہدایت
بہت کم لوگون کو ہوی ہو حالانکہ خود حضرت نے اکثر احادیث مین
خبر دی ہے کہ اسقدر ہماری امت ہوگی بروز قیامت کہ ہم دیگر انبیا
کی امتون پر فخر ومباہات کرینگے پس یہ استعجاب حضرت کا خود عجیب
ہے کیونکہ حضرت نے فرمایا تہتر فرقے ہونگے ہماری امت کے جنمین
ایک ناجی ہوگا باقی ناری اور کہا نسے معلوم ہوا کہ یہ فخر اوسیوقت کی
امت موجودہ وصحابہ حاضرین کی نسبت ہے ممکن ہے کہ حضرت کے
بعد یہ کثرت مع ہدایت آپ کی امت مین ہو جیسا کہ خود حضرت نے
امت مابعد کو حاضرین صحابی سے افضل فرمایا ہے اور باتفاق فریقین
مسلم ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے زمانہ مین تمامے
روے زمین ایک مذہب ہوگا اور سب اخیار وابرار ہونگے نہ منافق
واشرار پانچوین فاضل مذکور کہتے ہین کہ اگر تبدیل سے مراد وہ تبدیل
ہے جو حد کفر پر پہونچے ہو تو یہ عین مدعی ہے پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث
اہل ردہ کے بارے مین وارد ہے مگر چونکہ خود مولوی صاحب نے
اس احتمال کو یعنے یہ کہ یہ حدیث اون مرتدین مین وارد ہے جو کافر

ہوے باطل کیا ہے لہذا کوئی حاجت اسکی ابطال اور تردید کی نہین ہے
فان الباطل باطل بس الحمد للہ کہ فاضل فضل ابن روزبہان نے مولویصاحب
کے کل اباطیل کو باطل کر دیا کہ اکثر صحابہ کے تبدیل و تغیر کو بخوبی ثابت
کیا اور جو کچھ اس عبارت مین گنجلک تھی اوسکو محقق دہلوی اہلسنت
شاہ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین باتفاق علما صاف کر دیا کہ مورد
احادیث صحابی کے وہی صحابہ ہین جنہونے حقوق اہلبیت مین کسیطرح
کی تقصیر کیا اور مودۃ القربی ایسے واجب کے بجا آوری مین کسی طرحکا
تخلف کیا کما مرّ ویجی فیما بعد انشاء اللہ فالحمد للہ حمداً جزیلاً علی
ماظہر الحق ولاح فاطفت السراج وقد طلع الصباح اور ہرگاہ
یہ ادلہ ساطعہ و براہین قاطعہ جو واسطے ابطال تقریرات اہل ضلال کے
ذو الفقار حیدر اور سیف اللہ الاکبر ہین ملاحظہ ارباب انصاف مین
در آئی تواب اور ادلہ کو ملاحظہ کرنا چاہیے جس سے طرق استدلال
اہل حق ظاہر اور حجت خدا سب پر واضح و باہر ہو جاے وقد جاء
الحق وذہق الباطل ان الباطل کان ذہوقا فالحمد للہ کما ہو
اہلہ والصلوۃ والسلام علی محمد واہلہ تم الحصۃ الثانیہ
من حصص سیف اللہ الاکبر ویتلوہا المجلد الثالث انشاء اللہ تعالی

کتاب مبر

Presented by Ziaraat.Com